بعون خالق کون و مکان فضل رازق انس و جان

نظم متین سحر بیان اشعار رنگین متضمن بر دو دیوان کلام دلچسپ دلنشین ناسخ یعنی جلد دوم

دیوان ناسخ

کہ پیشتر ایک دیوان متن میں اور دوسرا حاشیہ پر مطبوع ہوا تھا اب علحدہ ہر ایک بطرز ثانی

بمطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں طبع ہوکر رونق پائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خوب موزون ہے جسے وصفِ قدِ بالا ہوگیا
عالمِ بالا تک اپنا بول بالا ہوگیا

باعثِ گریہ ہوئی فرقت مین مجکو میکشی
ساقیا اشکون سے مے کا استحالہ ہوگیا

میکشی مین تیرے رو رو تی مین ہوا اک بار کو
نشے کے ڈورے ونکی جا آنکھون مین جالا ہوگیا

تیرا بالا موتیون کا قتل کرتا ہی مجھے
اے پری مالا تری کا یہ مالا ہوگیا

داغ حسرت کسنے تیرے عہد مین پایا نہین
باغ مین آگے جو گل تھا اب لالہ ہوگیا

خوش ہوا بھولے سے گر دل غم وہین پھر آگیا
قہقہا ہونٹون تلک پہونچا کہ نالہ ہوگیا

تقشہ بہونچا سکا کچھ بھی نہ مستونکو خبر
شیشۂ مے ٹوٹ کر ساقی پیالہ ہوگیا

وصف جو اوس ماہِ تابان کے کیے مین رقم
یک قلم اشعار کے حرفون پہ ہالہ ہوگیا

ختم ہے جادوگری تم پر کہ اے چشمان یار
ناسخ جادو بیان عاشق تمہارا ہو گیا

سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ خنجر کی بہار
الفت ابرو مین کھینچا ہے یا تصویر پر بہشت
دیکھکر موج ہوا کو کہتے ہین غربت مین ہم
کیون نہ عیب نا رسیدگان طبع ہو نقصان طبع
جائے قاصد وہ پری بھیجے اگر پیک صبا
عشق دل مین ہے نہ دل سینے مین داغون کے سوا
کوئی غنچہ ہے کوئی گل ہے کوئی ہے سرمردہ
کھینچتا ہے جو تری رخسار تابان کی شبیہ
قید ہوتی ہی ہوا فارغ مین قید زیست سے
محو عشق ایسا ہون کرتی ہین اگر اعدا بھی ظلم
کوئی جاناتے نکلجاتی کہین حسرت مین ہم
شرم سے پوشیدہ رکھتی ہین پری زاد آپ کو
چاک ہین دل خوش ہو دیکھ رشک قد یار سے
خندۂ دندان نما جز زخم کاری ہے محال

غل مچایا قمریون نے بھی مبارک باد کا
خنجر قاتل مجھے آئینہ ہے فولاد کا
ڈھیر بھی ہو سرو کے سایے مین مجھ آزاد کا
بوریا اوڑتا ہے اپنے خانہ برباد کا
فرض ہے والد کو لازم کھودے عیب اولاد کا
تو تیا ملجائے میرے خانۂ برباد کا
ان چراغون مین نشان ہے خانہ آباد کا
دیکھتے ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا
شمع روشن بن گیا ہے مو قلم بہزاد کا
کام نکلا اے جنون حداد سے جلاد کا
شبہ ہوتا ہے مجھے محبوب کی بیداد کا
بیڑیان ڈالین بڑا احسان ہے حداد کا
جیسے آشوب جہان ہے حسن آدم زاد کا
جا ہے دل گو نہیں مین شانہ ہے شمشاد کا
شاد ہوتا ہے یونہین اپنے دل ناشاد کا

الٰہی کیسے پہنچتہ وقت سیر آنکھیں ہیں دام | کھلے جو دانت ہنسی میں نظر آیا
جو گوشِ گل نہ سنے باغبین تو کیا چارہ | قفس سے نالۂ بلبل ہزار بار آیا
تری سواری میں کب نجیب خاخی ہیں ایسے سرو | جلو میں صحن گلستان لیے غبار آیا
شکست پائی ہر توبہ کی طرح اسکو بھی | ہمارے پاس جو اے میکشو خمار آیا
یہ ناز کی گئے ہیں یعنی کہ باغبین دہ گل | قریب آتشِ گل جب گیا بخار آیا
کبھی نہ قطرہ دیا تو نے ساقیا مجکو | ادھر نہ آتشِ مے کا کوئی شرار آیا
شال سنگ گرانجان نہیں جو بیٹھا ہو | کہ اس جہان میں ہون صورت غبار آیا
لگا جو تیر ترا سینۂ مشبک میں | مین خوش ہوا کہ مرے دام میں شکار آیا
دیکھ کے باغبین آنکھیں چڑھی ہوئی اپنی | وہ نشہ دیدۂ نرگس سے آج اوتر آیا

ولہ

ذروں کو تیرے نور نے اختر بنا دیا | ہر تابدان کو نیر اکبر بنا دیا
ساقی نے برگ گل سے لگا کی جو دونوں ہونٹھ | مے کو شراب دُرد مکرر بنا دیا
نکلے شرار فرقتِ ساقی میں جائے مے | شیشے کو میرے بخت نے پتھر بنا دیا
اوس سرو قد کی عشق کی تاثیر دیکھنا | ہر ایک دل کو شکل صنوبر بنا دیا
دستِ جنون میں آج وہ ثابت قدم ہوئے | ٹھوکر لگا کے سنگ کو اخگر بنا دیا
وہ نخل باغ حسن ہے جو تیرے سائے نے | فرش زمین کو صاف مشجر بنا دیا
لاغر وہ ہون کہ جنبۂ دربار اگر ملا | چیونٹی نے اور میرے لیے در بنا دیا

پڑگیا ہے عکس جو میرے تن پر داغ کا
سارے جسم ایمن پھولون کا زیور ہوگیا

دیکھکر خورشید سا چہرہ جو ہم غش مین گرے
سایہ اپنا کوچۂ جانان مین بستر ہوگیا

باغ مین یاد آگئی مجکو جو اوس گل کی بہا
بہر مرغِ روح ہر گل برگ شہپر ہوگیا

تیغِ قاتل نے جو کھولے میری چھاتی کے کیوا
حسرتِ دل کے نکلنے کو عجب در ہوگیا

خجلت دندانِ جانان سے گہر مین آب ہے
سلک گوہر اپنی مژگان کی طرح تر ہوگیا

جیسے اوس بُت کا سنہرا رنگ ہو پیشِ نظر
حلقۂ اپنی چشمِ تر کا خاتمِ زر ہوگیا

مجکو جرمِ میکشی مین جب کیا حاکم نے قتل
جسم بے سر خمِ سر بے جسم ساغر ہوگیا

میکدہ مین جا کے بے ساقی نہ پی تیغ شراب
آج اس ظلمت کدے مین مین سکندر ہوگیا

کسقدر فرقت مین ہے میرا سیہ خانہ عجیب
شمع کے اوڑ جانے کو شعلہ شہپر ہوگیا

جل نہین جاتا جو وصفِ روئے آتشناک سے
طائرِ مضمون بھی گویا اب سمندر ہوگیا

جانکر کانٹا مسافر بچکے رکھتے ہین قدم
اسقدر مین دادی غربت مین لاغر ہوگیا

گھر مرا تاریک ایسا ہے کہ لیکر خطِ یار
چاندنا آیا تو وہ کالا کبوتر ہوگیا

دشتِ غربت مین بدن ہو کوچۂ جانان نہیں
جسم بیجان کی طرح خالی مرا گھر ہوگیا

فصلِ گل مین اسقدر غم سے ہوا جوشِ شراب
شل باران دامنِ بادِ صبا تر ہوگیا

بازو و ران و میان و گردنِ محبوب کا
رشتۂ پیمایش اے **ناسخ** برابر ہوگیا

خیال مین بھی اگر خواب سے دو چار ہوا
شبِ فراق سے مین کیا ہی خبردار ہوا

ولہ

جان پائیگا چمن اے گل تری گلگشت سے
ہر شجر مین مرغ جان کا آشیان ہوجائیگا

انقلاب دہر تب دس ہر ملادیگا مجھے
پیر جب ہوجاؤنگا مین وہ جوان ہوجائیگا

حرص سے زائد یہ کہتا ہے جو گرجائینگے دانت
کیا کشادہ بہر رزق اپنا دہان ہوجائیگا

بلبلے کر موتی ہین تار ہر رگ تابان آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہوجائیگا

تیسے ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا
پیش مژگان تیر خم مثل کمان ہوجائیگا

گریہ مین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اوس پری کو اپنے سائے کا گمان ہوجائیگا

مالک روی زمین گر ہے تو مغروری ہے کیا
ایکدن برگشتہ تجھسے آسمان ہوجائیگا

کیا ضرر مجکو جو وہ محبوب تیرا ناز ہے
ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہوجائیگا

یا رجب مجھ جان بلب کو بھیجیگا پیغام وصل
دیکھنا پیغام بر معجز بیان ہوجائیگا

اتنقدر ہے شوخ رنگت روی آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہوجائیگا

ابجو مین پڑ گیا ہے آج اوس گل کا جو عکس
باغ مین ہر غنچۂ گل عطر دان ہوجائیگا

فکر کر موقوف ناسخ جی نہین لگتا ترا
پھر طبیعت کا کسی دن امتحان ہوجائیگا

ولہ

ہے تصور مجھے ہر دم تری یکتائی کا
شغلہ آٹھ پہر ہے یہی تنہائی کا

عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
دیکھو قابیل نے کیا حال کیا بھائی کا

جام سائل کیطرح ہین مری آنکھین در در
جیسے عاشق ہون کسی کا فرشیدائی کا

عشق کامل جو ہو آنگ کہان جار کہان
دھیان بدمست کو رہتا نہین رسوائی کا

[illegible]

ولہ

[illegible]

فرقتِ ساقی مین ایسے بن گئے ہم پارسا
محو خاطر سے خیال جام و مینا ہو گیا

ہے تصور مین جو محبوب الٰہی رات دن
کعبۂ دل صاف اے **ناسخ** مدینہ ہو گیا

جب مرے دل کو اضطراب ہوا
سارے عالم مین انقلاب ہوا

خاک سر پر ہے مہر و مہ پامالی
اے فلک روز انقلاب ہوا

نامہ پر خط کے پُرزے چن لایا
یہی حاصل اُسے جواب ہوا

روزِ تاریک پھر ہوا روشن
پھر ہر اک ذرہ آفتاب ہوا

ہجرِ جانان مین یہ غذا ہو مری
داغ نان مرغِ دل کباب ہوا

کی حکومت جو مصر مین دو دن
یہ بھی یوسف کو ایک خواب ہوا

داغ سوزان وہ ہے مرے سر پر
سنگ مانند برف آب ہوا

چشمِ گریان کے جو لکھے مضمون
خط مرا پارۂ سحاب ہوا

ساغرِ چشم ہو گیا پرخون
جب کہ خالی خُمِ شراب ہوا

جب کہ مین نے وطن سے کوچ کیا
گور مین میرا پلہ جراب ہوا

جورِ اصحابِ فیل سے **ناسخ**
کعبۂ دل مرا خراب ہوا

کوئی اوڑتا کسی طائر کا اگر پر پایا
ہو گیا مجکو یقین نامۂ دلبر آیا

یار کا لکھے جو مکتوب کبوتر آیا
طائرِ رنگ پریدہ بھی برابر آیا

[illegible]

روے گلرنگ اگر حوض مین عکس فگن	طوقِ قمری کا ہو رنگ کی پچکاری کا
دم بدم خندۂ گل سے یہ صدا آتی ہے	باغ عالم مین ہے موقع یہی خنده داری کا

خود بخود دوست کی دستی ہوئی جاتی ہے سیاہ
کیا لکھون حال مین ناسخ کی سیہ کاری کا

اپنے نالون کا ابھی ظاہر اثر ہو جائیگا
تیرے جلوہ سے حسینون کا ضرر ہو جائیگا
مرچکا ہون پر ہوا آتا جو اوس صیاد کا
اوس پری کے کوچہ مین لوٹین گر ہم دیوانہ وار
ہوگیا ہون رو رو کر روتی کو رلیکن بیشتر یار
دوست سیر ہوتی ہین دشمن جدا ہونیکی ساتھ
بھیجین گے فردوس بھی نامہ ہم اوس حور کو
ساغر مے جلوہ گر ہے مثل قرص آفتاب
زخم دل میرا نہین جو ہو نہ ہرگز التیام
کب تلاشِ مال کا ایجون ہمکو دماغ
گر ترقی چاہتا ہے حسن کی اے سیم تن
وصل کی شب ہے نہ چلا آج تو اے مرغ دل
تا بہ میخانے پہونچ جاؤن تو پہونچ جاتی ہے جان

شور سنکر اوس پری کا بند در ہو جائیگا
رو برو جب شمس آ دے گا قمر ہو جائیگا
طائر روح رواں بے بال و پر ہو جائیگا
سایۂ دیوار کا ہمکو اثر ہو جائیگا
تار اشکون کا ابھی تار نظر ہو جائیگا
وہ شجر ہون برگ گرتے ہی تبر ہو جائیگا
جو ملک ہوگا وہ مرغ نامہ بر ہو جائیگا
خشک نہ ہوگا ابر دامان تر ہو جائیگا
ایک دن بند اوس پری کا چاک در ہو جائیگا
ہے جو قسمت آہن زنجیر زر ہو جائیگا
پی مے گلگون کہ اس سے سیم زر ہو جائیگا
اوس پری کو شبنمہ مرغ سحر ہو جائیگا
ساغر مے پیش تیغ غم سپر ہو جائیگا

[illegible]

ولہ

[illegible]

دُور دل سے کیجیے ابھی جلدی ابھی تازہ ہے عشق
مین وہ وحشی ہون کبھی سوئے گا جو میرا استخوان
گر یہ ہین آ آکے ڈوبے ہین پریزادے صنم
گرا دو اٹھا کر شہر سے صحرا مین بھلاؤ گے تم
حسن کی زینت اگر چاہے کلام عشق سن

زخم یہ ناسور ہوگا گر کہن ہو جائیگا
مارے وحشت کے سگِ جانان ہرن ہو جائیگا
دو سطر بیر العلم چاہِ ذقن ہو جائیگا
بس وہ ہین شلِ درخت اپنا دفن ہو جائیگا
گوہر گوش اے صنم اپنا سخن ہو جائیگا

کیون اپنچھا ہے تجھو ناسخ فراقِ یار کا
ایکدن نادان فراق روح و تن ہو جائیگا

مظہر وہ بت ہے نورِ خدا کے ظہور کا
ساقی مے وصال مین عالم ہے نور کا
جس شعلہ رو کو دیکھیے عالم ہے نور کا
ہین پاؤن تک جو بال کمر سے ایجبون
ابرو دکھا تو یا کوئی تلوار جیبد و
جھانکے کسی کوئین مین وہ یوسف اگر
دیوان کیون بھرون نہ حسینون کے ذکر سے
کوثر کی موج کیون نہو اپنی نگاہ پاک
کرتا ہون رنج دوری جانان مین فکر شعر
اے شہسوار اگر نہ کیا کشتہ نگاہ

نقشِ قدم سے سنگ کو رتبہ ہے طور کا
چمکا دے چاندنی مین پیالہ بلور کا
لیلا ہمارے شہر مین ہے نام طور کا
جاڑہ مین ہو گیا ہے لبادہ سمور کا
کچھ تو کرو علاج دلِ ناصبور کا
شبہہ ہو عکس شعلۂ رخ سے تنور کا
قرآن مین بھی ذکر ہے غلمان و حور کا
یان چشم تر ہے جام شراب طہور کا
مضمون کسطرح مجھے سوجھے نہ دور کا
پہونچا دے قبر مین یہ نتیجہ قصور کا

ولہ

[illegible]

غیر کو نامہ ہے سرنامہ مری نام کا ہے
ضعف مین ٹوٹ سکا جب نہ حباب دریا
نکہت گل کی روش اے فلک ناہنجار
نامے غیرون کو دیے رہگیے وحشت زدہ ہم

مہربان زور یہ تم نے ستم ایجاد کیا
ہم نے تجویز اوسے بیضۂ فولاد کیا
تو نے اوس گل سے چھڑا کر مجھے برباد کیا
ہاے قاصد نہ کبھی تو نے ہمین شاد کیا

ایک دل دو کی رسائی ہے بھلا کیا ناسخ
خود فراموش ہوا مین جو اوسے یاد کیا

ولہ

قمر تو باغ مین وہ دغیرت شمشاد آیا
بندۂ سرد ہو تم کرنے کو آزاد کیا

ولہ

گل کو جب دیکھا وہ گلگون پیرہن یاد آگیا
آج مجکو وحشت بے حشت مین وطن یاد آگیا
گھر بناؤن خاک اس وحشت کدہ مین ناصحا
ہون وہ وحشی نیست بھر بھولا رہا پوشاک کو
سے پاتک اپنے شعلہ کیطرح تھرا گئے
تنگ جب مجھپر ہوا ایام فرقت مین جہان
وادی غربت مین جسدم ہو گیا جوش جنون
توڑ ڈالا مینے جو پیمانۂ مے میکشو

یاسمن کو دیکھ کر اوسکا بدن یاد آگیا
بوے گل کو بعد بربادی چمن یاد آگیا
آتے جب فرد ور مجکو گورکن یاد آگیا
جب کفن پہنا تو مجکو پیرہن یاد آگیا
شمع کو جس شب ابیت الحزن یاد آگیا
سے پرے وہ کیا مجھے تیرا دہن یاد آگیا
ہاے کیا مجکو وہ طفل برہمن یاد آگیا
سیکشی مین ساقی پیمان شکن یاد آگیا

فصلِ گل مین فصد کیا کرتا ہے میرا طبیب — جوش سودا اور ہوگا گر لہو کم ہو گیا

زخمِ چاکِ در نے جہان کا مین کیا قاتل ز بند — رشتۂ نظارہ گویا صوفِ مرہم ہو گیا

میری قسمت کا طبیبو استحالا دیکھنا — جب سرور آیا مرے دلمین وہ ہین غم ہو گیا

چھوڑ کر چہرے پہ زلفین معجزہ اوسنے کیا — ایک پل مین بڑہ گئی رات اور دن کم ہو گیا

وصفِ ابرو بعد مژگان کے جو مین لکھنے لگا — تیر سا سیدھا قلم شلِ کمان خم ہو گیا

پھول لالے کے نظر آتے ہین انگارے مجھے — باغ تھا جنت سو فرقت مین جہنم ہو گیا

نام کندہ اوس پریرو کا نگین دلمین ہے — جسکی چاہت مین سلیمان جھککے خاتم ہو گیا

کیون نہ دم توڑ دون کہ جبسے دم نکلتا ہے مرا

ناسخ اِن روز دون رقیبون کا وہ ہمدم ہو گیا

ولہ

قاصدی کا کام تجھسے ای صبا ہو جائیگا — یا یونہین حسرت مین دم اپنا فنا ہو جائیگا

ولہ

وصل کے ایام مین وہ شور قلقل ہو گیا — اتبو ساقی کی جدائی مین مرا قلقل ہو گیا

بعد مرنے کے بھی ہم چھوٹے نہ دامِ عشق سے — جسم سے نکلا جو مرغِ روح بلبل ہو گیا

اسقدر مضمون لکھتے کاکُلِ محبوب کے — ریشہ بھی اپنے قلم کا تارِ سنبل ہو گیا

تیری ایڑی سا اثر کا ہیکو رکھتا ہے سہیل — گل سے بھی خوشبو زیادہ کفش کا گل ہو گیا

عشق نے ہمکو دکھایا آج اعجازِ خلیل — آگ سے پیدا ہمارے ہاتھ کا گل ہو گیا

[illegible]

رات ہولی کی جو آئی تو لہو رو رو کر عشق ہوتا ہے حسینو نکو نظر باز دن سے	راہِ جانان سے عجب رنگ مین دو دن آب آیا دی بصارت وہین یوسف نے جو یعقوب آیا

دُور سے مجکو جو آتے ہوئے دیکھا ناسخ
سالکِ دشتِ جنون بولے وہ مجذوب آیا

اس ادا سے چلے جو یار اپنا آپ مین آئین جائین یار کی پاس ہے مقلب قلوب کا جو خدا بیخودی مین یہ کون یاد آیا یاسمین دھو چکے ہوسے گلشن رخ ساتھ صحرا مین بھی ملے اغیار آگے آگے ہوتی ہے روح رواں ہے جو اوس چاند کے جلو مین رواں	نقش پا کیون نہو قرار اپنا کب ہے مجکو انتظار اپنا کیا بتو دل پہ اختیار اپنا خود بخود دل ہے بیقرار اپنا دیکھو آئینے مین عذار اپنا ملے جا بار ہا شکار اپنا پیچھے پیچھے چلا غبار اپنا چاندنی ہو گیا غبار اپنا

بعد مرنے کے آج اے ناسخ
عزم ہے سوے کوے یار اپنا

دیکھیے او ترا اسیر ہن اپنا دشتِ غربت مین دیکھکر تجکو لب مین نُرخ حلب نہین نہ تعین	ماہِ کنعان کرے کفن اپنا آج بھولا مجھے وطن اپنا آپ نے کیا کیا ختن اپنا

بخدا حلۂ فردوس مین بھی ہین اگذرا
وہ پھرے تیرے کوچہ مین ہم آکر جیتے
اشک حسرت یہ بہو وقت وداع جانان
خم کے خم صحبت ساقی مین چڑھا جاتے تھے
یون فلک سے کبھی اوترے نہ شہاب ثاقب
سمجھے سب ابر کے ٹکڑے سے یہ نکلا خورشید
چشم زاہد مین ہون گو خوار گناہون کمگر
کسی حالت مین مجھے ہوش ہی کچھ کام نہین
باردامن سے اوترجای نہ کیون جی کمر

دیکھیے پھر کفن پیرہن اپنا اوترا
ہوگئی شام نہ دیوار سے سایہ اوترا
کہ مرے گھر سے جو نکلا چڑھی گنگا اوترا
ہجر مین حلق سے پان ایک نہ قطرہ اوترا
جسطرح بام سے اپنے وہ بھبوکا اوترا
یان جو داغ سر شوریدہ ہی چھایا اوترا
مغفرت کا تو مری شان مین آیا اوترا
پٹ گئے انجرے سودے کے جو نشا اوترا
آستین کا یہ ہوا بوجھ کہ شانہ اوترا

نہین چڑھتا ہون کسی کی جو نظر پر ناسخ
یار کی نظرون سے افسوس مین ایسا اوترا

محو خط عارض محبوب کا
ترک کر اے دل کسی اسلوب سے
لگ گئے تو خط ہزارون تاک مین
کیا کسی کو دیکھے ناشق غیر دوست

منتظر رہنے لگا مکتوب کا
عشق اوس محبوب خوش اسلوب کا
جابجا ہو کیون نہ سبزہ دوب کا
یہ سبب تھا کوری یعقوب کا

کوئی ناسخ کو نہ دیوانہ کہو
معتقد ہون مین اوسی مجذوب کا

[illegible]

اوسنے جو پوچھا پسینا روی مالتاب کا — بن گیا رومال گونا چادر مہتاب کا

کر سکین اغیار کیونکر خون مجھ بیتاب کا — ہر کسی سے کشتہ ہو سکتا ہی کب سیماب کا

ذکر کیا ہے ہجر ساقی مین شراب ناب کا — جبکہ اپنے حلق سے اوترے نہ قطرہ آب کا

عشق گیسو مین یہ عالم ہے دل بیتاب کا — نالۂ بیجان جو ہے اک سانپ ہے سیماب کا

بوسے لیتے ہی ترے بالے کی مچھلی اے صنم — ہے ہمارے دل مین عالم ماہی بے آب کا

کیا مرے دل کی طرح شیشہ بھی پرخون ہو گیا — ہے مگر گلگون مین ساقی فرا خون ناب کا

نسبت اگل کیا ہی تیری چشم خون آلود سے — طور نرگس مین ہی بے تیرے دیدۂ بیخواب کا

کم نہین ہو شام سے صبح شب تت سیاہ — ہی یقین خورشید پہ بھی کرمک شب تاب کا

کم بضاعت جتنے ہین کرتے ہین وہ جوش و خروش — تو ڑ ہوتا ہے کسی دریا مین کب سیلاب کا

پڑگئے ہین ناتوانی سے جو حلقے از نون — سبکو میرے چشم تر پر شبہہ ہے گرداب کا

ہو صفا حاصل تو بینائی بھی ہو اول ضرور — صاف ہوکر آئینہ محتاج ہے سیماب کا

مینے اوسکا طاق ابرو تو کبھی دیکھا نہین — پوجنے والا ہون بس دروازے کی محراب کا

پستی طالع نے یہ گردش دکھائی ہے ہمین
ہے گڑھا دریا مین اے ناسخ سبب گرداب کا

ہو گیا اندھیر جب پنہان وہ مہرو ہو گیا — شمع کا شعلہ یہ اوربجھا گا کہ جگنو ہو گیا

ہونٹھ اوس میکش کے ایسے برگ گل ہین سیا تھا — ساغر گل سے زیادہ جام خوشبو ہو گیا

چشم ساقی جام ہے مینی ہو مینا ہے شراب — میکدے کا طاق گویا طاق ابرو ہو گیا

[illegible]

ولہ

[illegible]

گم ہوا خطِ شعاعی سے فروغِ آفتاب
کچھ نہیں غم گر خطِ رخسارِ جاناں بڑھ گیا

تھا مجھے جب جوشِ وحشت تنگ آیا تھا نظر
گھٹ گئی جو طاقتِ پا کیا بیابان بڑھ گیا

پیری آئی کو دگی سے ہو مگر غفلت وہی
کیا ہمارا ہائے یہ خوابِ پریشان بڑھ گیا

بال نکہ جن دواؤں سے بڑھ جاتی ہاپنے
کیا ادنھیں سے گیسوئے شبہائے ہجران بڑھ گیا

اب تو شاید یار کی جو دیکھا ہو جا حساب
ہجر کا دن روزِ محشر سے دو چندان بڑھ گیا

صبح خورشید سے بڑھ جائی لکا ابر کا
تجھسے آگے بس یونہیں تختِ سلیمان بڑھ گیا

پیرہن پھینکے ہیں مینے بیشتر کرکے چاک
اس سبب سے اے جنون صحرا کا دامان بڑھ گیا

خط سے دونی ہو گئی اسکے دہن کی آب و تاب
خضر کے فیضِ قدم سے آبِ حیوان بڑھ گیا

دامنِ صحرائے محشر تک ہوا ہے دستِ جنون
رفتہ رفتہ کیا مرا چاکِ گریبان بڑھ گیا

بوستانِ خوش خرامی میں شمیمِ گل سے ہے
سو چمن آگے مرا سروِ چراغان بڑھ گیا

اور مردون کے کفن کا تو نہیں دیکھے گز گز
آگے صحرائے عدم سے بھی یہ عریان بڑھ گیا

تعداد مزش فقط کیا دو مجھے کچھ اور بھی
تم ہوئے جو مشتری یاں نرخِ عصیان بڑھ گیا

تو جو دریا میں لگا دھونے حنائی اپنے ہاتھ
بہرِ پابوس ابو پر نیر و دستِ مرجان بڑھ گیا

اشتیاقِ نامۂ جانان کے جو مضمون لکھے
نامۂ اعمال سے ناسخ کا دیوان بڑھ گیا

موج زن ایسے ہیں یان دیدۂ ترمین دریا
پانی سے پتلے ہوئے اپنی نظر میں دریا

پھرتی ہیں روتی ہوتے وادیٔ غربت میں ہم
صبح رہتو ہیں دن رات سفر میں دریا

یون مجھے آپسے آپ کرتی ہو تقدیر جدا
مَیس کے زرہو نیسے بہتر ہو کمالِ انسان
جلے دندان لبِ خار ہوے آتے جا تل
مرضِ عشق سے اٹھا اپنی یہ بستر سے کبھی
ایجنون پاؤن ہین جبتک یہ تمنا ہو مجھے
چھوڑ دن کیا پر ہین شیرین ہونگی صحبت
کہتے ہین دیکھکے زلفِ اوسکی رخِ تابان
جب جدائی کے مضامین مجھے سوجھے ہین
کیون نہو جلوۂ خورشید سے سایہ کا وجود
مجھ گرفتار جدائی کی جو پانو نہین پڑے
مینے جو درد جدائی سے کیے ہین نالے
تیغِ آہن سے سوا ہے برشِ تیغِ زبان

جسطرح جنگ مین ہو قبضہ سے شمشیر جدا
خاکساری ہے جدا اور ہے اکسیر جدا
دہنِ زخم سے ہوگا نہ ترا تیر جدا
نہ کبھی صفحہ سے جس شکل ہو تصویر جدا
کبھی مانند رگون کے نہو زنجیر جدا
نہین ممکن کہ ہون ملکر شکر و شیر جدا
کبھی ہوتا نہین اس شمع سے گلگیر جدا
حرف سے حرف ہوا ہے دمِ تحریر جدا
کیا تہ چرسیے ہو زلفِ گرہ گیر جدا
ہو جنون حلقے سے ہر حلقۂ زنجیر جدا
کیجیے تن سے مرا سر پے تعزیر جدا
حق کو باطل سے کریگی تری تقدیر جدا

آشنا تھے اس درجہ کہان ہیتے ہین
آپ دلگیر ہے ناسخ جو ہے دلگیر جدا

ذکر کیا اوس کے آگے زہرہ جبین کا
باہم دو جے ہین جو دونون تیر ابروماہِ نو
یاس مجکو قتل کرتی ہے جلاتی ہے امید

ہے سلیمان وہ پری رتبہ ہو کیا بلقیس کا
ایک چاند اوتیس کا ہو ایک پورا تیس کا
معجزہ تازہ کیا ہے عشق نے جرجیس کا

ولہ

بلبل اسیر کا تن سے نکل گیا
نسیم کا کفن سے نکل گیا
شعلہ سا ایک جیب کفن سے نکل گیا
ساقی بغیر شب جو پیا آب آتشین
شعلہ وہ بنکے میرے دہن سے نکل گیا
دیکھی بہار مین یہ جو جوش اے جنون
سارا لہو ہمارے بدن سے نکل گیا
رشکِ گل کے باعث ہی بس آئی خزان
گل بھی ساتھ گل کے چمن سے نکل گیا

ہے عضو عضو محو تجلّی یار کا	میرا غبار جسم جو تھا نور ہو گیا
ساقی ٹپک پڑا ہے لہو ہجر یار میں	منہ شیشۂ شراب کا ناسور ہو گیا
دل دیکھتے آگیا ترے تابوہین الصنم	میں اپنے اختیار سے مجبور ہو گیا

ناسخ ہے اس حباب کا دارِ غرور نام
معذور ہے اگر کوئی مغرور ہو گیا

ہر پھول تیرے رشک سے جب آب ہو گیا	صحنِ چمن بھی نظر و نین تالاب ہو گیا
تیرے حضور زہرہ ماہ آب ہو گیا	شب چاندنی میں عالم سیماب ہو گیا
چھلے جو تجکو دیکھ کے دل کچھ عجب نہیں	آئینہ ہاتھ میں قدح آب ہو گیا
پھاڑا جو اس نے دستِ حنائی سے خط مرا	ہر پرزہ برگ لالۂ شاداب ہو گیا
آنا ترا وہ رات تو نکلا یاد آگیا جو ہائے	مہتاب کو میں دیکھ کے بیتاب ہو گیا
قسمت میرا آج کبوتر جو لیچلا	تاثیرِ سحر دیکھو سرخاب ہو گیا
چادر کے بدلے چاندنی اسکی جو ڈالدی	میری لحد میں جلوۂ مہتاب ہو گیا
انسان دوچار ہو کیونکر ہو بیقرار	آئینہ تجکو دیکھ کے سیماب ہو گیا
بھاگے جو سامنے سے ستارے شبِ فراق	مجکو گمان کرمکِ شب تاب ہو گیا

مضمون جو اپنے رونے کا میں نے رقم کیا
ناسخ دہن دوات کا گرداب ہو گیا

جب بیانِ یار کا مضمون رقم ہو جائیگا	خطِ مسطر جادۂ راہِ عدم ہو جائیگا

ولہ

ہون وہ معجزہ کہ اگر بیضۂ فولاد بھی ہو
آج کل سے مین نوا سنج نہین ہاے قمری
سرنوشت اپنی یہ اُلٹی ہے ازل سے کہ ہوے
اے پری میرے تصور کی نہین تجھکو خبر
نہ ہمارے دلِ بیتاب کو زلفون سے نکال

کر دون اعجاز سے مین جائے مضمون پیدا
سرو کی طرح خدا نے کیا موزون پیدا
کاسۂ سر کیطرح بخت بھی واژون پیدا
پردۂ قاف مین پنہان ہو تو کر لاؤن پیدا
پاریسے ہوتی نہین گیسو نہین ہون پیدا

کر لیا پریون کو تسخیر سنا کر اشعار
شبِ ناسخ نہین اصحاب افسون پیدا

ہے کیا ہی اثر خوبی ابرو کی بیان کا
اوس چاند کو ٹکڑے کے تصور مین ہین ٹکڑے
پر کیون نہو حسرت سے مرا دامن خالی
گو فصل بہار آئی نہ آیا تو مین وہ گل
ہے صید فگن جان چلی تیر کے مانند
شیرین سخنی ایسی کہان پائی کسی نے
محو دہم جور رکھا اوسے منظور ہے میرا
ظاہر کے اطبا تو نہ سمجھین گے مگر ہان
لشکر کی صفین ہونگی جنازے کے نمازی
ہے صبح قیامت ہوئی آخر جو شبِ وصل

تلوار سے کم کاٹ نہین میری زبان کا
کپڑا ہے مقرر مرے کرتے مین کتان کا
گل کیا کوئی کانٹا نہ ملا باغ جہان کا
جھونکا کوئی چلتا ہے ابھی باد خزان کا
میرے بدن زار مین ہے طور کمان کا
چھوٹا ہے مرے منھ مین لعاب اوسکے دہان کا
کہتا ہے ظرافت سے کہ لے بوسہ ہان کا
عیسٰے سے مداوا ہو مرے درد نہان کا
اک روز نہین نام و نشان نام و نشان کا
ہے صور کی آواز مجھے شور اذان کا

ولہ

ولہ

بیج

بیچ صحرائے جنوں ایسے گوارا ہو گئے
شیشہ ہائے ٹوٹتے ہین آج محفل مین بہت
تیرے سر پر جسطرح ہے ابر کا سایہ مُدام
نطق ہوگا بند اوذرا پر نہ میخوار و نسیم بخت
گوشۂ خاطر مین دی اس غنچۂ دل کو جگہ
ایک کونا کل ملیگا رہنے کو زیر زمین
اسقدر کافر بتون کا مینے نظارہ کیا
میرے زخمونکو اگر ٹانکے لگانے ہین تجھے
کیا عجب سایہ ہمیشہ کا اگر معدوم تھا
تیر بھی مجھپر نہین وہ پھینکتا اتنے لیے

شکوہ تلوون کا نہین مانند ماہی خار کا
تونے دل توڑا ہے کیا ساقی کسی میخوار کا
میرے سر پر ہو یہین سایہ تری دیوار کا
بے صدا ہو جائیگا گنبد تری دستار کا
گل کو تونے جسطرح بوسہ دیا دستار کا
سایہ ہے آج آسمان پر گو تری دیوار کا
طور ہے آتا نظر مین رشتۂ زنار کا
پہلے لا جراح دوڑا یار کی تلوار کا
دیکھ تو سایہ کہان ہے میری جسم زار کا
جانتا ہے بوسے لونگا لب سوفار کا

وصف اک مطرب پسر کے لکھتے ہین ناسخ جو ہم
اب قلم پر ہے گمان منقار مرغ گرفتار کا

ولہ

ثنائے ابروے خمدار ہے بیان اپنا
یہ شوق بعد فنا ہے کہ بے امانت غیر
ہم اس جہان سے جاتے ہین جہان اپنا
اسیر ہم جو قفس مین ہین تو ہمارے عوض
برنگ غنچۂ خورشید نقش پا ہے ترا

سوائے تیغ نہین کوئی ہمزبان اپنا
اوسی گلی کو جنازہ ہوا روان اپنا
زمین سے ہے کہین پست آسمان اپنا
ہوائے باغ مین اڑتا ہے آشیان اپنا
بلند بام فلک سے ہے آستان اپنا

[illegible]

غم افلاس کہان ڈل ہے تونگر اپنا
زرد چہرہ نہین فاقون سے یہ ہے زر اپنا

پوچھنے کی نہین طوفانِ بلا کو حاجت
جانتا ہے مرے دیوانے کو وہ گھر اپنا

ہے کبھی کوچۂ جانان مین بدن ہر کبھی
طائرِ روح ہے گردانِ کبوتر اپنا

خاک پر لوٹتے ہین فرقتِ محبوب مین ہم
چاندنی ہے شبِ مہتاب مین بستر اپنا

لوگ سمجھے ہین غلط نیر تابان اوسکو
ہمنے وحشت مین اوچھالا ہے یہ افسر اپنا

اپنے طالع مین ہے اے رشکِ قمر پامالی
ہے ستارہ تری پاپوش کا اختر اپنا

اشک حسرت کیجے سوا بادۂ گلرنگ سے ہلے
شلِ زاہد کبھی دامن نہوا تر اپنا

اتنی مدت سے ہو نہین وادئ وحشت مین خراب
کہ وطن جاؤن تو پاؤن کبھی گھر اپنا

کھل دیتا ہر اگر جوہر شمشیر کسیں
چھپ گیا تیرگئ بخت سے جوہر اپنا

ساقیا شیشۂ گردون ہوا بھی چکنا چور
پھینک مارین ہم اگر مستی مین ساغر اپنا

ذکر پرواز تو کیا تنگ ہے ایسا یہ چمن
جھاڑ بھی سکتے نہین ہم کبھی شہپر اپنا

دھیان اوس کوچے کا **ناسخ** جو ہے مانند حسن
گھر مین ہم رہتے ہین اور ڈھونڈھتے ہین گھر اپنا

کہان وطن سے ہو نہین خانمان خراب جدا
ہوا بیاض سے کب شعرِ انتخاب جدا

ہوا ہے آج جو وہ رشکِ ماہتاب جدا
بدن کو جان سے کرتا ہے اضطراب جدا

ہوا نہ پیری مین بھی ساغرِ شراب جدا
یہ وہ ہے صبح نہو جس سے آفتاب جدا

نہین ہے غم جو بدن سے ہو سر جدا ساقی
مگر نہ ہاتھ سے ساغرِ شراب جدا

[illegible]

ولہ

[illegible]

سہرا ایسا ہے سوز داغ جنون
شعلہ ہر پر ہے مری بالین کا

کیا تری کفش پا مین ہے خوشبو
شبہہ ہے ناف آہوِ چین کا

حب غربت مین ہو نہین خانہ بردوش
صاف عالم ہے خانۂ زین کا

فرع چرخ مین نہین برکت
کب سے ہے ایک خوشہ پروین کا

کو ک سنگ زن نہین تو نہ ہو
سر کو کافی ہے سنگ بالین کا

ہو گئے تار نسیم یال تمام
نہ کیا دھیان ساق سیمین کا

یاد آیا مجھے وہ مصحفِ رو
نزع مین وقت ہے جو یٰسین کا

ہون مین اک شبر نیستان سخن
خوف کیا مجکو شیرِ قالین کا

میرے اشعار ایسے ہین چیدہ
کہ نہین دخل یان سخن چین کا

خبر مرگ غیر ہے خط مین
یہی مضمون ہے میری تسکین کا

طبع رنگین ہے کافی اے ناسخ
شوق کب ہے لباس رنگین کا

رہا ہون تجسے مین ایا ہا یکسال جدا
نہ ایکدم تو بھلا گال سے ہو گا ل جدا

بندھ رہا ہے کمر یار کا خیال جدا
نہ شل وتر نحیف ہو کبھی یہ بال جدا

بجاے نقش قدم کرتے ہین سر عشاق
برنگ تیغ ہے دنیا سے تیری چال جدا

ہمارے دل کو ہوئی زلف یار غزہ برن
سنو نکی طرح نہوگا کبھی یہ جال جدا

مرے جگر سے بھی ہونگے نہ محو داغ جنون
نہ رو ی یار سے جسطرح ہو نگے خال جدا

[illegible]

کیاکوئی جاندار اوس قاتل سے جانبر ہو بھلا
کٹ گیا تیغ نگہ سے قافیہ جو رنگ کا

اپنی خلوت مین بھی وہ ننگا کبھی ہوتا نہین
خوف ہے چشم خیال ناسخ بے ننگ کا

اوڑا کے ساتھ یہ مشت غبار لیتا جا
چلا عدم سے مین جیرا تو بول اُٹھی تقدیر
شگفتہ غنچۂ امید باغ کراے گل
ہو آج تو سر شوریدہ زینت فتراک
صراحی کہتی ہے مجھسے کہ مغتنم ہے یہ دور
ملا نہین یہ خرابات جاے کیفیت
جگر کے ٹکڑے ہین گل لالہ ہو دل پرداغ

مجھے رکاب مین او شہسوار لیتا جا
بلا مین پڑنے کو کچھ اختیار لیتا جا
خزان مین ساتھ نسیم بہار لیتا جا
ہمارے دوش سے صیاد بار لیتا جا
پیالی متصل اے بادہ خوار لیتا جا
براے بادہ کوثر خمار لیتا جا
مرے چمن سے کچھ اے گلعذار لیتا جا

ولہ

وہ روے کتابی تو ہے قرآن ہمارا
ہاتھون کی شکایت ہے ہمین شست خیونین
ہر صبح دکھاتا ہے ہمین جلوہ پری کا
ہین مردم غمدیدہ کی دانتو نکیطرح بند
ہم خانہ خرابون سے ملے کیا کوئی آکر
رہتا ہے ہمین دھیان تمہارا ہی ہمیشہ

کہتے ہین جسے عشق ہے ایمان ہمارا
پاؤن مین اولجھتا ہے گریبان ہمارا
بالاے ہوا دار سلیمان ہمارا
شل دہن تنگ ہے زندان ہمارا
دروازہ افتادہ ہے دربان ہمارا
تمکو نہین آتا ہے کبھی دھیان ہمارا

ولہ

[illegible]

مرا مکتوب گویا قاصد آتش زبان ہوگا
ہر اک مضمون میں عالم ہے پیغام زبانی کا

رسائی غیر نے پائی کوئی قصہ بر پا ہو
مری نیند اوڑ گئی شوق اونکو ہے جیسے کہانی کا

بڑا اک کال ہے تاریخ قلم عالم فراہم کر
ارادہ ہے اگر اسے چرخ اوسکی سیہ کاری کا

دیدۂ دل جب سے او فرہاد یک بین ہوگیا
ہنستے جس پتھر کو دیکھا نقش شیرین ہوگیا

پھول جھڑتے ہیں تری منہ سے جو اے رنگین بیان
نکتہ چین آیا تری محفل میں گلچین ہوگیا

ساقیا ساغر نہ کیوں بنجائے شاخ آفتاب
نور سے خوشۂ انگور پروین ہوگیا

رنگ گل لیا اوڑا اوس شاخ گل نے ساقیا
دامن باد صبا گلشن میں رنگین ہوگیا

جلوہ گر ہوتا نہیں گھوڑی پہ اب وہ شہسوار
بے چراغ ان روزوں اسکا خانۂ زین ہوگیا

میرے دل دینے سے ہے یہ حسن کا اوسکو غرور
ہاتھ آیا جسکے آئینہ وہ خودبین ہوگیا

خانہ برباد ہیں بھی ہر اپنی آسائش وہی
بیٹھ بستر ہوگئی ہے ہاتھ بالین ہوگیا

کیا ہی تاثیر حلاوت ہے لب جانبخش کی
حرف منہ سے تلخ بھی نکلا تو شیرین ہوگیا

ساق سیمین کی محبت ہے ہمارے جسم کو ساتھ
او پری تار نفس بھی تار سیمین ہوگیا

اوس پری کے قاصد و نکو بھینے زر ایسا آیا
آدمی کیا ہر کبوتر مرغ زرین ہوگیا

جوش سودا نے بچایا لشکر غم سے مجھے
گرد سنگ کودکان سے قلعہ سنگین ہوگیا

باغبان آیا نہیں گلگشت کو وہ رشک گل
تنکے اب چننے لگا دیوانہ گلچین ہوگیا

ایسے کاہیدہ ہوے محبوب تیرے رشک سے
گیسوے مشکین جو تھا اب خال مشکین ہوگیا

پھر وہی ہے روزِ وحشت پھر وہی جوشِ جنون
فصل آتے ہی کیا ناسخ توانا ہو گیا

ہے مکان گور تنگ سونے کا — کیا کرون گا پلنگ سونے کا
جو نمک تجھمین ہے کہان اوسمین — کیون نہ پھیکا ہو رنگ سونے کا
یاد آتا ہے ہجر مین وہ فرا — بر مین لے کے تنگ سونے کا
وصل کی رات ہے نہ چاہو جنگ — وقت ہے خانہ جنگ سونے کا
میری لیلیٰ کو یان اگر لے آئے — باندھون ناقہ مین زنگ سونے کا
تم چھپر کھٹ مین ہم جنازے پر — کیا نکالا ہے ڈھنگ سونے کا
ہو تیری شہری رنگت کے — کبھی دیکھین نہ رنگ سونے کا
ہر گران زر کے سامنے ہے سبک — کیا ہو ہموزن سنگ سونے کا
ہجر مین ہر شعاع شمس سمجھے — ہو گیا ہے خدنگ سونے کا

خواب مین شائد آئے وہ ناسخ
قصد کر لے درنگ سونے کا

جب سے شغلِ خون فشانی ہو گیا — پُر وہ چشم ارغوانی ہو گیا
روے ہم یادِ لب جانبخش مین — اشک آبِ زندگانی ہو گیا
ہجر مین بیرنگ کیفیت ہی بزم — بادۂ گلرنگ پانی ہو گیا
ہم جو باقی تھے سو باقی رہ گئے — تھا جو فانی دم مین فانی ہو گیا

ہمہ تن آبلہ ہون آتشِ گل سے بلبل | پھول مارا جو کسی نے تو مین پتھر سمجھا
کیا ہی دم باز ہے وہ دشمنِ جانی ظالم | آج آتے ہی جو بیٹھ کے تیور سمجھا
ہنسکے بولا کہ ہے کچھ کام ابھی آتا ہون | اور اچھے دلِ بیتاب کو دم بھر سمجھا
رات دن ہے مرے کاشانۂ دل مین تو مقیم | ہوگیا چاک جو سینہ مین ترا در سمجھا
لال جوڑا جو مین برات مین تو نے پہنا | تجکو خورشید فلک کے مین برابر سمجھا
دل مرا ٹوٹ گیا یاد جو آیا ساقی | شیشۂ مے کو شبِ ہجر مین پتھر سمجھا
کوئی عاشق کے برابر نہین دنیا مین حریص | عمر بھر وصل مین گذری ہے مین دم بھر سمجھا
فصل گل پر نہین موقوف مری بادہ کشی | پنبۂ شیشۂ مے کو مین گلِ تر سمجھا
دل نے جس راہ لگایا مین اوسی راہ چلا | وادیِ عشق مین گمراہ کو رہبر سمجھا
پڑگیا عکس زرِ گل جو تنِ عریان پر | تجکو مین پہنے ہوئے خلعتِ پُر زر سمجھا
کیا ترقی ہے دلا پیرِ مغان کی دولت | جوشِ مستی مین خمِ مے کو مین ساغر سمجھا
سوزشِ داغِ جہان کم ہوئی گھبرانے لگا | طائرِ روحِ روان کو مین سمندر سمجھا
بوئے عنبر تری ہر بال کو کہتا ہون صنم | شانۂ زلفِ معنبر کو مین عنبر سمجھا
جانِ شیرین جو گئی یاد لبِ شیرین مین | چونٹیون نے بھی مری خاک کو شکر سمجھا

زیست بھر شوقِ خطِ یار رہا اے ناسخ
جب تلک نزع مین آیا مین کبوتر سمجھا

تو جو آیا باغ وقفِ پائمالی ہوگیا | ہر گلِ تر صورتِ گلہائے قالی ہوگیا

ہماری آنکھوں سے دریا اشک جاری ہین — خیال ہے تری بازو کی یار مچھلی کا
کباب کھاتی ہین مچھلی کے رقیبون مین — ہم اپنے دل سے کرین پار خار مچھلی کا
نظر پڑا دلِ بتیاب جیب مرا پُر داغ — ہوا گمان اوسے فلس دار مچھلی کا
تباہ ما تجھیو تمکو قسم ہے گنگا کی — کدھر وہ کھیل رہے ہین شکار مچھلی کا
لگائے کانٹے مین ٹکڑا کوئی مرے دلکا — جو چارہ چاہیے اے گلعذار مچھلی کا
تو اپنے بالے کی مچھلی نہ زلف مین لٹکا — شکار شب کو نکر زینہار مچھلی کا
تمہاری سحتِ حنائی کی ایسی مچھلی ہے — کہ جی ہوا ہے صنم او سپر نثار مچھلی کا
چھپے گی کان کی مچھلی نہ زلف جانان سے — یہ ہے محال کہ جی چھوڑے مار مچھلی کا
برشتہ آتشِ خورشید مین حوتِ فلک — کباب کھائے جو وہ بادہ خوار مچھلی کا

ولہ

گل ہی کیا مجروح ہے تیغِ نگاہِ یار کا — ہر کلی پر بھی ہے پھایا مرہم زنگار کا
اپنے سر کو اند نون سودا ہے زلفِ یار کا — مار پیچان بن گیا جو پیچ تھا دستار کا
ہو چھپکنا شکل اپنے دیدۂ بیدار کا — چہرے پر نقشہ ہے تیرے روزنِ دیوار کا
نکلے کیا ارمان اوس محبوب کی دیدار کا — بخت ہے خوابیدہ اپنے دیدۂ بیدار کا
ہے تصوّر مجکو ہر دم ابروے خمدار کا — دل نہین گویا بغل مین میان ہے تلوار کا
ہو گیا ہون فرقتِ جانان مین ایسا ناتوان — توڑنا مشکل ہوا ہے آنسوؤن کی تار کا
اب جاڑے یون بسر کرتا ہون کوئی یار مین — خاک کا بستر ہے کتّل سایۂ دیوار کا

کب سے ناسخ کی جستجو ہے مجھے
آج وہ خانمان خراب ملا

تیرے پرتو نے کیا گنگا کو دریا نور کا
توڑتا ہے محتسب شیشہ مے انگور کا
اوس پریرو کے کفِ پا مین ہے عالم نور کا
جسنے دیکھا تجکو عریان وہ یہی کہنے لگا
کشتی مے فرقتِ ساقی میں اب ہو گئی تباہ
فقر کے عالم مین بھی اپنی وہی ہے عمدگی
حسن بھی کیا چیز ہے زاہد ذرا انصاف کر
ہو گئی طے راہِ عدم کیون کہ مجکو ضعف ہے
پہلے کر لیتا ہون گل اپنے سیہ خانے کی شمع
دیکھا و شیرین ذرا ہم عاشقون کی بیخودی
سو دیون پر قہر یارب لطف سے خالی نہین
جلوہ فرما ہو یہین شاید کبھی وہ برجِ حسن
سوزش اپنے داغ مین بھی ہے بہ رنگِ آفتاب
نہین جو مے کشی منظور ہوا وس مست کو
غیرِ حق آئی نہین ہرگز زبان پر کوئی بات

جسنے دیکھا لہر کو سمجھا وہ شعلہ طور کا
توڑنا لازم ہے مجکو ناخم کے انگور کا
سنگ پا کیواسطے منگوائین پتھر طور کا
خوب آذر نے بنایا ہے صنم بلور کا
جوش مے خم مین نہین طوفان ہے تنور کا
بھر کدو یہ چاہیے کاسہ سرِ فغفور کا
اپنے بندونکو خدا دیتا ہے لالچ حور کا
اوسکے منہ تک ہاتھ لیجانا سفر ہے دور کا
تب کہین مضمون پاتا ہون خطِ مجبور کا
اپنے سر کو کوہکن سمجھا ہے نیشاپور کا
کیا فزا دیتا ہے لٹنا خانۂ زنبور کا
اپنے گھر مین ہم لگاتے ہین کوئی تختہ طور کا
چاہیے جراح مرہم صبح کے کافور کا
دانۂ انگور شیشہ ہوے انگور کا
ہے یہی اس دار فانی مین نشان منصور کا

پھکاؤن مین تجھے رندونکو تو چھکا اُجا
بہار آئی ہوا پھر ترا مین دستِ نگر
نہین نماز اگر زاہدا تو پھر کیا ہے
نہین بعید کہ ہو سنگ حادثات سے چور
یہ ہے اشارۂ اوجِ سپہر مینائی
چھپائی میکشی بزمِ شیر تمنے عبث
شراب خُبّ اگر شو اوس سے کیجیے دور
ہوئی یہ شیشے سے نفرت فراق ساقی مین

یہی ہے جام سے ہردم کلام شیشے کا
سبوئے مے کو گیا یہ پیام شیشے کا
یہ میکدے مین رکوع و قیام شیشے کا
سپہر ہے مری نظرون مین نام شیشے کا
ہر ایک شے سے ہے اعلیٰ مقام شیشے کا
بنا ہے جسم تمہارا تمام شیشے کا
خیال آئے نہ کیون وقتِ شام شیشے کا
کہ ہے گلاب بھی مجکو حرام شیشے کا

ولہ

وحشیون کو کیا ہی مجھ وحشی نے یارانہ ہوا
تیر سا آگے باغبان نے نوچ ڈالے سب چمن
بزم مین خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام
آتشِ رنگِ حنا سے شمع ہین انگلیان
زلفِ جانان بنگئی ہر گو زمین مار عذاب
صورت اوسکی دیکھتا ہون گرد دیوار سے
ہندی اپنی پارسائی سے مبدل ہوگئی

شیر کا بچہ برائے موئے سر شانہ ہوا
باغ مین ہر گل برنگِ سبزۂ بیگانہ ہوا
شیشۂ مے کا وہین لبریز پیمانہ ہوا
دستِ جانان مین مرا مکتوب پروانہ ہوا
تھا جو افسون چشمِ جادو کا وہ افسانہ ہوا
اندنون کا شانہ میرا اصافِ تبخانہ ہوا
ہجر مین ہر قطرۂ مے سبحہ کا دانہ ہوا

معشوق مین ہے عاشق اللہ محمد		بندہ ہے علی پر ہے خریدار خدا کا

محشر مین کہے گا یہی ناسخ کہ بچا لو
یا احمد و حیدر ہون گنہگار خدا کا

تیری زلفون کا زمانہ مبتلا ہو جائیگا
دیکھ لینا بال بال اوسکا بلا ہو جائیگا

تو وہ خورشید قیامت ہو کہ تیرے سامنے
گورا گورا چاند سا منھ سانوا ہو جائیگا

حسن وحشت خیز ایسا ہو تو کیسے آدمی
لے پر ہر جن بھی کتا باؤلا ہو جائیگا

آدمی کیا تو ہے گل ایسا کہ بلبل کیطرح
عشق کا ہر جانور کو حوصلا ہو جائیگا

کوئی میری چاک پیراہن جو کر دیگا رفو
پنجۂ وحشت کو دم بھر شغلا ہو جائیگا

طاق کسریٰ مین تزلزل آگیا ہو ایکبار
تربت کسریٰ مین اکبی زلزلا ہو جائیگا

ولہ

گیا گذر اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا
کھل گیا اسی رستا بند ہے ظلمات کا

باغ مین سنکر شگفتہ غنچۂ گل کی صدا
یاد آیا مجکو اے گل نطق تیری بات کا

رو تو روتے ہم ذرا ترا چھر تھم جاکا مینہ
کہتے ہین سب قہر تھا یا زلزلہ برسات کا

فرقت محبوب مین اندھیر سا اندھیر ہے
دن شب تاریک ہے پوچھو نہ عالم رات کا

گاہ روتا ہون کبھی ہنستا ہون اپنے حال پر
کوئی بھی ہوگا نہ دنیا مین مری اوقات کا

ہڈیان میری سگ جانان کو پہنچا دے کوئی
بعد مردن بھی ہے لازم بھیجنا سوغات کا

تیرے رہنے کو اے رفیع القدر — خیمۂ آسمان بلند ہوا
جب نہ تب تیرے طاقِ ابرو پر — نالہ جاے اذان بلند ہوا
ملے گا کبھی شکار یقین — گو عقابِ گمان بلند ہوا
بس سلیمان کا جنازہ بنا — کچھ جو تختِ روان بلند ہوا
پست آواز مرح خوان کی ہوئی — نعرۂ نوحہ خوان بلند ہوا

وله

تو جو ہم بھرتے مری پاس ہوا — جی مرا جیتے سے اوداس ہوا
اوڑ چلا باغ سے ترے آگے — رنگِ گل اسقدر اوداس ہوا
رنگیا مین سوسن کر دل کو — کب تیسرے مجھے مساس ہوا

وله

زبس خیال ہے فرقت مین دم نکلنا کا — یہی سبب ہو مرے گھر سے کم نکلنا کا
زمین کوچۂ جانان قدم پکڑتی ہے — جو قصد کرتے ہین وحشت مین ہم نکلنے کا

وله

مین جو رونے کو غمِ ہجر مین گل بیٹھ گیا — اڑ اڑا کر وہین گردون کا محل بیٹھ گیا

وله

گھر اپنا ماہ تو نے جو برباد ہوگیا — انبوہ غم سے ملکِ دل آباد ہوگیا
سودائی ہوکے پھنس گئے زندان میں ہم — دل تو ہر ایک قید سے آزاد ہوگیا

ایسا گھلا ہون گل پیچاپ کے عشق مین
ہین میل مسر سیا عدو باز و جو سو کھکر
زندان ہمارے ہنی کو کا شانہ ہو گیا

ہر استخوان شانہ کا دندانہ ہو گیا
ہاتھ اپنا تیرے گیسوؤں کا شانہ ہو گیا
دشتِ جنون تمام جلو خانہ ہو گیا

ناسخ تمام رجبِ تاریخ سے پاک ہے
وہ شمع ہو گیا تو یہ پروانہ ہو گیا

ناخنِ فکر سے نادان دلِ ریش ہو گیا
جاتی ہے کوئی موجود بچانے والا
کر سکے گا نہ خدا بھی جسے ناقل آسان
تو ہے نادان دلا او خدا دانا ہے
ہے دلا منتِ جراح و تدابیر عبث
سپرِ حفظ خدا تجکو بچائے گی دلا
عیدِ قربان ہے کرے چار ونکو پہلے قربان
بھول گئی بھی اگر یاد نہین شیرینی

مفسدہ کچھ بھی نہین مصلحت اندیش ہو گیا
زہ ہو گیا قوس ہو گیا تیر ہو گیا کیش ہو گیا
امر دشوار وہ ایسا تجھے درپیش ہو گیا
ہے یہ تھوڑا بھی بہت ذکر کم و بیش ہو گیا
مرہم مرحمت دوست ہے یہ ریش ہو گیا
غم نہین تیر جفا ہے بت کیش ہے کیا
نیز ہو گیا ناقہ ہے کیا گاؤ ہے میش ہو گیا
نوش کا شکر نہین تو گلہ نیش ہو گیا

ولہ

آج مولد ہے جناب احمد مختار کا
کسقدر ظاہر ہوئے ہین معجزات بینات
ختم نکردے کیون ورقش یادگاری کو قلم

خار زار دہر مین عالم ہوا گلزار کا
منکرونکو حوصلہ باقی نہین انکار کا
نقش صد در صد جو ہوا اسکے علم بردار کا

آبجو مین اوسکی قامت نہ اپنا عکس ڈال دل — شرم سے سرو لب جو آبجو ہو جاے گا

سخت حیران ہون جو بگڑیگا تو سننے کی تمیز — گرد بو ہو گا اور بھی وہ تند خو ہو جاے گا

پڑگئی ہی خو شراب تند پینے کی اوسے — اب تو آگے سے بھی دونا تند خو ہو جاے گا

دل مرا کہتا ہے صاف آئینہ کہتا ہی مین — ہاے یہ تختہ تمہارے روبرو ہو جاے گا

ہین وہ سرکش لڑکھڑا ئینگے اگر مستی مین ہم — دستگیر اپنا وہین دست سبو ہو جاے گا

کوزۂ محو واعظ خالی اگر ہو گا یہان — تیری مسجد کے لیے ظرف وضو ہو جاے گا

عشق اگر خوانخواہ ہی تو ہی یہان بھی جو خون — غم نہین کچھ اے جنون کار رفو ہو جاے گا

غم اگر مجکو یو ہین ہی اوس لبنتی پوش کا — جسم تو کیا زرد سب میرا لہو ہو جاے گا

چاک اگر مجھ سوختہ کا ہی گریبان ناصحا — رشتہ ہاے شمع سوزان سے رفو ہو جاے گا

کیا پیون جو ساقی مین کہ لگجاویگی آگ — بس گلو میرا بھی شیشے کا گلو ہو جاے گا

گر پڑینگے لڑکھڑا کر نشہ مین ہو گی نماز — زاہدا اپنا چشمۂ زخم سے وضو ہو جاے گا

بہین ہے سو یا گردن تیری بدولت حشر تک — خواب ہی مین سیری تربت پر جو تو ہو جاے گا

چھوڑ دیگا غیر سے ملنا لڑانا آنکھ کا — صلح پر راضی اگر وہ تند خو ہو جاے گا

کاکل پیچان جان کا اگر غم ہے یہی — سوکھ کر مار سیہ مانند مو ہو جاے گا

دوڑے ہین اطفال سے کہنے کو ناسخ طفل اشک
ٹھہر واب اپنے جنون کو بکو ہو جاے گا

مولد ہے آج اوس شہ عالیجناب کا — جو گیا رضوان لیسر سے ولایت مآب کا

ترٹپے ترا حسود تو تیغ آفتاب — تیرا عدو نشانہ ہو تیر شہاب کا
پاینگے تیرے سایہ مین آرام جن و انس — سایہ ہے تو جناب رسالت مآب کا

ناسخ کتب خلاف کے منسوخ ہو گئے
اب جا بجا ہے ورد خدا کی کتاب کا

آج دنیا مین امام انس و جان پیدا ہوا — یعنے ابن عم شاہ مرسلان پیدا ہوا
روز میلاد علی کہتے ہین جن انس و طیر — صاحب خاتم سلیمان زمان پیدا ہوا
دیکھ کر حیدر کی سطوت کہتی تھی بنت اسد — کیا پسر پیدا ہوا شیر ژیان پیدا ہوا
بعد محبوب الٰہی کے امامت تیس سال — بادشاہ ملک دین صاحب قرآن پیدا ہوا
پیشتر کعبہ ہی تھا قبلہ بھی تجکو کر دیا — ای حرم تجھ مین جو فخر مرسلان پیدا ہوا
کین محمد سے وہ تقریرین کہ عیسیٰ دنگ تھا — پہلوی مادر سے جب خوش بیان پیدا ہوا
طائر سدرہ بھی جسپر تھا برنگ فاختہ — گلشن عالم مین وہ سرو روان پیدا ہوا
ہو وجود مرتضیٰ سے زیست موجودات کی — پیکر کونین مین مانند جان پیدا ہوا
سارے عالم کو حلاوت زندگی کی ہو ملی — جبکہ وہ شیرین زبان شیر ژیان پیدا ہوا
جو علی کی بات ہو بیشک ہے قرآن و حدیث — یہ خدا و مصطفےٰ اسکا ہم زبان پیدا ہوا
سب کا اول ہے وجود مصطفیٰ و مرتضیٰ — پیشتر کعبہ سے سنگ آستان پیدا ہوا
کیا بیان ہو رفعت قصر جلال مرتضیٰ — عرش اعظم بھی براے سائبان پیدا ہوا
ہاتف غیبی پکارا جب علی پیدا ہوا — آج یہ اللہ کا سر نہان پیدا ہوا

ورق آل نبی کے واسطے ... پیدا ہوا

... توحید ... سجدہ ... پیدا ہوا

تھا وہی ... ابتدا و انتہا کا ... پیدا ہوا

خضر و الیاس و مسیحا بھی ... مقتدا پیدا ہوا

آج وہ لطف خدا سے ... زندہ ... پیدا ہوا

... من و سبحان ... معجز نما ... پیدا ہوا

وہ امام آخری ... مجنون ... پیدا ہوا

اول و آخر کی نسبت ... عطا پیدا ہوا

جدا مجھ کی طرح ... نسبت مصطفےٰ ... پیدا ہوا

... ظاہری کیا ... وہ باطن میں ... پیدا ہوا

... خورشید ... پیدا ہوا

... جاتا ہے ... کربلا کا انتقام ... پیدا ہوا

جسنے موسیٰ کو بتائی ہی رہ آبحیات

مولد احمد و حیدر میں ہوا فرق ہیات

نہ فلک اونکو سمجھتا کہ برائے تحیہ

عہدہ حیدر کا ملا مروحہ جنبانی کا

کیون نہ بشاش ہو محبوب خدا ہدہدی یا

ایک اون دونون کو کہتے ہیں حدیثین ہم

تھے نہ باطن میں جدا دونون ہیں باطن میں

کیا بجلا رجعت خورشید ہو دشوار اوسے

اسد اللہ ہے خورشید تو ایسا خورشید

کشتی نوح کو طوفان میں جسنے تھا بنا

دیکھکم بدہین بہت ایک ہی ہیں سب دوست

جس سے تابندہ خدا کا ہے جواہر خانہ

کردیا بحر کرم میں کرم خالق نے

روز میلاد علی کہتے تھے مشرق میں

مژدہ اے خضر ہوا آج وہ رہبر پیدا

پیش از زین ورنہ ہوئی دونون برابر پیدا

سات زینون کا کیا حق نے یہ منبر پیدا

ہوئے جبریل کے اسواسطے شہپر پیدا

کہ ہوا آج برابر کا برادر پیدا

نور واحد سے ہوئے دونون برابر پیدا

اوبا بعد محمد ہوئے حیدر پیدا

جسکے ہاتھون سے ہوا گنبد اخضر پیدا

کیے ذرون کیطرح جسنے سب اختر پیدا

بحر وحدت میں ہوا ہے وہ شناور پیدا

اور دشمن ہوئے حیدر کے بہتر پیدا

سنگ کعبہ سے ہوا آج وہ گوہر پیدا

کشتی عالم ایجاد کا لنگر پیدا

آج مغرب سے ہوا خسرو خاور پیدا

نہین ممکن ہو کوئی مثل علی پر ناسخ

گیارہ فرزند ہوئے اوسکے برابر پیدا

ہو مبارک قائم آل عبا پیدا ہوئے

مہدی ہادی امام ماسوا پیدا ہوئے

اب ... مقامات ... جلوہ نما پیدا ہوا

اب رہا باقی نہ طوفان ... خدا پیدا ہوا

... ارض و سما کا ناخدا پیدا ہوا

اون کے نانا ہیں جو ... پیدا ہوا

جبرئیل اون کے لیے ... پیدا ہوا

... یہ مہدی ... پیدا ہوا

... محبوب خدا ... پیدا ہوا

... خالق ... پیدا ہوا

... ایمان ... پیدا ہوا

... مصطفےٰ ... پیدا ہوا

... اولیا ... پیدا ہوا

... ناسخ ... پیدا ہوا

ولہ

[illegible]

مژدہ باد اے دل امیرالمومنین پیدا ہوا
اول خیل ائمہ ثانی آل عبا
قائل قول سلونی عالم علم لدن
میرے مولا کو امیرالنحل ملتا تھا خطاب
حیدر کرار کی ہوتی تھی کنیت تراب
کیا سلیمان اور کیا مہر سلیمان مومنو
کوئی اس دار العمل مین خیر شفیع المذنبین
کی ندا ہاتف نے اب کامل ہوا دین خدا
جبینہ داغ سجدہ ہے تخت شہی جا نماز
مومنو تمکو نعمتین فردوس کی کھلوائیگا
اہل دین محفوظ تا فوج شیاطین سے رہین

عرش کی کرسی نشین کا جانشین پیدا ہوا
مقتدائے اولین و آخرین پیدا ہوا
گنج اسرار الٰہی کا امین پیدا ہوا
خانۂ ز نبور مین تب انگبین پیدا ہوا
اسلیے روز ازل نقش نگین پیدا ہوا
خاتم ختم نبوت کا نگین پیدا ہوا
ابتدا سے آجتک کوئی نہین پیدا ہوا
جبکہ یہ شیدائے رب العالمین پیدا ہوا
بادشاہ کشور دنیا و دین پیدا ہوا
اسلیے وہ عاشق نان جوین پیدا ہوا
حیدر خیبر شکن حصن حصین پیدا ہوا

ہے رجب کی تیرھوین کہتا ہے بس تاریخ یہی
مژدہ باد اے دل امیرالمومنین پیدا ہوا

نا عظا حب مذہب تیرا جو مذہب ہو گیا
جلوہ فرما بام پر وہ ماہ جبین شب ہو گیا
وصف جو موزون کئے اوسکے سنہری رنگ کے
ہم کتابون مین نمک کھائینگے ہو کر کیون نہ ہم

عیب کیا شرب شراب نابھی شرب ہو گیا
بدلا لیا گھٹ گیا گویا کہ کوکب ہو گیا
خود بخود ہر صفحہ دیوان مذہب ہو گیا
بادۂ گلرنگ اسی سے اب حلال اب ہو گیا

وله

[illegible]

انسان کو انسان سے کینہ نہین اچھا
گرمی مین بہلتے ہو جہک جاتی ہین کلیان
ہے نقش ترا نام پری رو مرے دل پر
آنکھین تو ملاتے ہو مگر دل نہین ملتا
کیا گلا جینا اجی ہو جائے ابھی فیصل
آنکھین ہی بلا لاتی ہین انسان پر اکثر
خونِ جگر اچھا کہ ہمیشہ ہے میسّر
رخسار یہ طلائی نے نکالا ہو عبث خط
آواز یہ آتی ہے لبِ آبِ بقا سے
پہونچا ہے کوئی ابی حقیقت کو کب آخر
چونیر جو منظور ولا بحرِ جہان کی

جس سینے مین کینہ ہو وہ سینہ نہین اچھا
کیون عطر سے ایجان پسینا نہین اچھا
ہے نام تو اچھا یہ نگینا نہین اچھا
ساغر تو بہت خوب ہے مینا نہین اچھا
شوال سے خالی کا مہینا نہین اچھا
اندہے ہی یہان اچھے ہین بینا نہین اچھا
ساقی مے گلرنگ کا پینا نہین اچھا
سونا ہے سوگندا اور یہ مینا نہین اچھا
مرنا ہی یہان خوب ہے جینا نہین اچھا
واعظ ترے ممبر کا یہ زینا نہین اچھا
جز کشتی درویش سفینا نہین اچھا

ہے ہند بھلا کیا ترے رہنے کو کہ ناسخ
مکہ نہین اچھا کہ مدینہ نہین اچھا

گہر مرا فرقت مین سونا ہو گیا
قبر اگر پکی بنی مردے کو کیا
آگے تھی امید وصل اب بیم ہے
ہے جو عاشق تیرے ابرو پر ہلال

گنج مدفن کا نمونہ ہو گیا
استخوان ہر ایک چونا ہو گیا
غم ترے آنے سے دونا ہو گیا
آگے تھا تیغ اب وہ دونا ہو گیا

ایسے ظالم تیرے گیسو ہین کہ انکو خوف سے	سایہ بھی مار سیہ بنکر گریزان ہوگیا

ولہ

جوانی آگئی خط بھی ہوا رخسار پر پیدا — یہ ہوتی ہے خوشی مجکو ہوا گویا پسر پیدا
کوئی مضمون ہوتا ہے طبیعت سے اگر پیدا — یہ ہوتی ہے خوشی مجکو ہوا گویا پسر پیدا
نہین تیرے لب و دندان فدا نے اپنی قدرت سے — کئے ہین کوہ و دریا واہ کیا لعل و گہر پیدا
کہان پروانہ کی اے ہمصفیرو ہنچو گلشن مین — قفس مین بس پھڑکنے کو ہوئے ہین بال و پر پیدا
یہ باطل خشک نے ہے ہین عاطل و ندتر دامن — خدا نے اپنی حکمت سے کیا ہے خشک و تر پیدا
زمرد کی انگوٹھی کب ہوا انگشت حنائی مین — ہوا ہے اے پری و شاخ مرجان کی ثمر پیدا
نہ مارا ہو ہول سے کہ اب قبر مین بھی چین آئیگا — سنا ہے خلق ہو گی حشر مین بار دگر پیدا
فراق یار مین وحشت ہے اپنے گھر کو کیا مجکو — نکلجاؤن اگر ہو گنبد بیدر کا در پیدا
فلک پر مہر و مہ کیطرح رہتا ہے داغ انکا — کیا جن غافلون نے گردشون سے سیم و زر پیدا
کرو نہین ایکبار بیٹھے ... کبتک چاک پیراہن — کہین ہو دامن شب سے گریبان سحر پیدا
بلا کے پیچھے پیچھے ہے دلا فضل الٰہی بھی — کہ جیسے تیغ ماہ نو سے ہوتی ہے سپر پیدا
تو ایسا سر کے سیم اندام ہے جو لوگ کہتے ہین — ہوا ہے باغ عالم مین یہ چاندی کا شجر پیدا
تپ فرقت نے آگ ایسے لگائی میرے اعضا مین — عرق کی بدلی ہوتی ہین مسامون سے شرر پیدا
ملے ہین مجکو مضمون آپکی شیرین ادائی کے — عجب کیا ہے زمین شعر سے ہو نیشکر پیدا
فدا سے ان ہتونکو بھی ہی نسبت ہے ازاہد — ضیاے شمس سے ہو جسطرح نور قمر پیدا

ولہ

زاہدا حاجت روا ہو جا کسی محتاج کا
جنکی ہمت ہو بلند اونکو تعجب کچھ نہین
ایک یہ فتق القمر کیا وہ صنم چاہے اگر
کر رہا ہے انتظام ملک دل سلطان عشق
تجھسے کیا نسبت کہ ہین خط شعاع جا تیر
گو تی دم فرصت جسی لمجاتے مجھے مغتنم
ملک دریا رنگہو اکثر ہوئے دونون فنا
چشم تہسے عشق بر وملے مین آتے ہین اشک
دل تو ہے وحدت سرا داغ محبت ہو چراغ
رات کو ہوتی ہو جیسے ماہ و کیفیت کی سیر
ملگیا ہے عشق کا آزار قسمت سے مجھے
استرے سے کر دیے ابروے جانان کیا درست
تیرے دانتونکو جو دیکھا ہوگئے ہین سفید
بند کر راہ قضا نافل یہ کیا کرتا ہو حکم

کل نہ تو نا کام ہوگا کام کر لے آج کا
پست فطرت جو کہ ہو قائل ہو گیا معراج کا
اوسکے گیسو کیلیئے بنجاسے شانہ عاج کا
ہوگیا ہے حکم عقل و ہوش کے اخراج کا
صاف ہو خورشید مین نقشہ ترے آماج کا
رہگیا بس جسنو رکھا کام کل پہ آج کا
ایکسا عالم نظر آیا حباب و تاج کا
قافلہ گویا سمندر مین رواں حاج کا
چاہیے اسکو فتیلہ پنبہ حلاج کا
یون نظر آیا تری لفونمین شانہ آج کا
ہون جو عیسی بھی ارادہ ہو استعلاج کا
مرتبہ حاصل ہوا حجام کو حجاج کا
زردہے کان ملاحت رنگ ہو کیطرح کا
گرد خیمہ ہو طلا یہ رات دن افواج کا

ناسخ اوس بحر لطافت کی جو ہین ملاح ہم
عالم اپنے طبع کا ہے قلزم متاج کا

صبح فرقت نے دکھایا روپ سارا شام کا
آفتاب صبح کو سمجھا مین تارا شام کا

ولہ

جسطرح باغمین بارش ہر دن ہین چنگا ہین
دم بخود صور قیامت جو ہو نالان ہو تین
دھووان بال ہوا یا ن لِ پر داغ کو دیئے
نا توانی ہوئی ذرات کے غم کھانسے
خم برسات مین اس درجہ ہوا جوش شراب
لازم اُس مُنہ کی سواری مین گھٹا ٹوپ بھی ہے

نظر آتا نہین کچھ ہو گئی ہر کو گھٹا
پر یہ چپ ہتی نہین ہر بڑی ہنھ زور گھٹا
رقص کرتے ہین اگر دیکھتے ہین مور گھٹا
جسقدر بھوک بڑھی اور مرا زور گھٹا
ہو گئی بادۂ گلگون سے فزا بور گھٹا
نہ بھگو دے تری سکھپال کا سب توڑ گھٹا

ولہ

عالم بالا بھی تجھپر مبتلا ہو جائے گا
دھوپ تو کیا چاندنی پڑ جائیگی تجھپر اگر
ذبح کرنے کو اگر تم مستعد ہو جاؤ گی
تو لگا سے گا جو قاتل سُرمۂ دنبالہ دار
تو وہ یوسف ہے کہ تجھپر کیا بشر دیوانہ ہین
رات دن قاتل بد ونسی ہی کیا کر نیکیان
موتیون کا ہار کردے کا پسینا آپ کا
ہے یوہی ترکِ ہوا ہمکو اگر اے قلسفی
گر مو رخسار سے بیار ہو گی چشم یار

رفتہ رفتہ وہ سہی بالا بلا ہو جائے گا
گورا گورا جسم نازک سا نولا ہو جائیگا
جوہرا جز و بدن ہر وہ گلا ہو جائیگا
تیری شمشیرِ نگہ کو پر تلا ہو جائیگا
گر گر دیکھو گا تو کُتا باؤلا ہو جائیگا
کیا برا ہے اسمین کچھ تیرا بھلا ہو جائیگا
یہ معطر موتیون کا پر تلا ہو جائیگا
ثابت اپنے عالم دل مین خلا ہو جائیگا
دھوپ کی شدت سے آہو کالا ہو جائیگا

ولہ

ہے بجا یہ دو نون لفظونکو مقام آبرو پاس
پیش ازین کبھی مین بھی تھا ایک جوڑا سانپ کا

غیر کو ہے مضحکہ مجکو جو ہے سودا زلف
شش ضحاک اوسکی شانونمین ہو جوڑا سانپ کا

دیکھ کر چوٹی کو ایڑی تک جو بل کھانے لگا
سنگ پایا رہے سر مینے توڑا سانپ کا

اوس پری پیکر گیسوونکے عشق مین بیمار ہون
چاہیے میری دوا مین زہر تھوڑا سانپ کا

زلف کا سودا جو ہے جنگل کی پوجا کرتا ہون سیر
اژدہے کی ہے سواری اور کوڑا سانپ کا

یاسمن کے گالونپر چار ونکی چار وسعت ہین
آنکھین ہین جنجور کا جوڑا نہ لفین جوڑا سانپ کا

ہوگیا رنجور تیری زلف پیچان دیکھکر
زہر کا چھالا بنا ہے ایک جوڑا سانپ کا

کیا کوئی موذی ہے تیرے سامنے اے شہسوار
رخش رستم کیطرح قاتل ہے جوڑا سانپ کا

بولے وہ مل ڈالکے تیر دل کو اپنی زلف مین
خوش ہوا ے ناسخ پھپھولا ہے نہ ہوا سانپ کا

ملکے مسی تبہ دانتون کا بہت کم کر دیا
کیا غضب تنے کیا ہیرے کو نیلم کر دیا

کیا شہری ادبکی رنگت ہے کہ سونا کر دیا
سامنے جب آگیا دینار و درہم کر دیا

کیونکر کیا جانے کھلاڑی کھیلتے ہو کیسے تم
بارہا اس گنجفے کو تم نے برہم کر دیا

زیست بی نظارہ یارب یکدم ممکن نہیں
اوس پری پیکر کے بدن کو جان آدم کر دیا

بار ہا اوس مہکش خود بین نے میرے سامنے
آئینہ کو تو سکندر جام کو جم کر دیا

گردن ساقی کے آگے بار ہا محفل مین اوس
گردن مینائے مے کو شرم نے خم کر دیا

مے پرستوا اپنے ساقی سے تصرف دیکھنا
خیز کو رستم کیا ممسک کو حاتم کر دیا

ہو شبِ فرقت نہ تم اے جان آتی ہو نہ صبح
ہو گیا ہے ایک سا غمزہ تمہارا صبح کا

یہ غزل وہ ہے کہ نقطہ صبح میں ہر نورِ صبح
ہو گیا ہے صبح کا نقطہ ستارہ صبح کا

دور ہو صبح شبِ فرقت شبِ فرقت دراز
خیر خورشیدِ قیامت کب ہے تارا صبح کا

زندگی کرتی ہے کوتاہی شبِ فرقت دراز
حشر پر موقوف رکھتا ہوں نظارہ صبح کا

وصل کا میں خطِ نجات اوٹھا کر ہو چلا میں سفید
بولے ہوتا ہے سفید آشکارا صبح کا

ہو لقا اک ایسی شبِ تار جدائی ہے کہ بس
ہو سکے باہر افق سے کب ہے تارا صبح کا

ہو گئی آخر شبِ فرقت میں آخر زندگی
عہدِ پیری میں کیا آخر نظارا صبح کا

لے کے تیغِ آفتاب آئی ہمارے قتل کو
ظلم ناسخ ہو گیا ہے آشکارا صبح کا

آئی تری فرقت میں جو اے یار گھٹا
میری آنکھوں کی طرح ہو گئی خونبار گھٹا

چاہیے پانی کے بدلے ہو شرر بار گھٹا
دودِ آہِ دلِ سوزاں ہے دھواں دھار گھٹا

بارِ شبنم یہ بھی اشک مری حالت پر
بن گئی ہے شبِ فرقت کی شبِ تار گھٹا

ہجر میں بجلی کی تلوار دکھاتی ہے مجھے
آج مانندِ فلک ہو گئی خونخوار گھٹا

جانبِ رحمتِ حق میاں ہے بس رعد دکھا
شاد ہو جاتے ہیں کیا دیکھ کے میخوار گھٹا

ہوش بدستوں کے جاتے ہیں پئے استقبال
جاتی ہے طرفِ خانۂ خمار گھٹا

ای پر پردہ ہے ترے کان کی بجلی بجلی
نظر آتی ہیں ترے گیسوے خمدار گھٹا

روے روشن ہے وہی ہو گئی گو زلف دراز
بڑھ گئی رات مگر ہوں نہیں تہ دار گھٹا

ولہ

[illegible] مین لاغر بدن حد سے زیادہ ہوگیا

[illegible] ہمارا وہ بیادہ ہوگئی

[illegible] سالک ترقی [illegible] منزل [illegible]

[illegible] سوار آیا پیادہ ہوگئی

[illegible] عقل کی جادہ ہوگئی

[illegible] زندہ [illegible] ہوگئی

ولہ

ہوگئی رزق کی جگہ دل مین خرابہ ہوگئی

پیشتر جس جا خزانہ تھا خرابہ ہوگئی

[illegible] تیرے منہ دھونے کا آب [illegible] ہوگئی

آفتاب اے ماہ تابان آفتابہ ہوگئی

[illegible] شیشۂ [illegible] ہوگئی

گر گیا نظرون سے جب خالی قرابہ ہوگئی

ایک جانب گومتی ہے ایک جانب سیل [illegible]

لکھنؤ بھی میرے رونے سے دوآبہ ہوگئی

رفتار مین اور رنگ سلیمان ہے یہ گھوڑا
پر سیرت و خلقت مین تو انسان ہو گھوڑا

سلطانِ جہانگی یہ سواری کا اثر ہے
ہے ابلقِ ایام بدن جان ہے یہ گھوڑا

چمکاتی ہے جاتا ہے زمین سے جو فلک پر
سب کہتے ہین خورشید درخشان ہے یہ گھوڑا

ہے جلوہ تماشائے جہان چاند کی مانند
رتبہ مین فلک سے بھی دو چندان ہے یہ گھوڑا

گردن یہ بلند اوسکی ہے گلشن مین جو گھوڑا
قمری نے کہا سروِ خرامان ہے یہ گھوڑا

جو حکم کیا شاہِ جہان نے وہین سمجھا
انسان کے مانند سخندان ہے یہ گھوڑا

فیروزہ جبہے نام مبارک تو بجا ہے
لاریب نگِ مہرِ سلیمان ہے یہ گھوڑا

آتا ہے پسینا جو اوسے آبِ بقا سی
حیوان ہے تو چشمۂ حیوان ہے یہ گھوڑا

ایسا ہے بدن صاف کہ لوٹا جو زمین پر
سب کہنے لگے گوہرِ غلطان ہے یہ گھوڑا

کہتے جو اسے برقِ تجلی تو بجا ہے
نعلون سے ہمیشہ شرر افشان ہے یہ گھوڑا

یہ دامن زین نہین شہپر ہین پری کے
مانند پری صاف نمایان ہے یہ گھوڑا

پر چھپے ہین اگر اسکی جلو مین تو بجا ہے
کچھ شبہہ نہین شیر نیستان ہے یہ گھوڑا

تابع ہے یوہین رشکِ فلک شاہِ جہان کی
جسطرح سدا تابعِ فرمان ہے یہ گھوڑا

ہے شاہجہان کی نظرِ لطف جو اسپر
آفاق مین سب گھوڑونکا سلطان ہے یہ گھوڑا

رکھتا ہے قدم فخر سے اب چرخِ برین پر
سلطانِ جہان کے جو تہ ران ہے یہ گھوڑا

کافی ہے فقط ظلِ الٰہی کا اشارہ
ناسخ کی طرح تابعِ فرمان ہے گھوڑا

اس محبوب کی نگاہ [illegible]

چہرہ محبوب ستارہ دو دو نا بہ [illegible]

ولہ

[illegible] سرو نے گل کو نمایان کر دیا

خط نے الیاس روے [illegible] نمایان کر دیا

[illegible] دونون [illegible]

حسن [illegible] دونون [illegible]

ولہ

[illegible] امام [illegible] سونے [illegible]

[illegible]

ولہ

[illegible] نہین [illegible]

[illegible] یاد [illegible]

مری انکھوں سی کیا نسبت کہ قطرہ آب نیسان کا
بنا گوہر یہ گاہ اہلِ یان طاق کعبہ کا
گدائی کوچہ کیا درویش صحرا گرد کی آنگے
کمال ایا وہ کامل تو ڈ کو پیدا کیا لیکن
ہو سارہی بدن کا کر دیا ہی خشک فرقت نے
کر ہی کیا استفاضہ اوسکو مستعد لازم ہے
نزاکت شاخ گل میں ہی کہاں اس گلشنی تہونکی
ہوا اس آتش کے پرکالہ فرقت ابکی جا ہے
جو او پہلو نشین تو کر گیا پہلو تہی ہمسے
ہوا جو خود نما اس باغمین جلدی فنا ہوگا

دُرِ نایاب ہو سکتا ہی آنسو ہو نہین سکتا
مگر حاصل مقام طاق ابرو ہو نہین سکتا
کوئی کُتا کبھی وحشت سے آہو ہو نہین سکتا
ہلال عید ہو سکتا ہی ابرو ہو نہین سکتا
مگر اے آہ تجسے خشک آنسو ہو نہین سکتا
کہ برگ شاخ گلبن گل سی خوشبو ہو نہین سکتا
کوئی گلبرگ بھی تعویذ بازو ہو نہین سکتا
سوائے داغ حسرت گرم پہلو ہو نہین سکتا
جدا پہلو سے دم بھر دار پہلو ہو نہین سکتا
قیامِ رنگِ گل تا ہستی بو ہو نہین سکتا

ردیف بای موحدہ

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
ہجر مین آگ ہو گیا پانی
ہین قلوب اوس کے نور سے روشن
ہے سزا وار عیش آخر عمر
ہے مرا جام زندگی لبریز

کب سے کرتا ہون مین شراب شراب
دلکو کر دیتی ہے کباب شراب
کیون نہ دکھلائے آفتاب شراب
صبح پیری ہے آفتاب شراب
ساتھ اپنے پیئین جناب شراب

ولہ

مست ہون دیوانہ بھی ہون سنگ اطفال بھی
ساغرِ داغ جنون سے مست مین دیوانہ ہون

مین بھی سرمست ہو شبلِ خم ٹکڑے ہوا آج
تجھسے کب اے محتسب ڈرتے ہین مے فروش

ہجر ساقی مین ہوا ایسا شور تلخی کا اثر

غم نہین مرکا کہین تو نے نہ منیائے شراب
کیا خراباتِ جہا نہین مجکو پڑا خراب
ہے غضب میرا لہو رہے کا پیالے شراب
کر رہے ہین ہم سرِ بازار سودائے شراب
سرکہ ہو جائے جو میری بزم مین آئی شراب

ہوگیا لبریز اے **ناسخ** پیالہ عمر کا
فرقتِ ساقی مین ہو کسکو تمنائی شراب

تبادے خلد مین ہو یا سقر مین جوئے شراب
موا ہون خاک پڑا ہے ہے جستجوئے شراب
نہ پائین زاہدا لبے آبرو شراب کہین
بدن شراب کشی سے غمِ شراب بنا
جو ناگوار نہ تلخی ہو پھر کیفیت
کفر حرام ہے کہتے ہین دخترِ رز ہے
حضور بھول سکے برگِ شجر ہون کب
شراب خوار وہ شیرین جہان ہزار فرہاد
برنگِ جام ہو چمن آنکھین سیاقیا پر خون
جساب اب بھی ہے کون جائے مسجد مین

کہ واعظا کر دن محشر مین جستجوئے شراب
دعائے روح ہے پھوڑ کو تی سبوئے شراب
نہ اپنے ہاتھ کہین کھوئین آبروئے شراب
ہے اپنی روح بدن مین برنگ بوئے شراب
ملی ہے عشق کو اوس میکدہ مین جو شراب
سوائے مغبچہ دیکھا نہ ہمنے روئے شراب
بھلا ہے بنگ کی کیا قدر روبروئے شراب
منگائیگا عوض جوئے شیر جوئے شراب
ترے فراق مین دیکھا جو مینے سوئے شراب
شراب خانو مین ہاتھ آئی ہو سبوئے شراب

ردیف بای فارسی

کہا کب آتشِ فرقت سے جلایا تو نے
خار ند بیر ہے پیشِ گل تقدیر عبث
دونوں عالم میں اگر نہیں شعبدہ باز
نہیں آتا جو وہ خورشید کمر گھر میں نہ
کچھ شکایت نہیں عشقِ کمر نازک کی
او د جو د چمن آرائے ازل کے منکر
سُرخ پوشاک پہن کر وہ سہی قد جو گیا
زلف کو چہ کے پڑا ہے جو بلا میں اے دل
کچھ تیرے تیغِ جفا کی نہیں تقصیر اے گل
غیر کا منہ ہے کہ لے بوسے تر ہے او ظالم
نالہ کش مثلِ جرس کیوں ہے عبث اے مجنون

ہین مرے نالۂ دل صاعقہ آپ سے آپ
وقت پر باغ میں آتی ہے بہار آپ سے آپ
جمع کیونکر ہوتے اضداد و چار آپ سے آپ
صبح ہو جائیگی آخر شبِ تار آپ سے آپ
ہو گیا ہوں میں صنم زار آپ سے آپ
خود بخود گل ہوئے موجود نہ خار آپ سے آپ
جل اٹھے سرو چمن مثلِ چنار آپ سے آپ
کاٹ کھاتا ہے کسیکو کوئی مار آپ سے آپ
موت غنچہ مرا دل ہے فگار آپ سے آپ
نیل گون ہو گئے ہوں گے غبار آپ سے آپ
صبر کر آئے گی جنازہ سوار آپ سے آپ

ولہ

جلوۂ رخسارِ جانانہ سے نکل آتی ہے دھوپ
کیا شبِ وصلِ صنم کی چاندنی آتی ہے یاد
وصل کی شب صبح ہوتی ہی بندھا اشکوں کا تار
وصل کی شب بخت بد اپنا دکھاتا ہے کمال

وصل کی شب سحر ویرانہ میں جاتی ہے دھوپ
روزِ فرقت جب مری دیوار پر آتی ہے دھوپ
پھیر اے چشم تر بارش میں چھپ جاتی ہے دھوپ
تیرے گھر میں چاندنی آجاتی ہے بنجاتی ہے دھوپ

شب دیکھے کسو طور سے ہو وصل ہو کیونکر
مہر پر تو اڑے و غیر لب بام اٹھے دھوپ

اس ڈر سے کہ پژمردہ نہو جائے کہیں پھول
چھپ جائے جو دیکھے تری مکھڑے کی جھمکی دھوپ

گلشن شب تاریک میں داغوں سے جو بچا ہا
اک خلق سرے سامنے کھاتی ہے گھڑی دھوپ

ہیں شجر صنوبر جو جلیں دھوپ میں دن بھر
وہ سرو رواں آ نہ سکے ایک گھڑی دھوپ

ہے تیرے تصور سے مری قبر بھی روشن
ای مہر جہاں تاب مری ساتھ گری دھوپ

کیا پردے سے باہر نکل آیا ہے وہ خورشید
ظلمت چلی جاتی ہے بڑی آج پڑی دھوپ

ردیف تای فوقانی

غمخانہ تری یاد میں ہے سیمبر بہشت
زہر غم فراق مری میں ہے در بہشت

غلمان و حوریاں ہیں تصور میں بے شمار
ہے روبرو سے وسعت دل مختصر بہشت

جاتی ہو راہ راست کو تم چھوڑ کر کدھر
اے گمرہو ادھر ہے سقر اور ادھر بہشت

جلکر سموم نالۂ دل سے کر دنیں خشک
رکھتا ہے خوب نہر و نہن گلہا ے تر بہشت

فرقت میں مجھکو دوزخ غربت قبول ہے
کیا کام اگر وطن میں ہے ہر رہگذر بہشت

بنت العنب ہے حور تو غلمان ہیں مغبچے
زاہد مجھے ہیں بادہ فروشوں کے گھر بہشت

اے حور جاؤ نہیں تری دروازے سے کہاں
دوزخ تمام شہر ہے تیرا ہے گھر بہشت

آنا ترا محال ہے کیسا جواب خط
کوچہ ہے میرے حور کا اے نامہ بر بہشت

دنیا میں لاکھ سعی سے پایا نہ ایک باغ
ملتا نہ سہل جان تو اے بے خبر بہشت

تیری گلی کی راہ چلا ہوں کئی قدم
مشتاق کیوں نہ میری قدم کا ہو در بہشت

ولہ

ہے غضب تاریکی شب ہائے ہجر ...
الغیاث اے روئے تابان الغیاث
[illegible]

کیا بھری رہتی ہے مدام شراب / خم کے مانند ہے ہمارا پیٹ
پہنے کرتی اگر وہ جالی کی / کرے ہر حلقہ کو ستارا پیٹ
گو وہ رعنا غزال ہو لیکن / نرم ہے مثل پشیر سارا پیٹ
تیری ہی فکر رہتی ہو دن رات / جیتے جی تونے مجکو مارا پیٹ
دیکھکر ایک بار پیٹ اوس کا / کہہ رہا ہون دکھا دو بارا پیٹ
جی مین ہے رکھکے سر مین سو جاؤن / تکیہ مخمل کا ہے تمھارا پیٹ
زیست بھر پی شراب اے ساقی / نہ بھرا ایک دن ہمارا پیٹ
عکس ابرو و چشم جانان سے / ہوگیا صاف چاند تارا پیٹ
ہیغہ دشمن کو کوس رحلت ہو / جلد ہو پھول کر نقارہ پیٹ
آپ کی ناف مشک نافہ ہو / اور کا فور کا ہے سارا پیٹ
ضو خورشید ہے جواب ناسخ / کرنے دیتا نہین نظارا پیٹ

ردیف ثای مثلثہ

ہے جدائی دشمن جان الغیاث / الغیاث اے وصل جانان الغیاث
تنگ نامردون کے جور سے ہو نہین / الغیاث اے شاہ مردان الغیاث
تاکجا اعدا کی گیدڑ کی بھبکیان / الغیاث اے شاہ یزدان الغیاث

الغیاث اے وحی قرآن الغیاث
ہجر مین دوزخ ہوا مجکو جہان
الغیاث اے باغ رضوان الغیاث
فرع امید ناسخ خشک ہے
الغیاث اے ابر احسان الغیاث

وله

وہ نہین پیش نظر ہین دیدہ بینا عبث
[illegible]
فصل

فصلِ گل جبتک ہر رہتے دی برنگ گل نو ہین
میری قسمت مین وصال اونکو نصیبو نہین فراق
شیشۂ مے مینے جانان ہو ساغر چشم مست
ترک گردون مین جو نظارہ تبو نکا و اعظا

میری چاکِ پیرہن ناصح نہ تو سیتا عبث
کیا قصور اسمین ہوا غیر و نکو ہو کینا عبث
میری محفل مین ہو ساقی ساغر و مینا عبث
کیا کیے پیدا خدا نے دیدۂ بینا عبث

ردیف جیم عربی

کرتا نہین مرے دلِ افگار کا علاج
موقوف ہے حنوط کی کا فور پر لا
اوس رشک گل کو طب مین تمہارے ہی اقتدار

ہردم ہے زخم روزنِ دیوار کا علاج
مجروح تیغ ابروی خمدار کا علاج
چاہے کرے وہ نرگسِ بیمار کا علاج

ولہ

سانپ لہراتے ہین تم تقین نہین آثار موج
قلزم زن دریکے ہے مست ہین پہر جنگ پر
ای صنم تجکو کیا اللہ نے دریا ئے حسن
سیر دریا مین جو یاد آتی ہو اوسکا فرق کی زلف
دھوئی بال اوسنے جو دریا مین سے تاج حباب
بنگیا ہے پرتو عارض سے ہر لالہ کنول

کف نہین دریا مین پھیلا ہو یہ ہر بار موج
کھل گئی دستارِ زاہد صورتِ دستارِ موج
شکلِ دریا چاہیے زیب کمر زنار موج
کاٹنے کو دوڑتی ہین میری جانب تار موج
بن گیا تا تار بوے مشک سے ہر تار موج
عکس گیسو سے ہوا تا لاب سنبل زار موج

اشک خونین مین ہون غلطان تو وہ سیلاب مین — کیا مشابہ ہی مری تقدیر سے تقدیر موج
ہون خوش خاطر مرے جانب ہے تقدیر نہنگ — ہو اگر دریا ہی آفت خیز مین تاخیر موج
سیل اشک آنکھون کا ہر نبط سی آتا نہین — چشمۂ مژگان تر رہتے ہین دامنگیر موج

سوز غم سے آتش حلکردہ ہی سیلاب اشک
ہے برنگ شعلہ ناسخ اندنون تغییر موج

ہے نگاہ و ابرو و مژگان چشم یار کج — خوج کج مجسے نہو کیونکر کہ ہی مزاس کج
کیا ہی منہ کرتا ہی تیز ہا دیکھتا ہی جب مجھے — کر دی یارب روی دشمن لقوے کا آزار کج
خیریت چاہے تو سیدھی چال چل دامال مست — ہین نشے مین جلتے ہین اگر میخوار کج
ادائی یار کی مجکو گوارا ہے دلا — پر غضب یہ ہی کہ اب رہنے لگا اغیار کج
وہ گئی دن جو ہمیشہ مجسے سیدھی آنکھ تھی — جب نہ تب مین اسکو پاتا ہون نگاہ یار کج
پھر گئے بندی تو برگشتہ نہو کیونکر خدا — دیکھی مسجد خانہ ہاے خلق سے سو بار کج
راستی کا نام بھی اس شہر مین سنتے نہین — کیون نہون سب لکھنؤ کے کوچہ و بازار کج
ہون کجی مین ہر دم کج طبع بھی کہتے کی دم — رہت اونکو کیجیے سو بار ہون سو بار کج
جو نہین کیون بل ڈالتے ہو مجکو ایجان — کیا رہی قیمت جو ہو جاے کوئی تلوار کج
کلی گلشن مین جو اے گل ترمی تیری نگاہ — ہوگئی ہر ایک شاخ نرگس بیمار کج
سادہ وہی اہل دنیا کی کجی و راستی — راست ہین ہمسے اگر دو چار تو دو چار کج
جانتے ہے دنراتت سر خنگ حوادث آسمان — سر پھرا ہے سرکشو کہتے ہو کیون ستار کج

ردیف جیم فارسی

یاں جوش خوں ہو میر کہاں دارو کہو
مونسی کو بھی خلل یہی تا زندگی رہا
آزار رشتہ ہو تو شفا کی امید ہو
جز مشت خاک اور نہیں خاک سیکشو
زلفوں کو کیوں نہ ربط ہو رخسار یار سے

کرے نہ تشنگئ لب سوفار کا علاج
عیسیٰ سے کیا ہو لکنت دلدار کا علاج
مشکل ہے عشق رشتہ زنار کا علاج
زخم دہان واعظ مئے گار کا علاج
ہر روز آفتاب سے ہو مار کا علاج

منگوا تو جائے خاک شفا خاک کو ئے یار
منظور ہے جو ناسخ بیمار کا علاج

ترے گالوں پہ واری چاند سورج
نہیں ہیں احمد و حیدر کہ حق نے
ہوا ہے شق و رجعت سے یہ روشن
تم ایسے دونوں بھائی ہو کہ دن رات
تم ایسے نور خالق ہو کہ تم سے
نبوت کا جو احمد آسماں ہے
نہیں آئینہ میں روئے عرق ناک
تصور میں جو ہے وہ روئے پر نور
تری نوبت ہو ساری سیم بندگی
رواق چرخ سے کرتے ہیں دن رات

کہاں ایسے ہیں پیارے چاند سورج
فلک پر سے اوتارے چاند سورج
سمجھتے ہیں اشارے چاند سورج
رہے تابع تمہارے چاند سورج
ہوئے روشن ہمارے چاند سورج
ہوتے سبطین بارے چاند سورج
ہوئے جمع تارے چاند سورج
ہیں میرے داغ سارے چاند سورج
نظر آتیں نظارے چاند سورج
صنم تیرے نظارے چاند سورج

[illegible]

ردیف جای حطی

کہہ رہا ہے اندنون میں طرح ہر گلعذار
میرے زخمون کی اگر مانگے مجھے منظور ہین
ہجرِ ساقی مین بطِ مے ہوگئی جلکر کباب
توتیا کر اپنی آنکھون مین غبارِ قہقہان
چاہیے نقشِ اوس سہ کی چوٹی کیلیے
نقشہ کافی ہے مصور میرے جسمِ زار کا
بھر رہا ہے کیا ہی ظالم تیری خاطر مین غبار
پاے مجنون کی قسم ہے تجکو اے دستِ جنون
چلتی ہے اوس بت کی فرقت مین لا بادِ ہوا
دیکھکر ظرفِ وضو یاد آتے ہین ظرفِ شراب
ہوگیا مانند پنجہ مارے چاکون کے دلا
چین ابرو کی نہین برداشت اے آفت مجھے

عطر اے ریگ نقش کے گل کا اب نقاب کھینچ
اے بتِ خونریز اپنے پیرہن کے تار کھینچ
جا کے قلقل سے صراحی آہِ آتشبار کھینچ
پنجۂ مژگان سے پاے مانندِ گان خار کھینچ
چرخِ گردون پر اب خورشیدِ زنار کھینچ
بس یہ ہین تصویر مین تو میان تار کھینچ
شوق ہے اب میرا اپنے بیچ میں دیوار کھینچ
چھوڑکر میرا گریبان دامنِ دلدار کھینچ
باغ مین تو بھی دمِ آتش فشان و چار کھینچ
جلد مسجد سے مجھے اے خانۂ خمار کھینچ
تو بھی شانہ کی طرح اب گیسوِ خمدار کھینچ
غم نہین تلوار مجھپر و نہین سو سو بار کھینچ

وصل ہے معشوق کا معراج عاشق کیلیے
چھوڑ ساقِ عرش ناسخ ساعدِ دلدار کھینچ

کرنا کہین نہ ساتھ رقیبون کے جان کوچ
ہم سر ٹیکتے کلبۂ احزان مین گیے
ہون بیقرار وادیِ غربت مین اسقدر

کرجائیگی بدن سے ابھی میری جان کوچ
یوسف کو لیکے کر ہی گیا کاروان کوچ
اک آن ہے مقام تو ہے ایک آن کوچ

دولت کو مین ...

ردیف خای معجمہ

وصل کی شب ہوگئی آخر ہوا عالم سیاہ
وہ پری پیکر سراپا ہے برنگ آفتاب
فرقتِ محبوب مین ہی ماہِ نو شمشیر شام

آج کیا برعکس تی ہے نظر تاثیر صبح
ہین سفید ادسکے جو کپڑے سیاہ نہین ہی تنویر صبح
ہے ہماری جان کو خط شعاعی تیر صبح

چھا رہی ہے تیرہ بختو نکی سیاہی ہر طرف
کچھ شبِ فرقت مین ای ناسخ نہین تقصیر صبح

مشک لے آئی ہے شاید بجگر کا فور صبح
چہرۂ ساقی چمکتا ہے برنگ آفتاب
آگیا جو میکشو مجکو صبوحی کا خیال
ہجر مین ہے آج میری جان کو دیو سفید
مُرغ زرّینِ فلک اندیسے بھی نکلا نہین
وقت جو وقت آگیا بنیتر وہ آفتاب
نیشِ عقرب سی زیادہ رات بھر پھونچی گزند
کہتے ہین مردے کیسکے حسرتِ دیدار مین
بھاگتا ہے مرہم کافور میرے داغ سے
میری آنکھون مین کمان تھہرا چراغِ آفتاب
دیکھ اے موسیٰ تجلی اور اوس محبوب کی
ہجر مین ظاہر سب آثارِ قیامت ہوگئے

آج فرقت مین برنگِ شام ہے بی نورِ صبح
بادۂ گلگون شفق ہے ساغرِ بلور صبح
بنگیا مینا سے مے ہر دانۂ انگورِ صبح
وصل مین کل گوری گوری تھی برنگِ حورِ صبح
یہ شبِ فرقت ہوا اے نادان ابھی ہے دور صبح
ہوگئی ہے بار ہا شامِ شبِ یجورِ صبح
بند کر دی اخترون کے خانۂ زنبورِ صبح
[illegible] تارِ لحد کو اے صدا صور صبح
جسطرح خورشید نکلا ہوگئی کافور صبح
ہے شبِ فرقت سیاہ آئنے مین ہی نورِ صبح
طور کا شعلہ ہے خورشیدِ درخشان طورِ صبح
پردۂ شب مین رہیگی تا کجے مستور صبح

خالی ہاتھ ذرا دیکھو اس سہی قد کے ‏— بھلا یہ سرو نے پائی کہان بہار کی شاخ
یہ دستِ جود ہی ہتا ہے سب بالا دست ‏— وگرنہ لپٹے ہے ہر نخل باردار کی شاخ
ہوئے ہین کیا ہی تہی دست اہلِ وطن ‏— نہ اس چمن مین رہی کوئی برگ و بار کی شاخ
مین لیکے ہاتھ مین پستانِ مرتا ہون ‏— جریدہ مین کی لاؤ کوئی انار کی شاخ
ہمارے قتل کو آمادہ ہے وہ خوش قد ‏— نکالی سرو نے شمشیر آبدار کی شاخ
یہ اپنے پانو نہین پُر خار دختِ دشت ‏— کہ لوگ جانتے ہین نخل خاردار کی شاخ
بجائے شمع یہان سوزِ داغِ حسرت سے ‏— ہر ایک جلتی ہو نخل سرفراز کی شاخ
شگفتہ رہتے ہین گلہائے معنی رنگین ‏— نہین ہے خشک مرے کلک مشکبار کی شاخ
برابری کبھی کی تھی جو دستِ ابرو سے ‏— مروڑ ڈالی ہے کیا آہوئے تتار کی شاخ

خیالِ زلف مین باغ جو گئے ناسخ
تمام برگ تھے کنچے ہر ایک مار کی شاخ

ردیف دال مہملہ

آ مجھ سے ہو ہمکنار قاصد ‏— کر لون مین تجھکو پیار قاصد
بر آئے ترے قدم کی دولت ‏— امید امیدوار قاصد
قسمت سے ایک تو پھرا ہے ‏— بھیجے ہین مین نے ہزار قاصد
آنکھون سے نکالون پانون پھیلا ‏— گر کوئی چبھا ہو خار قاصد

ابھی دریاے اشک اُمنڈ آئے   کرون گر سیراب اے قاصد
مرکے جاؤن جو خلد مین بیشک   ہو سقر کا عذاب اے قاصد
وہم مین بھی کبھی نہ تھے یہ دن   ہے جدائی کا خواب اے قاصد

خطِ ناسخ کا لاجواب شتاب
ہو دعا مستجاب اے قاصد

آیا نہین پھر کے آہ قاصد   تکتا ہون مین کب سے راہ قاصد
آتا ہے کبھی جو ہوش مجکو   کہتا ہون یہی کہ آہ قاصد
مکتوبِ صنم دکھاتے مجکو   پشتِ در دے سیاہ قاصد
ہون دستِ نگر اوسی کا ہر دم   مین خیلِ گدا ہون شاہ قاصد
اوس ماہ کا لیکے خط کرو جلد   طے راہ کو مثلِ ماہ قاصد
قاصد قاصد مین کر رہا ہون   کیا دیر لگائی آہ قاصد
ان روز دن حواس کسطرح آئین   آتا ہے گاہ گاہ قاصد
جلد آیا نہین مین مر چلا تھا   جیتا رہے دیر گاہ قاصد
لکھے ہین مرے نصیب مین رنج   تیرا نہین کچھ گناہ قاصد
طے راہ کو جلد تو کیا کر   مثلِ پیکِ نگاہ قاصد
احباب سے اضطراب کہنا   ہے تو ہی مرا گواہ قاصد
میرے تنِ خشک کا نمونہ   لیجا کوئی برگِ کاہ قاصد

ناسخ مین ہوا ہون یار قاصد

ولہ

سُرخ دیکھا جو خوشی سے مری چہرہ کبھی — ہو گیا تم سے رُخِ دشمن بے پیر سفید

سادگی مین جو مزا ہے نہین رنگینی مین — اے صنم دیکھ لہو سُرخ ہے اور شیر سفید

شوخ ہے رنگ سُنہرا یہ ترے سینے کا — صاف آتی ہے نظر سونے کی زنجیر سفید

ابروون پر ہو گلال اور قشقہ پہ ہو عبیر — سُرخ آتی ہین کمانین نظر اور تیر سفید

خون سفید ایسا ہے ابنائے زمان کا ناسخ — کیجیے قتل جو انکو تو ہو شمشیر سفید

ولہ

شکلِ نسرین بدن یار ہو جو خیال سفید — ہے سراپا مین بجای کمر اک بال سفید

ہو گیا پیر جو مین ہو گئی آخر شب ہجر — صبح امید ہوئی تار مرے بال سفید

کیا فقط اشکون نے آنکھون کی سیاہی جو ہوئی — کہ ہوئی ہین مری پلکون کی بھی سب بال سفید

ساری بازار کو سودا ہے مرے یوسف کا — ہو گئے زرد خریدار تو دلال سفید

سیہ بختون نے زمانیکی سیاہی لے لی — ہو نہ جائین کہین قاتل ترے اب بال سفید

چاندنی گردِ قدم چاند ہر اک نقشِ قدم — رات کیسی ہو سیہ کر دے تری چال سفید

آگیا یاد سیہ خانۂ وطن کا مجھکو — دشتِ غربت مین جو رہنے کو ملی پال سفید

نہین ممکن کہ سیہ دل نہو زردار دن کا — ایک دن مین ہو سیہ کیسی ہو ٹکسال سفید

حسن کو چاہیے انداز و ادا ناز و نمک — لطف کیا گر ہوئی گورون کی طرح کھال سفید

دم مین یاقوت ہو تاثیر لب جانان سے — ہو جو قلیان مین بلور کی مثال سفید

آگئین یاد جو ڈورے وہ نشیلی آنکھیں — اشک ٹپکے مری آنکھون سے سیہ لعل سفید

گورے بدن پہ اب سکے نہین پیرہن سفید
کس درجہ تیرے دانت ہین سیتن سفید
اے رشکِ شمع وماہ ترا نور دیکھ کر
اے گل ترے حضور نہ ٹھہرے کوئی غنچہ
اوڑ جائے رنگ تیرے لبِ لعل کے حضور
آئی بہار ہنس ہنس سے ہے جوشِ خو
نسبت ہو میری ماہ کے گورے بدن سے کیا

یا نسترن سفید ہے وہ یاسمن سفید
ایسا نہین ہوا کوئی دُرِّ عدن سفید
انجم کی ہو رہی ہے تمام انجمن سفید
ہو جائے ایکدم مین چمن کا چمن سفید
بلور کی طرح ہو عقیق یمن سفید
ہو جائے سُرخ پہنون اگر پیرہن سفید
ہے جیسے تو ماہ کا سارا بدن سفید

ولہ

تمھارے چہرے کے آگے ہے آفتاب سفید
تمھارے چہرۂ تابان نے یہ نکالا رنگ
ہوا نہین مری فرقت میں تر ستر رہ ول

نہ کیون برنگ شفق سُرخ ہو نقاب سفید
کہ آفتاب ہے زرد اور ماہتاب سفید
یہ ہے شہاب سیاہ اور یہ سحاب سفید

ولہ

ہوئے رونے سے میرے دیدۂ بیدار سفید
آنکھین خوش چشمون کی تجھے ہوتین یار سفید
ہوگیا ضعف سے میرا بدنِ زار سفید

بلکہ اشکون نے کیا رنگِ شبِ تار سفید
جس طرح ضعف سے ہو چہرۂ بیمار سفید
نظر آتا ہے صنم صورتِ زُنار سفید

سرخ تھا خون جبیں فرہاد سے پانی تمام
آسمانِ بام پر تیری تجلّی دیکھ کر
چاند کو کہتے ہیں سب ہر چند کاسہ شیر کا
حال ہے روے زمین پر اک سیہ خال دمرا
مثلِ نجمِ ذونب چہرہ ترا ہو جائیگا
ہوگئی ہے صبح لیکن ہے شبِ ہجرت وہی
ہجر میں یوں چاندنی راتیں سیہ ہیں جس طرح

لوگ سمجھے ہیں کہ جوئے شیر ہوگی جو سفید
زرد ہر خورشید رو ہو جا ہر مہ رو سفید
پر نہیں اس سے ہے تیرا کاسہ زانو سفید
چاندنی ہے ورنہ آتا ہے نظر ہر سو سفید
عالمِ پیری میں جب ہو نگے ترے گیسو سفید
عہدِ پیری میں نہیں ہوتے ہمارے مو سفید
ماہ عارض سے نہیں ہوتی شبِ گیسو سفید

بارہا دیکھا ہے ناسخ پر نہیں رہتا ہے یاد
شاخِ شبّو سبز ہوتی ہے گلِ شبّو سفید

زیست بھر ہوگی نہ یاں چشمِ خیالِ یار بند
باغ میں جاتا ہے جب بندِ قبا کھولے وہ گل
بوستان ہوگئے ہیں کوچہ ہاے لکھنؤ
نیند آئیگی کہ موت آئیگی ہجرِ یار میں
بارہا گلشن میں سنتی ہے مرے گلبانگ کو
بابِ توبہ تو کھلا ہے تو سہی جاؤں میں
مُردے جی اوٹھے تری ٹھوکر سے زندہ مر گئے
قیس سن لیتا ہمارے برہنہ پائی کا حال

غم نہیں گر اپنے گھر کے روزنِ دیوار بند
غش سے ہو جاتی ہے چشمِ نرگسِ بیمار بند
ایک مدت سے پڑا ہے مصر کا بازار بند
دیکھیے کیونکر ہوں اپنے دیدۂ بیدار بند
شکلِ غنچہ بلبلوں کی ہو گئی منقار بند
کرلیا ہے تو نے دروازہ جو آخر کار بند
کھل گئیں دو چار آنکھیں ہو گئیں دو چار بند
کیا کریں ہے دشت وحشت میں بیابان زار بند

[illegible]

پر لگاتے گا مجھے شوق اگر چاہے گا	اپنے گھر کی تو بنا شوق سے دیوار بلند

ولہ

میرے ہاتھون سے گریبان کی ہوئی تار پسند
مثلِ شیرین وہ ستمگر جو ہے دشوار پسند

دم بدم آئینے کے دیکھنے سے ثابت ہے
کیا دکانون سے چلے سنگِ تراز دیکھیے

جھانکنے کیلئے جبین دردارین رخنے
دل لگا یا ہے کہین نامِ خدا تو نے بھی

کہتے ہین ہوتی ہے باتا دولتی پر فریاد و
غیر کے دل سے مرا دل ہو اگر خوب تو کیا

حسب عاشق ہون تمنا ہی یہی دورِ عشق
کر دیا تو نے ستمگار رتبہ حال ایسا

کوئی دیکھے نہ مجھے مین نہ کیسی کو دیکھو
جس سپاہی نے ترے ابرو پر خم دیکھو

یہی گھر رنج سے خالی نظر آیا مجکو
چین آنے کا نہین کوچۂ جانان کے سوا

میرے پانون نہ بیابان کے کئی خار پسند
قبر کو ہم بھی کرین اب کوئی کہسار پسند

کہ بہت آپ کو ہے دیدۂ بیدار پسند
جوشِ سودا نہ مجھے آیا سرِ بازار پسند

اے پری زادی مجھے ایسے ہی دیوار پسند
ورنہ کیون آتی ہے اے بت تجھے دیوار پسند

اے پری ہے تجھے اقرار سے انکار پسند
ہے وہی جنس کرے جسکو خریدار پسند

جز شفا کچھ نہین کرتا کوئی بیمار پسند
اب مرا دل نہ کریگا کوئی دلدار پسند

فرقتِ یار مین ایسی ہے شبِ تار پسند
دسکو آتی نہین کوئی کبھی تلوار پسند

اس خرابات مین ہے خانۂ خمار پسند
یہ چمن کیا کہ ہو خلد کی گلزار پسند

ولہ

ولہ

ہوتی یہان آمد و رفتِ نفس بند — قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند

غبارِ دشتِ مجنون کیا ہو سُرمہ — کہ ہو جاتی ہے آوازِ جرس بند

سماتے گا نہ دستون مین بھی مطلب — ہوئے القاب مین تو صرف دس بند

شبِ فرقت مین ہم پھرتی ہین نالان — زبان ہوتی نہین مثلِ جرس بند

کہان وہ اب جنون صحرا نوردی — ہوئے زندان مین ہم اب کی برس بند

مین فریادی نہین افسانہ خوان ہون — کرے گا خوابِ چشم دادرس بند

ولہ

قدر اپنی تیری مدح سے ہو جانِ بن بلند — آواز جیسے ہوتی ہو وقتِ اذان بلند

ایسے ہین میرے نالۂ آتش فشان بلند — ہے آگ کے کرے سے بھی جنکا دھوان بلند

ادنی جو ہین منہ لگے وہ اعلی کی جگہ — ہر جا زمین پست ہے اور آسمان بلند

کس سے مثال دون ہو عجب بارگاہِ ول — اسکا تو عرش سے ہے کہین آشیان بلند

کیا زاہدونکو ظاہر و باطن مین فرق ہے — دالان خانہ پست ہے اور آستان بلند

بجلی جلائے گلشنِ ہستی مین ہمصفیر — صیاد کے ڈر سے جو کرے دن آشیان بلند

دیکھو تو مہر و مہ کے طلوع و غروب کو — رکھتا ہے کسکو چار پہر آسمان بلند

قامت مین جو کہ کم ہے وہ قیمت مین زیادہ — رتبہ مین سرو سے ہے وہ سرو روان بلند

آسان میری پستی طالع کا بھی علاج — جنبش ہوا کو ہو تو ہو نہین ناتوان بلند

دلمین جگہ تو دے غمِ دنیا کو بیوقوف — قدرِ سخن ہے پست شکوہِ مکان بلند

چاند کے جلوے سے بند ہوتا ہے خیال آفتاب
نوجوانوں کی ہے مردوں پر ظفر گل دیکھکر

چاندنی میں مجکو ساقی بیشتر آتا ہے یاد
ایجنون پیری میں مجکو داغ مہر آتا ہے یاد

خشک ہو جاتا ہے حاسد کا لہو سنتے کیساتھ
کوئی ناسخ کا جو مجکو شعر تر آتا ہے یاد

پیری میں ہوتے نالہ گرم اپنے دل اثر
رکھتا ہے قدم کوچۂ جانان میں جو ہنر
کس تبہ باہم ہے مزا جو نہیں تھا لطف
حیران ہون کیون ہاتھ تر ہو گئے خطے
بیخود ہون شب فرقت محبوب میں ایسا

معمول ہے چلتی ہے دم صبح ہوا سرد
جلتا ہے بدن تپ ہے گر ہے کف پا سرد
جب گرم ہوا یار تڑپ کر میں ہوا سرد
کہتے ہیں کہ تاثیر میں ہوتی ہے ہوا سرد
معلوم نہیں آہ مری گرم ہے یا سرد

ولہ

پہنے وہ صنم جو پیرہن زرد
پہنا ہے جو تو نے پیرہن زرد
غصے سے وہ گل جو لال ہوگا
گلگشت کو آئیگا جو وہ گل
دل خون ہے مرا برنگ لالہ
گو آئے خزان چمن میں وہ گل

ہو جائے سفید یاسمن زرد
یان ہے یرقان غم سے تن زرد
ہو جائیگی ساری انجمن زرد
گل ہونگے برنگ یاسمن زرد
گنبد کی روش سے ہے بدن زرد
ہوگا نہ یہ غنچۂ دہن زرد

[illegible]

تیرے بغیر شیشے مین وہ زہر ہے کہ ہو — جام بلور صافی پیالہ شکن کبود
کیا اتحاد ہے کہ وہ پیٹیا جو گاڑ کر — مدفن مین ہوگیا ہے ہمارا بدن کبود
زندون کے حال پر مجھے ماتم ضرور ہے — بعد از وفات چاہیے مجکو کفن کبود
پان دیسی کو دیکھکے بولا وہ بت بطرز لطف — ثابت ہوکہ مرد ہے سُرخ اور زن کبود
تُو تو لہو مین لال ہوا پر اثر کہان — شیرین کا سر ہوا نہین اے کوہکن کبود
اشنان کشن جی نے کیا ہے جو مدتون — اتبک اسی اثر سے ہے رنگ چمن کبود
وہ سیب باغ ہے کہ گرا تے ہین سنگ جو — ہو جائے سونگھتے ہی وہ سیب ذقن کبود
باغ جہان کا ہے حال دگرگون ہے کیا عجیب — سوسن ہو سُرخ اور گل نار ون کبود
کیسا ہی ہو قریب نہو گا شریک رنج — کیا چوٹ سے ہو شبل بدن پیرہن کبود

چشم کبود یار کو کیونکر مثال دون پہ
ناسخ نظر پڑا نہین اتبک ہرن کبود

تپ سے جلتا تھا بدن میرا ہوا او یار سرد — کسقدر تاثیر مین ہے شربت دیدار سرد

ردیف ذال معجمہ

قابل نامۂ محبوب کہان یان کاغذ — بے زری مین نہین ممکن زر افشان کاغذ
میرے مکتوب سے ایسی ہوئی نفرت دلکو — کہ کوئی اب نہین چھوتا کسی عنوان کاغذ
دست پر نور مین نامہ مرا جو اوسنے لیا — ہو گیا صاف برنگ مہ تابان کاغذ

جائے جراح کہ اب نامہ بر آہو بخی ہو | بدلے بجالے کے رکھون داغ جگر پیکا غذ

کیا مین افلاس مین خطِ یار کو لکھون کاغذ
نہ قلم ہے نہ سیاہی نہ میتر کاغذ

ہے کیا ہی بوسۂ لبِ شیرین دہان لذیذ
سیبِ ذقن ترا ہے جوای جانِ جان لذیذ
گر ہے برنگِ کوزۂ مصری ہان لذیذ
میرے دہانِ زخم سے چھٹنا ہوا محال
کیا رکھیے پیش غم جگر و دل بھنے ہوئے
ہوگی سگِ ہما مین الیں از مرگ خوب جنگ

شفتا لو ایسے باغِ جہان مین کہان لذیذ
ایسا دلاتے میوہ کبھی باغبان لذیذ
شاخ نبات سے ہے تمہاری زبان لذیذ
قاتل ہے کس قدر تری نوکِ سنان لذیذ
لاتے ہین سب طعام پے میہمان لذیذ
ہین کیا ہی عشق لے مرے استخوان لذیذ

دنیا مین الحکام ہے ناسخ تو غم کہا
ہون گے تمام میوۂ باغِ جنان لذیذ

ردیف رای مہملہ

اے دل اگر آئے قاصد یار
اجرت مین مال تو ہے کیا مال
ہے پیکِ اجل کی آج آمد
ہون تنگِ جو انتظارِ خط مین

چومون کفِ پاے قاصدِ یار
ہے جان فداے قاصدِ یار
پہلے کہین آئے قاصدِ یار
کہتا ہون مین ہاے قاصدِ یار

ولہ

کچھ شوقِ دل لگا تو لگا کہنے نامہ بر	نامراد اوٹھا نیکو کرون تدبیر دوش پر
اوس مرحلے مین خانہ بدوشی ضرور ہے	گھر اپنے واسطے کرون تعمیر دوش پر
مجھ رند بدعمل کے جنازے کو گر لگے	ثابت ہو روزِ حشر پہ تقصیر دوش پر
اوس گل کے پاس عین زمستان نہین بہار	گلزار ہو دوشالہ کشمیر دوش پر

ناسخ نہ کسطرح ہو دو بالا علی کی قدر
جسدم چڑھ جائے مالکِ تقدیر دوش پر

مین ہی مرتا نہین کچھ اوس بُت لاثانی پر	جانِ عالم کی نکلتی ہے مری جانی پر
کیا ہوا اوس سرِ خم مانگی تمنا غیر شراب	کہ درِ خوبی کی قناعت ہو فقط پانی پر
رکھدیا دل ترے آگے جو اوسی سرکا کر	رحم آیا تجھے آئینے کی حیرانی پر
کیون نہو محوِ قدِ یار کہ مشق آزاد	سرنوشت ایک الف ہے مری پیشانی پر
آتے جاتے تجھے دیکھون ملے غیر کو یا	کاش ہو جاؤن مین نوکر تری دربانی پر
جز کفن مجکو بدلنے کی نہین ہے حاجت	غش کرون کیون نہ بھلا جامۂ عریانی پر
غش مین موسیٰ کی طرح صاعقہ طور گرا	کیا تجلی ہے ترے چہرۂ نورانی پر
دشتِ غربت مین جو گمراہ پڑا پھرتا ہون	کیا مین عاشق ہون کسی غولِ بیابانی پر

گرچہ ہے نظم مگر نثر کا ہوتا ہے گمان
یہ غزل دال ہے ناسخ کی پریشانی پر

آگے یارب جلد در پر نامہ بر	دے نہ مجھے مکتوب لکھ نامہ بر

تیرے ابرو کسی مجنون نے کیا تشبیہ دی
تیر وا برو سے کسی مجنون نے کیا تشبیہ دی
جام اپنا ہو لبالب جام خالی دیکھی پار

آگیا ہے ہمارا ہائے کس بزم دید پر
جو ہر خنجر نکل آتے ہین برگ دید پر
میکدے مین لے گئے ہین فوق چم جمشید پر

آپ اب چلنا پڑا ناسخ دیار یار کو
قاصد اپنا آجتک آیا نہ اس تاکید پر

کیا شب فرقت مین صدمہ ہین دل بیتاب پر
ہجر مین سو جاؤن کیا مین تو رشک کمخواب پر
شبِ ہالہ رات صدقے ہوتی ہی مہتاب پر
آگیا یاد آہ محبوبِ نماز ی کا رکوع
گنبدِ مدفن مری انکو تسے یون ہو لعید مرگ
جھوٹا پانی یار کا تھوڑا پلا دا ای طبیب
خیمہ لیلی نظر آتا ہے ادمجنون حباب
وہ جو قائم ہو بحر زرا دسکو نا ئم رہنی نگ
عین عیبا مین بھی گردش سی نہین ہم بحر قرار
رند مشرب اسقدر رکھتے نہین ذوقِ شراب
کان مین محبوب کی آواز آتی نہین
بنگیا فورًا ہرا تارِ نگہ تارِ شعاع

شل زخمی ٹوٹتا ہون چادر مہتاب پر
بگئے ہین بال پلکون کی براہ خواب پر
یہ خطِ مشکین نہین رخسارِ عالم تاب پر
آنکھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر
بلبلے ترتے نظر آتے ہین جیسے آب پر
ہے شفا موقوف اپنی شربتِ عناب پر
نجد کے دانے مین میرے اشک کے سیلاب پر
فوق ہے میرے دلِ بیتاب کو سیماب پر
سعی کرنا ختم ہے اے سالکو گرداب پر
ہے کیا رکھتا ہے رغبت غم مرے خونناب پر
کیا شب فرقت مین مجبور شک ہر شب خواب پر
جا پڑی جب آنکھ اوس خورشید عالمتاب پر

لیگیا صحرا کیجانب ان وسمی شوق شکار	شیر غم بیچھے پڑا پایان کیا ہی نہ جھاڑکر
میرے داغون کے برابر جب نکلا آفتاب	صبح کیا نادم ہوتی اپنا گریبان پھاڑکر

ولہ

خاموش ایک دم نہین ہے تہادہانِ گور	گویا ہمارا لاشہ ہوا ہے زبانِ گور
مینخانہ سے ملائک نقالہ لے نہ جائین	مرجاؤن مین تو لوگ ہین پاسبانِ گور
خادم جو تھے بنے وہ فرشتے غذاب کے	گھر ہوگیا ہے ہجر مین مجکو بسانِ گور
بدتر ہے مزبلہ سے بھی کہین جو کھولکر	ظاہر ہے معبد ہوے بھی بہتر ہاگرانِ گور
ہے صحن خانہ عرصۂ محشر نگاہ مین	تہ خانہ پر ہے ہجر مین مجکو گمانِ گور
تا روزِ حشر جا کے نکلتا نہین کوئی	دنیا مین بس پسند ہے مجکو مکانِ گور
کھانے پکا پکا کے دلاتے ہین فاتحہ	مردہ نخداے ہو رہوا درمیانِ گور
مردون کے نام سے بھی کوئی آشنا نہین	کیا فائدہ رہا جو ہمیشہ نشانِ گور

گلخن بنا دیا مجھے ناسخ کے داغ نے
سُن تو زبانِ حال سے یہ ہی بیانِ گور

مرہے بار اے محتسب مینا دوش پر	ہے برنگِ جوشِ مے اپنا لہو بھی جوش پر
ہے جُدا وہ ماہ مجھسے داغ سوزان ہمکنار	ہالۂ خورشید کا عالم ہے اب آغوش پر
ہے شب مہتاب یار وزسیہ مین آفتاب	پھبتیان ہین جبین یہ اوس محبوب کمسن دوش پر
ہوگئی کنجی چمن موجِ نسیم نوبہار	تھا برنگ غنچہ قفل اپنے لبِ خاموش پر

پارہ ہای دل سوزاں ہی آنکھوں میں نہیں
نورِ رخسار نہیں لف کو حلقو نسی عیاں
باہر آتا نہیں وہ طفل گر اپنے گھر سے
یہ تمنا ہے صنم ہو جو قیامت برپا
چشم و دل سمجھو نہ مستو ہی عجب ترم بدن
ہاتھ تیرا نہیں وہ ستانے سے نکلا قاتل
نقدِ جاں کیسۂ قالب سے جو نکلے نکلے
منتظر بیٹھے ہیں گھر میں کسی محبوب کے ہم
زلف و عارض کے تصوّر میں ہی آہ کی ساتھ
رات بھر تم تو کرو بادہ کشی محفل میں
بعد مرنیکے بھی ہے ساتھ یہاں فصلِ بہار
کر لیا قتل ہزاروں کو یونہیں قاتل نے
آمد آمد جو سنی میری سہی قامت کی
خانۂ چشم میں بے یار جو نیند آنے لگی
اے اجل تو نے غضب تفرقہ پردازی کی
میں وہ بلبل ہوں کہ اے گل تری گلگشت کی
ناز ہورون کراوٹھائیں گیاں ہمکو دماغ

نکلے ہیں روزنِ مجمر سے یہ اخگر باہر
پردۂ شب سے نکل آتے ہیں اختر باہر
طفلِ اشک اپنے نکل آتے ہیں اکثر باہر
قبر سے مجکو نکالے تری ٹھوکر باہر
شیشۂ بادہ جو اندر ہے تو ساغر باہر
میاں سے تو نے نکالا ہے یہ خنجر باہر
دیکھ ممسک کہیں تھیلی سے ہو زر باہر
مثلِ تصویر نکلتے نہیں دم بھر باہر
شعلۂ دودِ دل آتا ہے برابر باہر
مثلِ ساغر ہمیں تا صبح ہو چکر باہر
قبر میں داغِ جنوں پھولوں کی چادر باہر
میاں سے بھی کبھی نہیں خنجر باہر
باغ سے دور ہے سرو صنوبر باہر
مردمِ دیدہ یہ چلّاتے کہ باہر باہر
قبر میں تو سرِ شوریدہ ہے پتھر باہر
بوسے لینگے نکلیں گے مری پر باہر
ہو ہمارا درِ فردوس سے بہتر باہر

شبہا اپنے دیدۂ تر پر سمندر کا ہوا
پنجۂ مژگان مین سمجھا شاخ مرجان دیکھکر

کیون نہ کپڑے پھاڑ کر عریان اب ناسخ پھرے
ہوگیا دیوانہ تیرا جسم عریان دیکھکر

توہی وہ گل ہو کہ تجھپر ہے فدا جان بہار
اس چمن مین ورنہ ہر گل پر ہے احسان بہار

اوڑتے پھرتے ہین بھلا کیا رتبۂ اوراق گل
مصحف رخسار اوس گل کا ہے ایمان بہار

مین ہوا عاشق جو اوس گل کا ہوا آغاز خط
جوش سودا کا ہوا ہے مجکو پایان بہار

زندہ ہو جاتے ہین گلہاے مردہ دیکھکر
اب جو تین ہین چمن مین آب حیوان بہار

کر رہا ہون آبیاری باغ حسن دوست کی
دیدۂ گریان مین گویا ابر باران بہار

تو نہین جاتا چمن مین گل نے پھاڑا پیرہن
بنگئی موج ہوا موے پریشان بہار

تیرے روے آتشین کے آگے چاہا تھا فروغ
کردیا باد خزان نے گل چراغان بہار

گل ہوی پژمردہ سب غنچے چمن دہ ہوے
آگے اوس گل کے نکلنے پر ہے اب جان بہار

کیا غضب ہو شکر محسن کا بشر کرتے نہین
ہے زبان برگ سے ہر گل ثنا خوان بہار

جوش گل اوس رشک گلشن کی جدائی مین نہین
بلبلو آلودہ خون ہے یہ دامان بہار

لالہ و گل کیا کہ ہین اشجار نافرمان تک
باغ مین مانند جو جاری ہو فرمان بہار

کیون خزان حسن مین دیکھون خط سبز یار کا
اسقدر دلکش کہان گلشن مین ریحان بہار

کیا زمین اتو شفق سے ہو گلستان آسمان
دیکھنا ای باغبان تو رفعت و شان بہار

دیکھے اوس گلگون قبا کو حسن و خشت ار اگر
پرزے پرزے ہو برنگ گل گریبان بہار

ولہ

آدمی عاشق ہین کیا اوس سرو قد آزاد پر
ایک قمری اب نظر آتی نہین شمشاد پر

ولہ

دل سے وہ محبوب سیم اندام ہے شیدا زر

زرگے پیچھے طالب ہو رہے ہین کیا ہاے | فائدہ کیا نقد جان دیگر جو کوئی پاے زر

ردیف زای معجمہ

بیہوش ہو سُن لے جو مری یار کی آواز
جب کان مین آئی قدم یار کی آواز
نالہ کبھی کرتا ہون اگر بزم غنا مین
نالان جو ہوا گیسوے پیچان مین دل
غش کھا کے گرے رعد بھی بجلی کی طرح سے
خاموش جو بیٹھے ہین یہ بت ہین بڑے خوش
از خود نہین بولا دہتی جو ہین حب تمکیز
اے غافلو کھل جائین اگر گوش حقیقت

تاثیر مین کب ایسی ہے مزمار کی آواز
ساتھ اوسکے سُنی نالہ اغیار کی آواز
یہ ضعف ہے سب جانتے ہین تار کی آواز
ہنسکر وہ لگے کہنے یہ ہے مار کی آواز
سُن لے جو مرے آہ شرربار کی آواز
سُنتا ہے کوئی کب لب سوفار کی آواز
بولے جو کوئی تب سُنے کہسار کی آواز
آتے دہن غیر سے بھی یار کی آواز

سُن سان ہے کیا ہجر مین کاشانۂ ناسخ
بولا نہ کوئی مینے کئی بار کی آواز

ولہ

ہر دم نکو جلاتی ہے تری ناز کی آواز
کیا ہجر مین خوش آئے مجھے ساز کی آواز
سنتا نہین نالے تو مرے طائر دل کے
چلاؤن نہ پھر کیونکہ یاد آگئی مجکو

اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز
یاد آتی ہے ہر دم کسی دمساز کی آواز
ایسی نہین مرغان خوش آواز کی آواز
وہ ناز کی رفتار وہ انداز کی آواز

فوجِ غم بھاگ چلے شیشہ مُلا ساقی — لشکرِ ابر منے کی طبلِ ظفر کی آواز

ولہ

ڈر د لاگو کہ نہین کاکل دلدار دراز — ایک ساز ہر ہے کوتاہ ہو یا مار دراز

قرۂ یار سے ہے ابروی خمدار دراز — ورنہ برچھی سے کہان ہوتی ہے تلوار دراز

کردیا ہے شبِ فرقت کی درازی نے یہ حال — غش سے بستر پہ ہو نہین صورت بیمار دراز

کہکشان سے کم جادۂ صحرائے جنون — اس قدر کم تھے مرے شہر کے بازار دراز

کفر کے سامنے اسلام کی مقدار ہے کیا — تیرے سبحہ سے ہے زاہد مری زنّار دراز

گو تھی گرچہ شبِ عمر ذکی ہو لیکن — ہو تری عمر شبِ وصل سے اے یار دراز

بختِ خوابیدہ بھی اونگھتا گئے سوتے سوتے — کیا شبِ ہجر ہے اے دیدۂ بیدار دراز

پانون پھیلا ہوئے مست پڑا ہون لیکن — ہے مرا دستِ طلب جانبِ خمار دراز

راہ مین خاک نہ لگی کہین عاشق کی — اس قدر آپ نہ پہنا کرین شلوار دراز

مینے اشکون سے جو سیراب کیا صحرا کو — ہو گئے کیا تلوون کے لئے خار دراز

بال سرسے جو لپیٹے تو دکھے یار کا ہاتھ — ایسی ہوتی ہے بھلا کب کوئی دستار دراز

طاقِ ابرو کی تصوّر مین کرون تا بلند — ایسی مسجد کو منارے ہین سزاوار دراز

پردہ اوٹھتے ہی لگا جلنے فلکِ خورشید — اتنے ظاہر مین نہ تھے شعلۂ رخسار دراز

وصف کرتا ہون تو تقریر بڑھی جاتی ہے — اے صنم کیا ہے تری کاکلِ خمدار دراز

ردیف سین مہملہ

مین تو دل دیتا ہون کہ تا ہو وہ دلدار گریز
ہے عجب جنس گرے جیسے خریدار گریز

دھوپ مین جاتے ہین تو ابر کی سائے کیطرح
ہمسے کرتا ہے ترا سایۂ دیوار گریز

ہو نہین آتش قدم ایسا کہ سر تو لموو نے
شبل سوزان کرے صحرا مین ہر اک خار گریز

آج اوس نور مجسم کی سنڈی ہین نہین یقین
صبح ہے خورشید سے کرتی ہو شب تار گریز

سیر اشعار مین لاحول کی تاثیر ہو کیا
یار سے سنتے ہی کر جاتے ہین اغیار گریز

گرد نامہ خط مشکین ہے ترا اپنے لئے
تجھسے کیا کر سکین وحشت مین ہم آیار گریز

جذب دل کھینچ ہی لاتا ہے اوسی کو سو نے
کر چکا ہے وہ صنم مجھسے کئی بار گریز

آنکھین اوس مست کی دیکھین ہین تو میخانو نے
ہوش کی طرح سے کرنے لگے میخوار گریز

ظلم ہی کیطرح داغ جنون سے ہو پناہ
تیغ ابرو سے کریگا نہ دل زار گریز

دل ہر چند پہنچے تو کہان ہوش خرد صبر قرار
فوج کیا ٹھہرے بھلا جب کرے سردار گریز

امتحان غیرہ کا کرنے جو لگا وہ سفاک
قتل دو چار ہوئے کر گئے دو چار گریز

لشکر غم نے بہت تنگ کیا ہے ہمکو
کیجیئے اب طرف خانۂ خمار گریز

مشتری جب نہوا کوئی تیری کوچے مین
ماہ کنعان نے بھی کیجا تب بازار گریز

کیا شب تار جدائی کی سمائی وحشت
کر گئی روشنی دیدۂ بیدار گریز

یون مجھے دیکھکے بھاگا وہ بت سیمین تن
مفلسو سے کرے جسطرح سے زردار گریز

ظفر و فتح مبارک ہو تجھے اے ناسخ
کر گیا معرکے سے دشمن غدار گریز

7841

ولہ

ایک میں جان تیغ خستہ رہتا ہوں یاں بجو — پیرہن خاکستری ہو ورنہ ہر اخگر کے پاس
چاند تارہ کا جو کرتا پہنا تو لنے ای صنم — ایک ماہ تو نظر آتا ہے ہر اختر کے پاس
حسن کی طینت میں بھی داخل کیا تیغ دو — داغ سودا ہیں ازل سے لالۂ احمر کے پاس
کیوں خشقت سے بنا آئینہ فولاد کا — واقعی ہوتا دل روشن جو سکندر کے پاس
ترک کفر آسان ہر کب دین زاہد کیطرح — آستین میں لیکے بت جاتے تھے پیغمبر کے پاس
تفرقہ جبتک نہیں اضداد باہم ایک ہیں — شیشہ بھی مثل سر نہاں ہے ہر پتھر کے پاس
حیف افسوس آہ آتشیں سے پھونکدوں — ہر رقیب دیو سیرت دس پری پیکر کے پاس
بیڑیاں سی بیڑیاں توڑی ہیں میرا جنوں — جاتی آہن تو سیم و زر ہوا آہنگر کے پاس
دو ر بھاگے کیوں نہ لشکر تجکو تنہا چھوڑ کر — ٹھہرے ہے کب فوج انجم خسرو خاور کے پاس

روک ناسخ کو نہ اے رضوان در فردوس پر
بندۂ شیر خدا ہے جائے گا قنبر کے پاس

ردیف شین معجمہ

کر گئی ہے ہمیں اک مست کی ٹھوکر بیہوش — صورت نقش قدم رہیے نہ کیونکر بیہوش
ہوش کب جلوۂ دیدار میں رہتے ہیں بجا — ہو گئے حضرت موسیٰ سے پیمبر بیہوش
فاقہ مستی سے ہمیں بھی ہو بھلا ہوش کہاں — ہیں اگر نشۂ دولت سے تو انگر بیہوش
اے فلک نشہ جو قسمت میں نہیں غش ہی سہی — مغتنم جان میں ہو جاؤں میں [illegible] بیہوش

[illegible]

ردیف ضاد معجمہ

[illegible]

مرنے سے پہلے جو مرنا ہو تو سُن لے تدبیر	بیٹھ رہو چپکے کسی کونے مین ہو کر خاموش
قیس نالان جو ہوا ہمنے ظرافت سے کہا	ہو گیا ہے جرس ناقۂ لیلا خاموش
نرگس یار سخن کو ہے بھلا کیا نسبت	چمن دہر مین ہے نرگس شہلا خاموش

وله

ساز و مطرب تری آواز سے ہین کیا خاموش	احتیاطاً ہو ئے داؤد بھی شایا خاموش
ہم ہین او وس گل ہین ملیح باغ مین جو تقریرین	ساتھ غنچون کے ہوئی بلبل شیدا خاموش
مست جبتک نہین ہوتی نہین ہم کرتی بات	مے اگر ہوتی نہین رہتی ہے مینا خاموش
کسکو اے نور مجسم ترے آگے ہو فروغ	کر دیا تو نے چراغ ید بیضا خاموش
تو وہ اعجاز بیان ہے کہ تری محفل مین	شرم سے صورت مریم ہو مسیحا خاموش
ناطقہ بند کیا تو نے ہوا اک ناطق کا	مشرک گنگ ہوے صورت عزا خاموش
تاب دم مارنے کی کسکو بھلا تیرے حضور	ہو گئی شمع تجلی تیغ موسیٰ خاموش
انکی رہتی ہے گلے مین تری ہیبت سے تنا	کیون نہو میکدۂ دہر مین مینا خاموش
حب ہی مسجد اقدس مین اذان دینے ہو لگی	شکل بت ہو گئے ناقوس کلیسا خاموش
آپکو مصحف ناطق کی قسم یا مولا	حشر مین میری شفاعت سے نرہنا خاموش

ردیف صاد مهمله

زنہار ہو حبیو نہ دلا مبتلائے حرص	ذلت بھی دو رہی آتی ہو نادان قفائے حرص

وله

[illegible]

[illegible]

سبز رنگیں ہیں جو آنکھیں تو بدخشاں ہیں خط
زلفِ پیچاں تری ہندو ہیں مسلماں عارض

کس طرح خطِ شعاعی میں نہاں ہو خورشید
نہیں ممکن خطِ مشکیں میں ہو پنہاں عارض

دستِ گلچیں میں ہے جس طرح سے کوئی گلِ تر
یوں نمایاں ہے تہِ پنجۂ مژگاں عارض

جس طرح سے ہے گریبانِ سحر میں خورشید
رقص میں یوں نظر آیا تہِ داماں عارض

جلوہ فرما مہِ کنعاں ہے چہِ کنعاں پر
نہیں اے ماہ سرِ چاہِ زنخداں عارض

بے خزاں کیوں نہ ہو اے رشکِ چمن تیری بہار
بے تکلف ہے گلِ روضۂ رضواں عارض

دور ہر چند وہ پرکالۂ آتش ہے مگر
ہے تصور میں چراغِ شبِ ہجراں عارض

روز نو روزِ حسیں ہے شبِ معراج ہے زلف
ذوالفقار ابروئے محبوب ہیں قرآں عارض

شاخِ گل عکس سے بنجاتی ہیں ساری لہریں
صاف دریا کو بناتا ہے گلستاں عارض

وہ بھبھوکا شبِ تاریک میں جاتا ہے اگر
آئینہ خانے میں کرتے ہیں چراغاں عارض

نہیں معلوم کہ حور و ملکی ہیں یا کہ نہ ہو
یا گر ایسے نہیں رکھتا کوئی انساں عارض

رات کو چہرۂ مہتاب نظر آتا ہے
کس طرح گیسوئے شبگوں میں ہوں پنہاں عارض

ہوں میں حیراں ہے کیونکر شبِ گیسو موجود
ہیں مہِ ماہ کے خورشیدِ درخشاں عارض

کیوں نہ دن رات کراہا کروں میں اے ناسخ
ہوگیا ہے مرضِ عشقِ حسیناں عارض

دستِ خالی ہی ملا ہے ہمیں ساغر کی عوض
پیتے ہیں خونِ تمنا مے احمر کی عوض

آتشِ گل کی بھی برداشت نزاکت سے نہیں
سمجھے وہ شانہ نہیں! جگر ہیں گلِ تر کی عوض

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولا ہے بھیک بیکا نون سے بہت
عیادت کو وہ بت آیا پس از مرگ
نہین غم نقد جان گو ہاتھ سے جاے
گریبان چاک کرنے کا جو ہو شوق
ابھی دم بھر مین سے تکرار ہوون گا
بہار افلاس مین آئی تو مین لے
کرے گا وعدہ صبح قیامت
مرے کپڑون کے تو پرزے اڑا دے
مرے گھر سے چلا محروم جب چور
جو مین افلاس مین نکلا سعت کو
وہ یا دل ہین جو لین قرض آپ دے یا

نہ مانگے آشنا سے آشنا قرض
مجھے دم بھر کو دے جان ابتدا قرض
نہ مین عطار سے لونگا دوا قرض
جنون لیتا ہون کپڑے جا بجا قرض
کوئی بوسہ تو دے اے دلربا قرض
گلون سے زر برائے مے لیا قرض
ہمارے استخوان لے گا ہما قرض
جنون اب لون کسی گل سے قبا قرض
کہا مین نے رہا مجھپہ ترا قرض
برائے راہزن کچھ لے لیا قرض
خرون پیاسا نہ ہون آپ قبا قرض

ردیف طای مہملہ

ورد ہے مجکو ترا اے یار خط
یکقلم لکھا ہے مین نے شوق وصل
خواب مین بھی بس یہی کہتا ہون مین
نامہ بر یارون کو پہونچا تا نہین

روز پڑھ لیتا ہون مین سو بار خط
سرخ کر اے دیدۂ خونبار خط
خط منگا اے طالع بیدار خط
لکھتے ہین میرے سر بازار خط

خط کا کاغذ بھی نہ بھیجے کا مجھے حالِ سوزِ ہجر جو مرقوم تھا	جانتا ہے وہ مجھے شیدا ہے خط اوس بھبھوکے نے مرے جلوائے خط

دوست میرا میرے پاس آتا ہو آپ
اب نہیں ناسخ مجھے پروا خط

لکھ چکا ہے وہ ستم ایجاد خط بھیجے گر محبوب تو اتنا ر ٹوں اوس پری رو کو نہ پہونچا ایک بھی کھینچ دے مجھ زار کی اوس میں شبیہ زندگی کیا جب نہ آئے خطِ یار غم سے کردے مثلِ سرو آزاد خط ہاے لیجاے کبوتر کس طرح اوس پری تک کب پہونچتا ہے بشر	زار میں ہے نامہ دلِ ناشاد خط یک قلم ہو جائے مجکو یاد خط سب کتابانے کر دیے برباد خط ہو چکا تحریر اے بہزاد خط کھینچ دے گردن پہ اے جلاد خط جلد بھیج او غیرتِ شمشاد خط بھیجتا ہے جانبِ صیاد خط لے چلا آخر مرا ہمزاد خط

ردیف عین مہملہ

ایک شب جو تیری محفل میں نہ پائی بار شمع رات جو دیکھا ترے رخسار آتشناک کو ساق جاناں سے جو کی ہو ہمسری اس جرم پر	صبح ہوتے ہوتے ہو نندرِ رشتۂ زنار شمع کھا کے غش گر گر پڑی محفل میں سو سو بار شمع لگتی ہے ہو دکا نون میں سر بازار شمع

ردیف عین معجمہ

ردیف فا

ولہ

چل بسون ویرانہ دشت کیطرف [illegible]
اسے قیامت کہنے ساتنگ کیطرف

دل جو اٹکا ہے عبادت کی طرف
[illegible] روان کر کے تو قرین

حکمِ وحشت یہ ہو کہ عزم بیابان کیطرف
اوڑ کے جاؤن کبھی کوچۂ جانان کیطرف
آنکھ اٹھا کر کبھی دیکھون نہ گلستان کیطرف
ہاتھ جاے جو مرا کاکُلِ پیچان کیطرف
جاے گر میری نگہ عارضِ تابان کیطرف
دیکھون جز حور نہ مین چہرۂ انسان کیطرف
گر اوٹھاؤن مین قدم کوچۂ حسینان کیطرف
کہ نہ فردوس مین دیکھون کبھی غلمان کیطرف
جاؤن بے خضر مین چشمۂ حیوان کیطرف
خواب مین بھی کبھی مین دیکھون قرآن کیطرف
لیچل اے جوشِ جنون گوشۂ زندان کیطرف
کیون نظر جاے کبھی لبِ دندان کیطرف
کہ کبھی رخ نہ کرون گبر و مسلمان کیطرف
گر مین دیکھون کسی محبوب کی مژگان کیطرف
دھیان آتے جو ترے سیبِ زنخدان کیطرف

دل تو کہتا ہے کہ چل کوچۂ جانان کیطرف
ایسی نفرت ہو اگر خاک بھی ہو جاؤ نہیں
گلعذار و یہ ہوئی تمسے مجھے بیزاری
خشک ہو جاے خدایا وہین شانے کیطرح
کور ہو جاؤن نظر آئے نہ پھر کوئی شے
پہونچون گلزار جہان کے کہین جنت کو شتاب
جادہ ہو جائے پاؤن مین زنجیرِ جنون
اتنے رنج اسی مارے اوٹھائے مین نے
شاعر اکثر دہنِ یار اسے کہتے ہین
آنجائے کہین اوس کے کتابی کا خیال
اوس پری رو کی نہ محفل مین کبھی جاؤ نگا
لعل و گوہر مین ہے بخت دلِ اشک مجھے
بسٹ گیا ہے کسی گیسو رخسار سو دل
ہر مژہ خار مری آنکھ نہین ہو جاتی وہین
قبض ہو جاے مری روح بھی لوٹیف کیطرح

ضعف سے طاقتِ رفتار نہین ہے ناسخ
دیکھون حسرت سے نہ کیون خارِ بیابان کیطرف

دل جو اٹکا ہے عبادت کی طرف
میرے سر و رفتے کی عادت کی طرف
کیا ہون مین اسی خواہش مین
کان کب سنتے ہین طوبے کا ذکر
تلقل شیشہ سے کیا قیامت کی طرف
حسن کر اوسکو نظر آتا ہے
آنکہ جسکی ہے قباحت کی طرف

دیوان ناسخ ۷۶

دیکھو ناسخ شب فرقت [illegible]

ردیف قاف

ردیف کاف فارسی

خوب سارد ندآج میری قبر کو ای شہسوار
اسقدر آتش قدم دیکھا نہین لے شہسوار
آسمان پہونچا نہین سکتا حسینون کو ضرر
طلب یا بس ہین حقیقت مین نہین کچھ آہن فرق
میرے آنکھو نسے اگر نحت دل سوزان گرے
ہو ضرر گر دوست سی بھی ہو زیادہ اختلاط
کیا اثر پھیلا ہے تیرے روے آتشناک کا
شمع ہے اسمین خیال عارض پر نور کا
اسقدر سوزش ہو اے جراح ہر زخم مین
دشت غربت جل رہا ہے میری برق آہ سے
جل اوٹھا میرا دل پر داغ پیتے ہی شراب
لوح سنگین کھتی ہو خاک سیہ ہو مثل طور

پھول جھڑتے ہین نہین بعض ہیم توسن مین آگ
کیا عجب گر نعل ہو جاے ہیم توسن مین آگ
کب لگا سکتی ہو بجلی امکے خرمن مین آگ
پھول ہو گلشن مین جو تجھے ہی گلخن مین آگ
بولے ہمدم دیکھیے ہے آپکے دامن مین آگ
شبہہ ہو اسمین تو دیکھو ڈالکر روغن مین آگ
قوت مجمر ہے دیوار و نکی ہر روزن مین آگ
لب برنگ نور ہے انکو دل روشن مین آگ
لگ اوٹھیگی دم مین تنکے کیطرح سے زمین آگ
لگ اوٹھی تھی جسطرح وادی ایمن مین آگ
ساقیا پانی ہوا لے یار اس گلشن مین آگ
سطح ہو تیرے داغو نکی مرے مدفن مین آگ

جب جلی ہولی تو ناسخ ہمنے مانگی یہ دعا
یا الٰہی یو ہین ہجر کے سینۂ دشمن مین آگ

اب کی ہولی مین رہا بیکار رنگ
سرخرو کر دے شراب آگی مہاد
ہو نہ ہو اودے سبز خط آنکھین سیاہ

اور ہی لایا فراق یار رنگ
ہے خزان سے زرد اے خمار رنگ
چہرہ کا سرخ و سفید اے یار رنگ

ولہ

ہوتے ہین تیرے آگے گل سرخ یاسمین
گنتا ہے ار کو شرم سے بے اختیار رنگ

تجھ مین جو رنگ و بو ہے کہان آن وہ باغمین
قربان تجھ پہ تہمتِ گل ہے نثار رنگ

یاد آگئین شباب کی رنگینیان ہزار
جب شام کو شفق کا ہوا آشکار رنگ

سُرخ و سفید و سُرخ ہے سیہ چشم خط سبز
آتے ہین ایک گل مین نظر مجکو چار رنگ

رہنے ندے اثر مرے رنگِ شکستہ کا
مانی بھرے شبیہ مین گر لاکھ بار رنگ

آنکھین جو روتے روتے مری لال ہو گئین
ہنسکر وہ بولے واہ ہے کیا اعتبار رنگ

اے رشک سرو کہتے ہین مانند فاختہ
خاکستری لباس کا ہم خاکسار رنگ

اوس گل کی کیا کہون مین تلون مزاجیان
ہوتے ہین ایک رنگ سے پیدا ہزار رنگ

اشکونکی شست و شوے سیاہی نہ کم ہوئی
کیا پختہ رکھتی ہین مری شبہائے تار رنگ

جسد لنسی ہے گلال اوڑانیکا مجکو شوق
تیرے شہیدِ ناز کا لایا غبار رنگ

گہ سُرخ گاہ زرد کبھی ہے سفید آہ
پاتا نہین کوئی مرے منہ پر قرار رنگ

یاد آگئی ہے ہمکو رگِ گل سی وہ کمر
اے رشکِ خون ہماری گریبانکی تار رنگ

ناسخ ہے میر مسلہ الفتر کی زمین
اک معنیِ شگفتہ کو باندھا ہزار رنگ

کل تک وہ ہمکنار تھے مجسے کنار گنگ
ہے آج سیل اشک مرا ہمکنار گنگ

کب لکھنؤ سا شہر ہے کوئی کنار گنگ
آجاے گومتی مین تو ہو افتخار گنگ

دن بھر جو پھول بیچتے ہین تو رات بھر چراغ
فردوس مین بھی یاد رہیگی بہار گنگ

ردیف اللام

ہے بجا گر وہ سہی قد جام مے لیتا نہین
گلشن عالم مین کب ہر سر کو پروا گل

داغ حسرت دل مین ہین لخت جگر آنکھو مین ہین
گلشن ہستی مین اے ناسخ یہ ہمنے پائے گل

ادھر آئی ادھر گئی شب وصل
نہین آئی مجھے نظر شب وصل

ہے بجا گوش یار کا شکوہ
شام سے ہو گئی سحر شب وصل

کوچ رحلت ہماری روح کو ہے
آج نقارہ سحر شب وصل

تا شب تار گور صبح نہو
رہے اب یوہین عمر بھر شب وصل

عیش کم غم بہت ہے دنیا مین
کیا عجب ہو جو مختصر شب وصل

صبح بھی ساتھ ہے نظر آئی
خواب مین دیکھی ہے اگر شب وصل

دیکھنا روز زندگانی کو
مختصر کب ہے اسقدر شب وصل

بے تکلف مثال زلف و غذا
صبح کے ساتھ آئی ہر شب وصل

شب ہجر اکے خواب مین وہ صنم
مجھسے کہتا ہے یاد کر شب وصل

قبر مدفن سے وصل ہو جائے
رہے اب میری زیست بھر شب وصل

اڑ گئی میری مرغ جان کیطرح
گو نہین رکھتی بال و پر شب وصل

جانب روز ہجر دوڑا ہون
ساحل گنگ چھوڑ کر شب وصل

صد صبح سے نجاست ملی
کر گئی مجکو بے خبر شب وصل

کیا شب ہجر تھی درازی مین
کوتہی مین ہے جسقدر شب وصل

ستمگرانِ آسمان کے قول کردیگی بات
یاد آیا مجکو مجنون آپ مجنون ہوگیا

رفتہ رفتہ ایکدن آہِ فلک فرسا دل
دامنِ صحرا سے بھڑکی آتشِ سودا دل

ولہ

گل کردیا جو اوس گلِ تر نے چراغ گل
زردار سب ہین نشۂ عشرت سے بےنصیب
ہنسنے زبانِ موجِ ہوا سے سنی یہ بات
اوس گل کی بو جو باغ مین کل لیگئی نسیم
دشمن سے بھی نہین ہے حسینونکو کچھ ضرر
اے رشکِ گل خزان مین جو کرتی ہے جستجو
بُلبُل شرابِ عیش سے کیا بےنصیب ہے
ملتا نہین خزان مین کہین جیسے وحشی گل
طاؤس دیکھے بلبلِ شیدا کا حوصلہ
اکثر دہان خزان ہے ہمیشہ یہان بہار

ڈھونڈھا چراغ لیکے نپایا چراغ گل
لبریز ہو شراب سے کیونکر ایاغ گل
مانندِ داغِ لالہ درِ گل ہے داغ گل
ہر موجِ بوئےگل ہوئی بوےدماغ گل
رہتے ہین اب دباؤ مین دشمن چراغ گل
پاتی ہے تیری کفش مین بلبل سراغ گل
ٹوٹا ہوا ہے روزِ ازل سے ایاغ گل
ملتا نہین بہار مین بلبل دماغ گل
دل مین ہر تنگِ غنچۂ لالہ ہے داغ گل
دل باغ باغِ عشق ہے بلبل وہ باغ گل

ناسخ شراب پی شب تاریک ہے تو ہو
روشن ہین صحن باغ مین ہرسو چراغ گل

ردیف میم

واعظا مسجد سے اب جاتے ہین میخانےکو ہم
پھینک کر ظرفِ وضو لیتے ہین پیمانےکو ہم

آدمیت ہو تو کیا زلف سیہ فام سے کام
دیکھ لے جا کو رونکو ہے دلا دام کا کام

اوسکے رُخ کو جو نہیں زلفِ سیہ فام سے کام
اپنی بھی روزِ جدائی کو نہیں شام سے کام

ہجر میں ایک سی ہے حالت و بیداری و خواب
سانس کی طرح نہیں جام کو آرام سے کام

قاصدا کیا کہوں جو حال ہے میرے دل کا
خط سے آنکھونکو غرض کانونکو پیغام سے کام

مجکو سودائی بنایا ہے دکھا کر آنکھیں
تم دھتورا کیا لیا کرتے ہو بادام سے کام

چشم ساقی سے نہیں عشق ہو میرے دلکو
کون شیشہ ہے بھلا جسکو نہیں جام سے کام

عہد پیری میں نہیں داغ محبت درکار
ہے دلا کیا مجھے خورشید لبِ بام سے کام

باتیں کانون سے سنیں آنکھونسے مستور دیکھی
اب خط سے مجھے مطلب ہے نہ پیغام سے کام

ردیف نون

اوس دہن کے وصف میں تقریر کی حاجت نہیں
خط کی بھی تعریف میں تحریر کی حاجت نہیں

دولتِ تقدیر کو تدبیر کی حاجت نہیں
معدنِ زر ہو جہان اکسیر کی حاجت نہیں

مجکو بازیگا کافی ہے کردن کیا خانقاہ
میں مرید اک طفل کا ہون پیر کی حاجت نہیں

درد ہے لیکن خاموش ہے مانند زخم
ہجر کی شب نالۂ شبگیر کی حاجت نہیں

ہرزہ گوئی سے کہیں بہتر ہے خاموشی دلا
عاشقونکو آہ بے تاثیر کی حاجت نہیں

راستی ہے بقدر وہ کج ادا بیگانہ ہے
اوسکو ابرو کی کمان کو تیر کی حاجت نہیں

اے فلک شمس و قمر کے کیا دکھاتا ہے ورق
طالبِ دیدار ہون تصویر کی حاجت نہیں

ہے غضب عضو عضو تیرا گداز
استخوان کیا کوئی بدن مین نہین

لے گیا جذب جانب سگِ یار
ہڈیان بھی مرے کفن مین نہین

مدد اے شعلہ ہاے داغ جنون
چین عریانی کا کفن مین نہین

مشک کے سامنے ہے کیا کافور
نکہتِ زلف یاسمن مین نہین

کیا کرون شکوہ رنج و غربت کا
فی الحقیقت کوئی وطن مین نہین

ملی قرگان تو پھڑکی چشم صنم
وحشتین اسقدر ہرن مین نہین

روسیہ ہوگیا تیرے آگے
چاند اے ماہ رو گہن مین نہین

مثل یوسف ہوا ہون ضعف سے گم
غیر بو خاک پیرہن مین نہین

موتیون سے بھرین گے وہ ناسخ
غم نہین دانت اگر دہن مین نہین

پاس وہ طفل نے سوار نہین
نور آنکھون مین جز غبار نہین

اوس نے لکھا ہے اپنے ہاتھ سے خط
قاصدا مجکو اعتبار نہین

کیا ہی قاصد نے کی ہے خاطر جمع
کیون حواس آج انتشار نہین

آمد آمد ہے خود مسافر کی
مجکو اب خط کا انتظار نہین

ہے شرارت نشان سختی دل
نرم پتھر مین بھی شرار نہین

گرچہ جبری نہین ہوان مین لیکن
کچھ محبت پہ اختیار نہین

گو بلا قید حکم ہے لیکن
خلوتِ دل مین مجکو بار نہین

وہ گل ہے کہ جبین خار نہین [illegible]

عاشق زلف تھا سو میرے لیے
گور مین بھی عذاب مار نہین

دو شبون مین ہے جلوہ گر اک روز
دونون زلفون نہین روی یار نہین

[illegible]
ہائے وہ گرد رہگذار نہین

ولہ

چہرۂ یار پر نقاب نہین
حائل مہر ماہتاب نہین

[illegible]

منھ برستا ہے جلد اے ساقی
آج واعظ کی کون سنتا ہے

یاد اب تو بہ شراب نہین
پنبۂ گوش ہے سحاب نہین

دردِ دل کا علاج اے ناسخ
عرق اوس گل کا ہے گلاب نہین

جو ترے عشق مین ہلاک نہین
نہرین ہین کیون بہشت مین جاری
ہے شب ہجر ہو نہین وحشی شستا
خاک سے کیون ہے اجتناب ایسا
دل پہ ظاہر ہے حال ہر دل کا
کیون جنون ہو نہ مجکو پیری مین
آگے اوس گل کے دعوئ خوشبو

زندگانی مین لطف خاک نہین
زاہدا گر شراب پاک نہین
اسلئے جیب صبح چاک نہین
اکیدن غیر خاک خاک نہین
اس نگر مین کدھر کی ڈاک نہین
کب گریبانِ صبح چاک نہین
باغبان گل کے منھ مین ناک نہین

ہاے ناسخ فراق جانا نہین
کون سی رات ہولناک نہین

کچھ تری بات کو ثبات نہین
مجکو ساقی سواے جام شراب
یون نہ باتین چبا چبا کے کرو
عاقلانِ پیر و نقطہ شوند

ایک ہان ہین تو پانچ سات نہین
جم کی جانب بھی التفات نہین
مہربان بات ہے نبات نہین
ہے حیات اپنی یہ حباب نہین

چاک کرنیکی نہین پاتا ہون طاقت ہاتھ مین
ہے گریبان ویراے جوش وحشت ہاتھ مین

صبح اوٹھکر کیون نہ دیکھون ہاتھ کا آئینہ
یہ صفائی ہے نظر آتی ہے صورت ہاتھ مین

وہ چلے جاتے ہین لیکن مین ہلا سکتا نہین
ضعف سے جنبش نہین بہر اشارت ہاتھ مین

یاد کرتا ہون کسیکے مصحف رخسار کو
زاہدا مصحف نہین بہر تلاوت ہاتھ مین

سمجھین شاخ سرو پر سب فاختہ کا آشیان
طائر دلکو جو لے وہ سرو قامت ہاتھ مین

دیکھ پائے دست جاناں کی تجلی گر کلیم
روشنی ہو جائے مثل داغ حسرت ہاتھ مین

تیغ قاتل نے علم کے گال اوسنے چھو لئے
ہے زیادہ دستان جرأت ہاتھ مین

پونچھ کر آنسو بنایا ہمنے ٹکڑا ابر کا
جب لیا رومال رقت جوش رقت ہاتھ مین

ہاتھ اوسکے چوم لیتا ہون تو کیا کہتا ہو
ہین لکیرین یا کوئی لکھی ہے آیت ہاتھ مین

کیا فروغ حسن ہے چھو لون اگر اوسکا بدن
پنجۂ خورشید کی ہو جاے حالت ہاتھ مین

گر مین سہلاؤن کف پاے حنائی آپکے
ہو زیادہ پنجۂ مرجان سے رنگت ہاتھ مین

ہاتھ مین جو ہاتھ اوسکا لے لیا آہن مگر
ہتھکڑی پہنی ہے جینے ایک مدت ہاتھ مین

انتظار نامہ بر مین ہو گیا ایسا ضعیف
نامۂ محبوب لیتا ہون بدقت ہاتھ مین

ارمغان لیجاؤن ناسخ سوئے گلزار وطن
چن لیے ہین خار ہاے دشت غربت ہاتھ مین

ولہ

اوس عزیز القدر کی دیکھی ہے صورت خواب مین
آج یوسف کی ہوئی گویا زیارت خواب مین

نام تیرا ہے مجھے ورد زبان دنیا مین بھی
ہو کسی کو جیسے بڑ بڑانے کی عادت خواب مین

ولہ

پھرا ہا ہے وہ چشم انکھ پھر آنکھون مین
کور ہو جائینگے ہم منھ نہ چھپا اور خورشید
کس سر منظور ہین قاتل کو لڑاتے آنکھین
نشے سے لال ہوئین ہین جو یہ چشمان سیاہ
علم اگر دل مین ہو تو کہین بہتر تھے
اوسکو ملتے ہین نہین دیکھتے ہی ہوتے ہین مست
نگہِ گرم سے ہو رنجہ وہ اس نازک کو
ہے حیا جیسے کہ وہ لختِ جگر آنکھون سے
اسقدر گھپ گئی ہے تیری سنہری رنگت
اس قدر سُرمہ ہوا اوسکو نزاکت سے گران
ہمکو پریمین بھی ہے شوق نظر بازی کا
جب وہ خورشید درخشان نظر آجائیگا
ایک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہے جان
رات دن دھوم مچائین جو مرے طفل سرشک
پھنس گیا گیسونکے جال مین جا کر ایسا
گوش کر موتی بھرے ہین تری آنکھون اگر
شرمگین ہے وہ پری خانۂ دل مین بھی رہے

یان سفرِ وحشت مین ہے اوسکو سفر آنکھون مین
عارضی نور ہے یان شمس و قمر آنکھون مین
ہے سیاہی دگِ تیغ و سپر آنکھون مین
آپکی ہے شفق شام و سحر آنکھون مین
وصلے اچھے ہین حیا ہو نہ اگر آنکھون مین
مے گلگون سے زیادہ ہے اثر آنکھون مین
ہے یہان تارِ نظر اسلئے تر آنکھون مین
بہرِ تسکین ہے یہان لختِ جگر آنکھون مین
اے پری اب تو سماتا نہین زر آنکھون مین
کہ سلائی نہ پھری بارِ دگر آنکھون مین
محو شب کا ہے اثر تا بہ سحر آنکھون مین
صدقے ہوونگے وہین شمس و قمر آنکھون مین
آپ کہتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین
سحر نوے خواب کا کیونکر ہو گذر آنکھون مین
پھر ہوا مرغِ نگہ کا نہ گذر آنکھون مین
قطرۂ اشک یہان بھی ہین گہر آنکھون مین
کہ مرے مردم دیدہ ہے گھر آنکھون مین

ہمین کیا ابرِ نیسان سے اگر گوہر برستے ہین
کہ اپنے کشت پر تو جلے اب انگر برستے ہین

دعا باران کی جب مین مانگتا ہون وقت مینہ ای
تو ساقی سبز سے شیشون پہ ہین تیھر برستے ہین

اوسکو دیتے ہین ہوتے ہین جس سے منقطع منعم
کہ بادل سے سمندر ہی مین بس گوہر برستے ہین

شبِ تاریک مین ایسا شعاع نور جانان ہے
کہ قطرونکی عوض بدلی سے آج اختر برستے ہین

ادوھر اوٹھتے ہین بادل ادوھر ناسخ ہوئین گریان
مقابل ہوکے دیکھون تو بھلا کیونکر برستے ہین

ہے یہ بجا جو اوسے سرو بشر کہتے ہین
کہ وہ ذی عقل ہو کیون اوسکو شجر کہتے ہین

جان جبتک ہو یہ لپکا ہے نظر بازی کا
کہ رگ جان ہو جسے تارِ نظر کہتے ہین

دشتِ وحشت نے کیا چاک گریبان میرا
کیا اسی کو شب فرقت کی سحر کہتے ہین

داغِ فرقت سے مین غربت مین چلا جاتا ہون
راست کہتے ہین سفر کو جو سقر کہتے ہین

مثلِ یعقوب ہمین عشق ہے اوس یوسف سے
اپنے محبوب کو ہم اپنا پسر کہتے ہین

چپ اگر بیٹھے ہین ہم تو بگڑ بیٹھے ہین
منہہ بنا لیتے ہین کچھ منہہ سے اگر کہتے ہین

جو نصیحت نہ سنو اور نہ آخر بین ہو
اوسکو ہم کور ہی کہتے ہین جو کر کہتے ہین

بندۂ زر کی غرض آگئے ہو رفعت کیا خاک
زردشتی ہے نظر مین جسے زر کہتے ہین

اور چلا حسن ترا اوسکے نکلتے ہی صنم
جسکو سب کہتے ہین خط ہم اوسی پر کہتے ہین

ہجر مین عیش جو ہے غم سے مبدل ناسخ
ساغرِ بادہ کو ہم دیدۂ تر کہتے ہین

غنچہ سے کم نہیں ہم میکشو نکا حال
مستی ٹپک رہی ہے سراپا ہو یار سے
کیا رنگ باغ ادبتِ شیرین ادا ہو ملے
فرہاد سر تیشہ ہے منقار فاختہ
کس گل کی یاد مین ہے یہ سینہ خراشیان
کیا ہاتھ اوٹھاؤن بہرِ دعا سوے آسمان
جو آدمی ہے ظاہر و باطن مین فرق
مانند عکس آپ بھی کھویا گیا ہو نہین
چوٹی کو اور زلف کو دکھلا کے یہ کہا
عالم ہے محو آئینہ خانہ کی سیر مین
بیخود ہین ہم تو منھ مین جو ساقیا شراب
پیری مین ہوگیا ہے جنون ہمکو کیا علاج

لبریز اگر شراب نہین آبرو نہین
موجین شراب کی ہین قبا پر رفو نہین
گلگشت مین جو آج مرے ساتھ تو نہین
جاری لہو کی نہر ہے یہ آب جو نہین
گلبرگ مین بھی اب مرے ناخن کے بو نہین
برآئے جو کبھی وہ مری آرزو نہین
جو خوبرو نہین وہ کبھی خشت رو نہین
پیشہ نگاہ جب سے وہ آئینہ رو نہین
یکسان کسی کا ایسا کہین پشت و رو نہین
اپنے سوا کسی کے کوئی روبرو نہین
کچھ شیشے کے گلو سے کم اپنا گلو نہین
یان چاک جیبِ صبح ہے کارِ رفو نہین

ناسخ فراقِ یار مین آئی جو برشگال
جز اشک مثل ابر بدن مین لہو نہین

کس گل کا منھ چمن مین ترے آگے فق نہین
گلشن مین نے مصحفِ رخ کی جو سیر کی
لکھتا ہے وصف دشنۂ مژگان کا ہر کوئی

یہ رنگِ گل اوڑا ہے افق پر شفق نہین
خالی شبیہِ یار سے کوئی ورق نہین
وہ کونسا قلم ہے زبان جسکی شق نہین

دونون حنائی ہاتھ دہکتے ہین آگ سے
مچھلی کف صنم مین سمندر سے کم نہین

بے یار کاٹنے کہاتا ہے ویران گھر مجھے
شہتیر جو لگا ہے وہ اژدر سے کم نہین

ہوتا ہے رنج دولتِ دنیا سے اسقدر
دینار میرے ہاتھ مین انگار سے کم نہین

اے طفل تیری پھونک ہے گویا دمِ مسیح
جو پر اوڑا دیا وہ کبوتر سے کم نہین

ملکِ جنون مین شاہ ہون مین زگس ہما
چھالا جو داغ سر پہ ہے افسر سے کم نہین

لکھتے ہین خال و عارض تابان کے وصف مین
جو نقطہ ہے وہ حسن مین اختر سے کم نہین

ہر بُت زبانِ حال سے کہتا ہے الصنم
گویا نہ لعل لب ہون تو پتھر سے کم نہین

ہر دانت تیغ موج تبسم کو سنگ ہے
تیرِ نگہ کو ہر قطرہ اک پر سے کم نہین

لاغر ہون اپنے کلبۂ احزان مین اسقدر
دیوار کی دراڑ بھی اب در سے کم نہین

مستی مین عشق ساقی کوثر بھی ہوا اگر
جام شراب چشمۂ کوثر سے کم نہین

بند مجاہے خوب دل مین تصورِ رخ یار کا
پھر تو مسافری بھی مجھے گھر سے کم نہین

رفتارِ یار مین ہین یہ شیرین ادائیان
خاک اوسکے رہگذار کی شکر سے کم نہین

ایسی ہے شرم ابروی جانانسے آب آب
تلوار کچھ مری قطرۂ تر سے کم نہین

اوس سرو قد کے زلف مین ایسے پھنسے ہین دل
ناسخ جو لٹ ہے شاخ صنوبر سے کم نہین

کیا غرض غیر سے جب یار سے کچھ کام نہین
گل سے کچھ کام نہین خار سے کچھ کام نہین

تیغ کافی ہے مجھے اپنا گلا کاٹنے کو
خنجرِ ابروے خمدار سے کچھ کام نہین

گو محتسب آتا ہے مگر شیشے ہین سرکش
سر پھوڑ کے سودائی نے کیا مقتین دیجان
واعظ رگِ گردن جو دکھاتی نہ ڈرنا
پروانے کا خون شمع پہ ثابت ہو وگرنہ
یہ گیسوے مشکین وہ بھلا لائے کہان سے
شلِ رگِ گردن ہوئی زنجیرِ طلائی
قلقل نہین حق حق کی یہ آواز ہے ساقی
سب خلق کا خون ہے اسی گردنِ مینا پہ ہے ساقی
زاہد تو ریائی ہے تو لعنت کا پڑے طوق
خم اتنی صراحی کی ہو گردن تو عجب کیا

ہوتی نہین خم معرکے مین سور کی گردن
تھی کاٹنی فرہاد کو شاپور کی گردن
کچھ کم نہین مطرب ہی طنبور کی گردن
کٹتی ہے کہان شمع سحر طور کی گردن
پاتی ہے اگر شمع نے کافور کی گردن
کیسی ہے سنہری بتِ مغرور کی گردن
شیشے کو کہان ملگئی منصور کی گردن
یہ بوجھ اوٹھاتی نہین فرد ور کی گردن
گردن ہے تری بلغم با عور کی گردن
ہم رند دکھے آگے جھکی فغفور کی گردن

ابتک نہ عیادت کو گیا او بت غافل
ڈھلکی ہوئی ہے ناسخ رنجور کی گردن

غم نہین ہے فلک جو تاج نہین
اوس پری کا نہین دہن مبشک
کچھ ابھی بے کلی ہے قسمت مین
ہر طرح رزق ہمکو ملتا ہے
کب عدن سے زمین شعر ہے کم

ہمکو سر کی بھی احتیاج نہین
ہے اگر وہم تو علاج نہین
وعدہ وصل کل ہے آج نہین
غم ہے مو جو داگر اناج نہین
دُرِ مضمون سوا خراج نہین

سودا ہے گو طبیبو مگر غیر جام ہے
کرتی ہے مجکو قتل تری پھونکی چھری
فرقت مین ہو اشارہ ہلالِ صیام کا
بے حکم مین جو آپ کو چھوون تو کیا مجال

لونگا نہ کاسۂ عرقِ شیر ہاتھ مین
کیا دی ہے گلفروش نے شمشیر ہاتھ مین
لے اپنے ذبح کرنے کو شمشیر ہاتھ مین
ایسی کہان ہو طاقتِ تقصیر ہاتھ مین

ناسخ مین جبکہ عرصۂ محشر مین جاؤنگا
ہوگی رکابِ حضرتِ شبیر ہاتھ مین

آواز ہے مانند مزامیر گلے مین
لپٹی ہے جو وانِ لفِ گرہ گیر گلے مین
دیوانہ کیا ہے تری صورت نے پریرو
آواز سنا کرنے مجھے بیہوش بنایا
اسرارِ نہان آتے ہین سینے سے زبانپر
ایجان کوئی اپنا گلا کاٹ مرے گا
تلوار نزاکت سے وہان کھینچ نہین سکتی
جز خاکِ درِ یار دوا دو نہ طبیبو
لاغر ہون مین ایسا کہ مرے کان کے بالے
سرکشتے سے ہم مست نہ چپ ہون کہ ساقی
احباب سے مانگو نہین اگر نزع مین پانی

تحریر ہے گویا تری تقریر گلے مین
یان بھی تو کہی من کی ہو زنجیر گلے مین
ہو طوق کے بدلے تری تصویر گلے مین
کب شیشۂ مے کی ہے یہ تاثیر گلے مین
اب سدِ سکندر کرو ان تعمیر گلے مین
لٹکا دو یون ناز سے شمشیر گلے مین
اٹکا ہے یہان نعرۂ تکبیر گلے مین
واللہ اٹک جائیگی اکسیر گلے مین
ہو جائے صنم طوق گلوگیر گلے مین
شیشے کی طرح قوتِ تقریر گلے مین
ٹپکائین نہ آبِ دمِ شمشیر گلے مین

[illegible]

سوز خورشید ہو کافور سحر سے کیا کم
داغ کو مرہم کافوری سے کچھ کام نہین

عنبر کافی ہے ساقی سر مینا کو شراب
پنبۂ حضرتِ منصور سے کچھ کام نہین

داغ فرقت سے جلین گے نہ ملینگے اس سے
تارے کام ہے یان قمر سے کچھ کام نہین

چڑھی گردن کشی اے مطرب ساقی ایسی
کہ ہمین شیشۂ طنبور سے کچھ کام نہین

چہرہ اوس بت کا ہی شنجرف سے سرخی مین زیادہ
اوسکی پیشانی کو سیندور سے کچھ کام نہین

یار کے دستِ حنائی کی ہو مچھلی کیا کم
مجکو ملنے سے سقنقور سے کچھ کام نہین

اہل تزویر سے اسدرجہ ہے مجکو نفرت
کہ مجھے قافیۂ زور سے کچھ کام نہین

ہو اگر وصل میسر ابھی ہو جائے وصال
موتہ کو عاشق مہجور سے کچھ کام نہین

مثل خورشید ہے داغ آٹھ پہر ان ہے کہان
شب ماہ و شب دیجور سے کچھ کام نہین

شعلہ رویونکو نہین اپنے مزے کا پاس
شمع کو خانۂ زنبور سے کچھ کام نہین

رات دن نورِ خدا کوہ نجف سے عیان
مجکو ناسخ جبل طور سے کچھ کام نہین

کاٹے کھاتا ہے گھر جدائی مین
کام آثر در ہے در جدائی مین

چلے دو چار منزلین تو کیا
ہو عدم کا سفر جدائی مین

جان پا جاؤن زندگی ہو جائے
موت آجائے گر جدائی مین

ساقیا خشک ہے جو میری زبان
آنکھین رہتی ہین تر جدائی مین

کاش کردے کوئی بدن سے جدا
ہے غضب دردِ سر جدائی مین

[illegible]

دل یہان غیر عکس سلطان لشکر کا نہین
دل ہمارا ہے کچھ آئینہ سکندر کا نہین

رونے پھرتے ہین گریبانون کے پرزے جا بجا
کچھ پتا اس سے زیادہ کوے دلبر کا نہین

کیا مجھی کو دھیان ہے اوسکے شہر و رنگ کا
کون وہ دنیا مین ہے مشتاق جو زر کا نہین

گو منزہ ہے مکانون سے خدا تسپر ہے گھر
اس خرابی مین فقط بندہ ہی گھر در کا نہین

پی کے پانی اوسکے جھوٹے آبخورے مین ہو مست
ساقیا فرقت مین دم مشتاق ساغر کا نہین

تشنہ لب کوثر کے جاتا ہے تسلی ہو تو ہو
سر مرا مشتاق لڑکو اور پتھر کا نہین

تو سرک بیٹھا تو ایسی بیکلی ہمکو ہوئی
عضو اپنا اپنی جا سے کونسا سر کا نہین

مثل قفقس مجھ رہی ہین انکھین بیگانگان
داغ میرے دلمین کچھ طاؤس کے پر کا نہین

یاس مین رنگت ہے شکل یاسمین منہ کی سفید
وصل جو مجکو میسر اوس برہمن کا نہین

رو دی آشنا کے سے رومال جلجائے نہ کیون
اے صنم کپڑا ہے کچھ چمڑا سمندر کا نہین

پاک بازونکے سوا کوئی ہو کیونکر بار یاب
یہ در جنت ہے دروازہ ترے گھر کا نہین

ہو گیا ہے ہمکو سوداے نگار روے سفید
سر ہمارا کیون نشانہ سنگ مرمر کا نہین

ساقی کوثر کا **ناسخ** تشنۂ دیدار ہون
جام مے کیسا کہ اوسکو ذوق کوثر کا نہین

بھرا یا ہے وہ شیرین کا کلام شیرین
فقط شیرین نے پایا نام شیرین

جو میٹھی میٹھی نظرون سے وہ دیکھے
کہون آنکھون مین بادام شیرین

ترے ہونٹون کی دولت مثل شربت
ہوا ہے بادۂ گلفام شیرین

[illegible]

مین جانتا ہون گلشن [illegible] ہو رہے — خم سے اگر شراب اولیتی ہی ہجر مین

کملی سیہ ہی چادر مہتاب کی عوض — کیا رات اپنا روپ بدلتی ہی ہجر مین

روتی ہین اور نالے جو کرتے ہین ناصحا — اپنی طبیعت اس سے بہلتی ہی ہجر مین

مرغ گلو بریدہ کے مانند ساقیا — ہر دم لبِ شراب اچھلتی ہی ہجر مین

جو روز ہے وہ طول مین گویا ہی روزِ حشر — برسون سے دوپہر نہین ڈھلتی ہی ہجر مین

ہوتا ہی ایک خلق کو تابوت کا گمان — جسوقت پالکی مری چلتی ہی ہجر مین

تاریک کیون یہ غمکدہ اپنا ہی رات دن — آہ ہی ہر ایک شمع سی جلتی ہی ہجر مین

ہون جان بلب مگر نہین آسکتی ہے اجل — ظلمت کدہ سے ایسی وہلتی ہی ہجر مین

رٹ لگ گئی ہے نزع مین ناسخ کو بس یہی
ایجان میری جان نکلتی ہے ہجر مین

قاصدا جھوٹ کہا گھر مین وہ مغرور نہین — کسطرح گلشن جنت مین بھلا حور نہین

وہ سہی قد ہے جہان ناسخ مجبور نہین — سر ہے قمری نہین دار ہی منصور نہین

باغ بھی میری روش ادسکی تجسس مین پھرا — آپکے راہ کے ہین خوشۂ انگور نہین

ہجر ساقی مین لہو سے ہوئی تر چشم سفید — مے سے لبریز دلا ساغر بلور نہین

فصل مین ہی غضب بادہ کشو جوش شراب — خم مے کیا ہے جو طوفان کا تنور نہین

جیتے جی کیون نہوئی دیر میسر مجکو — آدمی زادہ محبوب ہے کچھ حور نہین

سوت اک ضعف نہین ورنہ ہمارے نزدیک — کوچۂ یار تو کیا باغِ ارم دور نہین

گھر مین بیٹھا رہون توکل کے
پیچ ہے ناسخ کہان کہان جاؤن

دل مرا فرقتِ محبوب مین بیتاب نہین
ہجر ساقی مین تو بیہوش پڑا رہتا ہون
آتشِ داغِ جدائی سے نہ اوڑ جاگی گا
صبحدم آج ہے اوس ماہ کا کیا عزم سفر
بیطرح آج مری نیند اوڑی جاتی ہے
چھوڑ کر گردشِ بیہودہ جو مین بیٹھ رہا
رات دن ابروی جانان کا تصور ہے ضرور
ہجرِ محبوب مین ہے خونِ فلاطون مجکو
چارپائی کے تلے مجکو پڑا رہنے دو

یہی آئینہ وہ ہے جسمین کہ سیماب نہین
جام مے کیا کہ خیالِ قدِ آب نہین
طائرِ دل ہے یہ کچھ طائرِ سیماب نہین
چودھوین رات ہے پر جلوۂ مہتاب نہین
دیکھو تکیو نہین تو کوئی پریٔ سرخاب نہین
اب مرے اشک کے دریا مین بھی گرداب نہین
کون مسجد ہے دلا جسمین کہ محراب نہین
خم مین اے بادہ فروش یہ مے ناب نہین
سوت ہے فرقتِ محبوب مین یہ خواب نہین

ترکِ اسباب پہ آمادہ جو ہے اے ناسخ
تیرے نزدیک یہ کیا عالمِ اسباب نہین

پاس حسد لنسے دلا وہ ستم ایجاد نہین
میرے مرنے سے ہے بس خاطر زنجیر فراخ
جسنے دیکھا ہوئی زنجیر کی حاجت اوسکو
جب مین کہتا ہون کہ فرقت سے تو کر قتل مجھے

کوئی بھی اوسکے سوا اوسکے ستم یاد نہین
ورنہ گھر کون ہے دنیا مین جو آباد نہین
خطِ جانان کے برابر خطِ حدا دنہین
ہنسکے کہتا ہے کہ بندہ کوئی جلاد نہین

[illegible]

بلبلیں چھپے کرتی ہیں چمن میں ساقی	طوطی خستہ سے زمزمہ پرواز نہیں
مجھے کب فاش ہوا جرم محبت ظالم	تیرے غمزے کے سوا کوئی بھی غماز نہیں
رنگیا عشق ہمارا ترے پردے میں نہان	شکر اے جوش جنون فاش کوئی راز نہیں
رقص پا پال ہو چال ایسی ہوا ہے شاہ ہوا	ساز مطرب ہو ترے گھوڑ کیا ساز نہیں
نا زاو سکا ہے کہ عاشق میں ہوا ہوں اسیر	حسن پادس بت طناز کو کچھ ناز نہیں

مست ناسخ تجھے رکھتا ہے کلام حافظ
میرے ساغر میں بجز بادۂ شیراز نہیں

بھرا آئی بھروں اب شراب شیشے میں	اوتاروں عکس پری آفتاب شیشے میں
بنی ہے صورت فوارہ گردن مینا	ہے تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے میں
خیال ہے عرق روے یار کا دل میں	بجا ہے کہتے بھرا ہے گلاب شیشے میں
خیال یار مرے دل میں کیا ہی گھبرایا	نہ لون پری کو بھی ہو اضطراب شیشے میں
جو دور جام ہو ساقی تو منہ پہ سنے لگے	کف شراب نہیں ہے سحاب شیشے میں
ہوا ہے صاف ہمارا کدورت سے دل اسکا	کہ اوس نے لکھا ہے خط کا جواب شیشے میں
خم شراب جو حیلے سے محتسب توڑے	تو روز حشر ہو اوس پر عذاب شیشے میں
کرے گی مست قناعت سے مجکو بادۂ دوشیں	اگر شراب نہیں بھر دے آب شیشے میں
ہو کوئی جام ہو دینا تو جلد دے ساقی	عیاں ہے صاف ثبات حباب شیشے میں
دل رقیب میں سامان روسیاہی ہے	کہ جس طرح کوئی دیکھے خضاب شیشے میں

شب سیاہ جدائی مین روشنی ہو کہین
طریق عشق چھوڑا یا ہے تو نے خانہ جگر
لطافت ایسی ہو دلمین کہ دیکھتا ہون صاف
برنگ زر کوئی کپڑے نہین آگ رہتی ہے
نقاب ہے ترے ابرو جو سلخ کو کھلی ہین
اگر تم آئے تھے شیرین کے بھیس مین صاحب
نمونہ ہو نہ ترے خط عنبر افشان کی
چمن مین لائی صبا کسکی بو جو آج نسیم
نظر سے تھا وہ سر شک کیطرح جو نہان
تمھارے روی مخطط کا منھ چڑھاتی ہین
ہزارون ہوگئے تیر نگاہ سے سوراخ

نگاؤن آگ مین بیت الحزن کے پردہ مین
ملا ہے خضر مجھے راہزن کے پردہ مین
گہر سے دانت ہین درج دہن کے پردہ مین
نہ میرے داغ چھپین گے کفن کے پردہ مین
تو ماہ نور ہے چرخ کہن کے پردہ مین
تو ساتھ بندہ بھی تھا کوہکن کے پردہ مین
رہے وہ جلد عذار و ذقن کے پردہ مین
دمک رہی ہے گل یاسمن کے پردہ مین
وہ بت ملا نہ مجھے اک بت شکن کے پردہ مین
یہ چہرہ ماہ پری و گہن کے پردہ مین
ہمارا ہے ادس بت ناوک فگن کے پردہ مین

خبر نہ شام غریبی کی مجکو تھی ناسخ
چھپی ہوئی تھی یہ صبح وطن کے پردہ مین

مجکو اب ساقی گلفام سے کچھ کام نہین
دل مین خوش آتی ہین صحرا کی ہوائین کیا کام
اپنے آرام سے ہون دشت نوردی مین تنہا
خانہ برباد ہون صحرا مین بگولے کیطرح

مے سے کچھ کام نہین جام سے کچھ کام نہین
اب کسی سرو گل اندام سے کچھ کام نہین
کسی محبوب دلآرام سے کچھ کام نہین
سقف بام و در و دیوار سے کچھ کام نہین

ولہ

دوست سے کچھ کام نہین دام سے کچھ کام نہین
بجز جواب نامہ و پیغام سے کچھ کام نہین
ناسخ کو کلام سے کچھ کام نہین

ولہ

کیون نہون قتل کہ معشوق ہے وہ رقیب نہین
شب فرقت مین آئی جو وہ حبیب نہین
کوئی اور آپ کا رقیب نہین

دشت و در مین نہین جز غم کوئی حبیب نہین
عمر بھر اپنی ہی قسمت سے کچھ نصیب نہین

ولہ

ولہ

[illegible]

عشق مین ہون ساقیا شراب چہرہ کی — احتیاج گلاب پاش نہین
چس دلا دیکھین ادرنگری کو — اب بیان کدور بود باش نہین
ہے بیان رونے سے نظر بازی — کب مرا راز عشق فاش نہین
فاتحہ خوان ہون یار کے در پر — یار مدفن مین میری لاش نہین
مرچلا ہون امید واری مین — ہنسی ایسی وہ کرتے کاش نہین
نور افشان ہے حسن پردہ نشین — در دن مین پردہ ہاے تاش نہین

خار غم سے برنگ گل ناسخ
کون سے عضو مین خراش نہین

آج پیش نظر وہ حور نہین — کوئی مجلس بھی بے حضور نہین
گرچہ مین تجھسے دور ہون لیکن — تو تو اے جان مجھسے دور نہین
یار گھر مین کبھی نہین ملتا — طرفہ جنت ہے یہ کہ حور نہین
ہم ادا وان سمجھتے ہین ایجان — ناز ہے حسن کا غرور نہین
ساقیا ہے نظر مین چشم سفید — ہجر مین ساغر بلور نہین
میرے گھر مین جو تو ہے نور افشان — کون دیوار ہے کہ طور نہین
تم چلے وقت قدم ہوا برپا — حشر کو انتظار صور نہین
کہتی ہین روشنی چشم سیاہ — سانولون مین نہ کہتے تو نہین
کیون ہوا سید نان اہل مین — آسمان ہے یہ کچھ تنور نہین

ولہ

[illegible]

لوگ دنیا سے جو ذرات سفر کرتے ہین — کوچ کے بے خبرون کو یہ خبر کرتے ہین
انکو کیا کہتے ہین جو خون بشر کرتے ہین — قابل لعن ہین جو قطع شجر کرتے ہین
ہجر ساقی مین غضب نالے اثر کرتے ہین — مے گلرنگ کے قطرونکو شرر کرتے ہین
کام ہم سوختہ جان مثل شرر کرتے ہین — اے صنم تیرے دل سخت مین گھر کرتے ہین
گھر مین محبوب ہی آتا نظر آتا ہے ہمین — جب تصور مین نظر جانب در کرتے ہین
مے گلگون سی ہوا سرخ مرا رو ہمین — کیمیاگر یوہین چاندی کو بھی زر کرتے ہین
وصل محبوب مین منظور ہون سی تر دامن — تا تو دامن کو ہم اشکون سے بھی تر کرتے ہین
کسکو وحشت مین ملا ہے یہ طولا ایسا — روز ہم چاک گریبان سحر کرتے ہین
ہیرے ویرانے مین رہتے ہین مقرر جہان — کشور ہوش سے جو لوگ سفر کرتے ہین
توہی سنتا نہین کیا نالے او حور لقا — نالے تو گوش ملائک کو بھی کر کرتے ہین
کیاہی اے طفل تری تاب کمر کا ہو اثر — تیری انگڑائی کو تر بھی کمر کرتے ہین
مرگئے ہم تو شب ہجر مین اب آپ عبث — پھاڑ کر اپنا گریبان سحر کرتے ہین
چاند سورج کو جو نکواتے ہین تو پی مین صنم — کیا قیامت ہو ہم شمس و قمر کرتے ہین
یار کو قصد یہ ہوتا ہی ہمارے گھر کا — پیشتر اپنے حواس آکے خبر کرتے ہین
محو نظارۂ محبوب سراپا ہین ہم — بدن زار کو اب تار نظر کرتے ہین
کام جلوت سے نہین رکھتے ہین خلوت کے سوا — کسکی محفل کہ ترے دلمین گذر کرتے ہین
ملزم اشک سے دھوتے ہین سیاہی ناسخ — ہم شب گور کو رو رو کے سحر کرتے ہین

ولہ

ولہ

نقش ... ہلال ... موج ... [illegible]

ولہ

[illegible]

سودائے عشق غیر کہاں ہے برنگِ گل
ممکن نہیں ہے ضبطِ فغان حشر ہو تو ہو
ہنستا ہوں میں نکالکے دانت اپنی بو دیکھ
تھا چاکِ جیبِ صبح تو مشہور ہے جوان

اپنے ہی حسن پر میں گریبان دریدہ ہوں
بے اختیار صوتِ صورِ دمیدہ ہوں
باغِ جہان میں مثلِ انارِ رسیدہ ہوں
میں تیرہ بخت شامِ گریبان دریدہ ہوں

گو جان جائے غم نہیں لیکن نہ بات جائے
تاسیخ وہ کھینچ رہا ہے تو میں بھی کشیدہ ہوں

ملا عکسِ شفق کو رتبۂ اکسیر پانی میں
فروغِ حسن سے روشن ہوئیں آنکھیں حبابوں کی
تڑپتے ہیں برنگِ موج لاکھوں عاشقِ بلبل
زبانِ موج سے ہو الامان مثلِ لبِ دریا

ملاقی ہو گئی ہر موج کی زنجیر پانی میں
کبھی تو ترا اٹھانے کو جو وہ پیر پانی میں
وہ قاتل تیغ جاتا ہے مثالِ تیر پانی میں
کرے گر تیری نگاہِ گرم اگر تاثیر پانی میں

ولہ

نہیں یہ دائرہ گرداب کا تحریر پانی میں
وگلرنگ سے کیوں نہ تصویر ہوئے گل
جو پانی ہے وہی میں ہوں بہ فرقِ عیاری
ڈبو دوں گا میں سیلِ اشک میں اغیار رقیبوں کو
جو دیکھے مسجد میں اور مندر وہ اپنے رد تاباں کو
شبِ فرقت صنم آخر ہوئی تو جوشِ فریاد

ہمارے دیدۂ گریان کی ہے تصویر پانی میں
گلِ کاغذ کی حالت ہوتی ہے تغیر پانی میں
زبانِ موج کرتی ہے یہی تقریر پانی میں
ملی ہے جس طرح فرعون کو تعزیر پانی میں
ہوا ہو چشمۂ خورشید سے تنویر پانی میں
دیا چشمِ تر نے صبح کا سا شیر پانی میں

ولہ

[illegible]

رب

[illegible]

سب کی سب ہو گئیں ہیں شبِ قدر ہماری راتیں
کٹتی ہیں آنکھوں ہی میں ہجر کی ساری راتیں

ہائے کیا پیار سے سوتے تھے لپٹ کر ایجان
یاد ہر دم مجھے آتی ہیں وہ ساری راتیں

وہ تو لنگھتو تھیں ہیں خورشید سے تابان دن
روزِ روشن کے برابر ہیں تمہاری راتیں

ہو گھڑی ہجر نظر آتی ہے مجھے ایک پہاڑ
ہیں فقط فرقتِ محبوب کی بھاری راتیں

ہجر میں صبح سے تا شام بجائے شبنم
میری آنکھوں سے لہو رکھتی ہیں ہماری راتیں

کُن مُنہ پہ روتے ہیں بے یار اندھیرے ہیں ہم
ہیں شبِ گور کے مانند ہماری راتیں

شبِ تاریک جدائی میں یہ جلتا ہوں
دق بہت کرتی ہیں یا حضرتِ باری راتیں

تیری زلفوں کے لیے شانہ کف ہو ہر دل
اور کرتی ہیں تری آئینہ داری راتیں

فصلِ گل میں وہ گلِ تر نہیں گل کر دو چراغ
کہ سیہ چاہئیں اے بادِ بہاری راتیں

مرغِ زرّینِ فلک پر ہے یقین مقراض
کسقدر سیر د تو نہیں ہوتیں ہماری راتیں

دن بدلے بھی یہی آتی ہیں غمخواری کو
مجھسے رکھتی ہیں بہت ہجر میں یاری راتیں

دن تو ناسخ یہ بہر حال گذر جاتے ہیں
پر جدائی میں بہت لاتی ہیں خواری راتیں

ہے یہ ہیں تدبیرِ نادان عالمِ اسباب میں
ناؤ کاغذ کی بہاتیں جیسے اطفال آب میں

تیرے دونوں ابرو نہیں سونے کے گنبد ہو نہیں
لٹکی ہے قندیلِ زرّیں کعبہ کی محراب میں

ہائے نشہ فرقتِ ساقی میں آجائیگی موت
شکلِ نابِ تیغ ہے موجِ شرابِ ناب میں

جلوۂ دندانِ جاناں کا ہوا ہوں میں ہلاک
مجکو قسمت نے ڈبویا موتیوں کی آب میں

فلک سمجھتی ہین ملاح وا ے فلک کو کیا
یہ نوچے کھاتی ہین ندوکھر کا پنور کو
ہوا ہین گم شدہ کو ڈھونڈتے تھے غرق مین
ادھر تہ بہا ہین گل اور ادھر نہاتے ہین گل
کمند موج جو مانند زلف ہے دلکش

کسی طرح نہین لمتا دماغ گنگا مین
کر جیسے کھاتے ہین مردونکو زاغ گنگا مین
ملا ہے اب ہمین باری سراغ گنگا مین
ہر ایک صبح شگفتہ ہے باغ گنگا مین
ہوا اسیر نے غم سے فراغ گنگا مین

ولہ

عشق کو کسکے دلسے لاگ نہین
مجسے بڑھ جاے کیا وہ شاہ سوار
ساغر عنبر تلقل مینا
دوستسے اندون لگا ہو جو ل
بعد منڈنے کے بھی ہو رنج رسان

کونسا گھر ہے جسمین آگ نہین
شوق ہے وہ فرس کی باگ نہین
کوئی مجکو پسند راگ نہین
کسی دشمن سے مجکو لاگ نہین
زلف جانا ہے کالا ناگ نہین

ولہ

خود بخود جی مرا اداس نہین
یار کے آنے کی جو یاس نہین
کیا تو کہتا ہے کیون ہوا کمندی
آب حیوان پیون بجاے شراب
مجکو چھوڑا تو چھوڑ غیرونکو بھی

دل لگی جس سے تھی وہ پاس نہین
موت کے آلے کے تو پاس نہین
ارے مین تیرے آس پاس نہین
ایسی لے خضر مجکو پیاس نہین
اس سوا اور التماس نہین

کیا چمکتے ہین پہ بُندے تیرے گوہر کان مین
ہے یقین ایسا نہوگا کوئی جوہر کان مین

جو تری زلفون کی جاتی ہو جو اکثر کان مین
میں ہوجاتی ہو رشکِ مشک و عنبر کان مین

خانۂ تاریک قالب مین ہین در آئے ہم
آئی جب وُہ نرا ازل آوازِ دلبر کان مین

تیرے نالے سنکے آتا تھا کبھی لیکن جو رحم
روئی اب رکھنے لگا ہے وہ ستمگر کان مین

جب تب باتین سناتا ہے وہ مجکو سخت سخت
مہر کے بدلے انجبون لگتے ہین تیر کان مین

ہو گیا جوگی وہ قاتل پہ ہو خونریزی وہی
مثلِ صندل روئی کے پہوے رہتے ہین جگر پر کان مین

نگیا ہے برگ گل پہ وہ بہار کان کا
آج باتین کر گیا ہے وہ گل تر کان مین

کیا معاذ اللہ میرے آہِ آتشناک ہو
آگ لگ اُٹھتی ہو سنتے ہی برابر کان مین

جو کوئی سونگھے وہ سمجھے عطر کی یہ سینک ہے
کوئی تنکا پھیر لے گر وہ ستمگر کان مین

کور ہون آنکھونکو وہ صورت نظر آتی نہین
گر بھی ہو ان آتی نہین آوازِ دلبر کان مین

عشق گیسو مین سُمر نالے جو سنتا ہو کوئی
باتی ہی آواز بنجاتی ہے اژدر کان مین

ولہ

جب کبھی پہنا جڑاو اوسنے زیور کان مین
نازکی بولی کہ کیون لٹکائے گوہر کان مین

یان دُرِ گوشِ صنم پر تختِ دل اشکو نمین
دیکھنا یا قوت دریا مین ہین گوہر کان مین

اپنی کہتا ہے مؤذن اور کی سنتا نہین
رکھلے ہنگامِ اذان اُنگلی نہ کیونکر کان مین

جیسے ہے اکسیر خاکِ کوچۂ جانان کی دہوم
چھپ رہا ہے شرم سے کبریتِ احمر کان مین

یا علی ہو جان ناسخ کی نکیرین بیشتر
تم ہی رکھن رکھین یان کرار کان کان مین

ولہ

[illegible] دل غمناک مین
[illegible] دیدۂ نمناک مین
[illegible] دل غمناک مین
[illegible] دیدۂ نمناک مین
[illegible] ناک مین
[illegible] ناک مین
[illegible]

ولہ

[illegible]

دیوان ناسخ جلد دوم

گل تو کیا رنگ حنا کے بو جھہ سے تو ہین
دم بدم بتے ہین تصور مین ہم ای بت وسبدم
سب بنے بکدے مین کیا کوئی توڑا ہو خم
خون بدلے ہیرے ٹہرو گے الله رے
پری کب مشتہر ہو آتش رنگ حنا
تیری آنکھونکے مشابہ گو کہ آنکھین ہو گئین
آنیکی خبر دیتا ہے جسبیک صبا
چشم جادو پر اگر پر تو پڑے کہین ہو بیمار
جنون کچھ نا توانی کے مناسب ہے
آتش رنگ حنا سے مچھلیان جلنے لگین
ہتھکڑی بیڑی کو ٹکڑے ایک جھٹکے مین کیا
کشتے مے نے لگا یا پار بیڑا ساقیا

شاخ گل سی ہین نازک تمھارے ہاتھ پانو
کیا بنائے ہین خدا نے تیرے پیارے ہاتھ پانو
ٹوٹتے ہین آج کیون ساقی ہمارے ہاتھ پانو
صاف سونیکے بنائے تیرے پیارے ہاتھ پانو
بال ققنس کیطرح جھاڑین شرارے ہاتھ پانو
بے کھائنسے لائینگے ایسے چکارے ہاتھ پانو
کیا ہی اے گل پھول جاتے ہین ہمارے ہاتھ پانو
دست و پا پر تیرے حورونے مارے ہاتھ پانو
بیٹھنے ہے دوڑنے سے جو ہارے ہاتھ پانو
آپنے دھوئے جو دریا کے کنارے ہاتھ پانو
زور ہے جوش جنون ہے واہ واہ رے ہاتھ پانو
مدتون دریائے غم مین ہم نے مارے ہاتھ پانو

کر دیا ہے قاق ایسا عشق کے آزار نے
پیش از این طیار تھے ناسخ ہمارے ہاتھ پانو

آتش افشان گھر مین اس محبوب کے رخسار ہین
فصل گل مین کیے جنون زندان کو میلا انتظار
بن گئے ہین پھول گنبد کے ترے فی تت ہین

روزن مجمر بجائے روزن دیوار ہین
حلقۂ زنجیر جائے دیدۂ بیدار ہین
غم سے ای گل زرد ہین سر تا قدم افگار ہین

ہون اسیر ضعف کر آزاد دے جوشِ جنون
طوق کوئی جز گریبان میری گردن مین نہین

سر تصدق سر مرا لیکر گرا جو پاؤن پر
پر یہ غم ہے ہاتھ اوس قاتل کی گردن مین نہین

شب پرے منکر ہین تو ذرات عالم مین گواہ
کسطرح خورشید ناسخ روز روشن مین نہین

خون فشان پیچھے ہین مثلِ چشم گریان پانو پر
خارِ صحرا نگیے جبۂ مجنون کے مژگان پانو مین

جھک گیا ہون ضعف سے راہِ طلب مین اسقدر
چبھتے ہین ہر ہر قدم پر خارِ مژگان پانو مین

ہون وہ وحشی دشتِ آبادِ جہان مین ایکبار
آبلونکو بدلے ہین چشم غزالان پانو مین

ضعف مین بار گرانِ ہوا ترا اے دستِ جنون
بنگئی بیڑی مری طوقِ گریبان پانو مین

ولہ

عشق سیجان سے پری لپٹا ہو یا سرو سے
راست ہے لپٹی نہین زیر لفِ پیچان پانو مین

کو بکو دن بھر وہ ہر جائی پھرا کرتا ہو رو
زور ہو مانند خورشید درخشان پانو مین

بدلے ہاتھونکے اجی پانونسے بیعت کیجیے
روشنی ہو دستِ موسیٰ سے زو خندان پانو مین

دست سے ہو چین جو ہم گلزار کو کوئی یار سیر
غنچہ ہے آبلہ ہو جائین خندان پانو مین

اوسکے تلوونسے مین جھی مین کیا آنکھونکو ہم
ناخنِ بیرِ فور ہین چشم نگہبان پانو مین

مثلِ رفتار آج اوسکے رقص کی بھی گرمی تھا
پہنچی پہنا وون سے کبکِ خرامان پانو مین

ہوتی ہو منہدیکی حاجت اے پریرو بار بار
ایکدن مل لے ذرا خاکِ شہیدان پانو مین

ایکبون نکلین سبکے جیتے جی وہ مثلِ استخوان
ہوگئے جزو بدن خارِ مغیلان پانو مین

شب مہتاب کو فانوس کی حاجت ہو کیا
حسن کا کچھ نہیں نقصان جو پوشاک نہیں

محتسب کیون مے گلرنگ کو کہتا ہے حرام
گر حلال اس نے کرے ہم کو تو کچھ باک نہیں

بدنصیب ایسے ہین اس صیدگہ عشق مین ہم
ہو گئے ذبح مگر لائق فتراک نہیں

سمن و برگ گل و نرگس و زنبق ہے صنم
منھ نہین کان نہین آنکھ نہین ناک نہین

وہ کشش جو ہے تاثیر لب شیرین کی
نیشکر ہے دہن یار ہے مسواک نہین

ہنسکے کہتا ہے وہ ناسخ مجھے رولانے کے لیے
دیدۂ تر ہو دریا تو نگہ پاک نہین

کون زندہ ہے جو اوس چشم کا بیمار نہین
مرگئے جھوٹا ہے جو زلفون مین گرفتار نہین

کیا ترے ہاتھ سے سر پر مرے دستار نہین
نالے سے چاکون کے جنون جیب مین تار نہین

پردۂ چشم اوٹھا مجمع اغیار نہین
دیدۂ موسیٰ کی طرح طالب دیدار نہین

دیکھکر اپنے خریدار کو جھنجھلا کے کہا
سیر کوچہ ہے یہ کچھ مصر کا بازار نہین

مثل خورشید احاطہ کئے ہین نور جمال
کوئی جانان مین کبھی سایۂ دیوار نہین

چمن دہر کو ہم ڈھونڈھ پھرے مثل نسیم
غیر جام مے گلگون گل بیخار نہین

ساقیا عیش ہے یہ ہفتہ آج غنیمت سمجھو
خم لبالب مے گلگون ہے خمار نہین

تیرے اندھے ہین کہ جو ہین سو کبھی ہی دیکھی لیکن
تشنگی کو رہین بھی یان دیدۂ خونبار نہین

سمجھے ہین ہم دیکھکے چشم و شرہ جانان کو
تا بہ نرگس چمن دہر مین بیمار نہین

کیا دھوپ مین اب گھر مین مجھے آئے
ڈھونڈھ پھر ٹھیک ہوئی سایۂ دیوار نہین

تیرے درپہ یون کھڑا رہتا ہون نحیف و زار و
ای خدا ارادہ اوٹھ گیا دنیا سے خالی ہاتھ مین

ہی برنگ پنجۂ خورشید تابان دست یار
اوسکے ناخن بارش کو بھی کب ہے اسقدر تر

شہپر اونکا دیکھنے والونکو ہوتا ہی گمان
جسقدر رہی عمدگی اوتنی نزاکت ہی ضرور

کرتے ہین عالم کو جسکے پانوکے بھجو شہید
ترشی ہیر کی کلائی پونہچے ہین یاقوت کے

قتل جم و جم میکشی پر ہوکے ساقی بھر رہے
گر یہی ہے آتش رنگ حنا تو ہے یقین

بجر غم سے تہید ستون کو آسان ہی بچا
جسطرح ہے پنجۂ مژگان مین اپنی چشم تر

قتل کرنے سے تو کر احسان دشمن پر ولا
دست موسیٰ کا ید بیضا ہوا نام اے صنم

آتش رنگ حنا سے مشتعل ہو فتیل شمع
یہ اثر رنگ حنای یار کا ہی ای جنون

ہے ازل سے عاشق و معشوق کی قسمتین فرق

حلقۂ در ہے گلے مین بازوی دربا ہاتھ مین
لے گیا ہوتا یہ آئینہ سکندر ہاتھ مین

بن گیا و زر حنا مانند اختر ہاتھ مین
دیکھکر مجکو اوٹھایا اوس نے پتھر ہاتھ مین

وہ پری وجیب اوٹھا لیتا ہی گھر ہاتھ مین
زور کب ہوتا ہی پانون کی برابر ہاتھ مین

اوس ستمگر کی بلا لیتی ہے خنجر ہاتھ مین
اوس پری کو چاہیے کیا اور زیور ہاتھ مین

ہم لیے پھرتے ہین اپنا کاسۂ سر ہاتھ مین
پھپھولون کے بدلے پیدا ہون سمندر ہاتھ مین

کچھ نہین تب شناز رکھتے تمنا ور ہاتھ مین
یون کبھی لیتے تھے ہم لبریز ساغر ہاتھ مین

جوہر شمشیر سے بہتر ہے گوہر ہاتھ مین
تیرے تلوونکا جو نقشہ تھا مصور ہاتھ مین

نام لکھنے کو جو خامہ لے ستمگر ہاتھ مین
لعل بنجاے اگر لے سنگ مرمر ہاتھ مین

ہتکڑی پانو ہی کی ان حلقۂ در ہاتھ مین

داغ فراق ہی شبِ فرقت مین مشتعل
دھویا ہے مینے اشکو لئے رنگِ سیاہ شب
ہرم خیال نقطۂ خالِ صنم نہین
نہر چمن مین عکس لب یار جو پڑا
سوزان وہ ہون تب کہ رگِ سنگ کیطرح
تاثیر اکیون مری افسردگی کی دیکھ
بازار سرو سارا حسینون کا کر دیا
رہتا ہون نکر عارضِ جانانہ مین ادنک
گلشن مین تیرے حُسن کی گُلگشت شہید ہے
آپس مین حسینونکو بھی رشک کسقدر
ہے یون ہین تو نسے حسینونکا دور دور
گر آفتابِ حشر بھی نکلے نہو زوال
مارسیاہ یہ لیے بیٹھے ہین اپنے تخم
جو دل ہو وہ محلِ حوادث ہی ہجر مین

خورشید جادہ گر ہے و لیکن سحر نہین
فرقت مین ہمد سون یہ نمایان سحر نہین
بیشک یہ تیرے حق مین سقر ہی سفر نہین
ہے جس شجر کی شاخ کماز نشتر نہین
میری رگو نمین قطرۂ خون جز شرر نہین
تجھ کو لگا ہے جو تجھے اوسمین شرر نہین
تیرے حضور سنگ صنم مین شرر نہین
کب تیرے چاک جیب مین نورِ سحر نہین
غنچہ نہین ہے گنگ کوئی گل بھی کر نہین
شب کو نہین ہے شمس تو دنکو قمر نہین
کچھ آپ جیسے زمانے مین دور قمر نہین
اوس مہ کا دورِ حُسن ہے دورِ قمر نہین
زلفون کے نیچے گوشِ صنم ہین گہر نہین
محفوظ آفتونسے خدا کا بھی گھر نہین

کیا جانئے کیسی ہوتی ہے نامہٴ عدو کی شکل
یان کوئی جُز حبیب حضور نظر نہین

اے سحر اب اپنی نورانی دکھا حضور ہمین
کب ہے سنہ کا لا دکھاتی ہو قسمت مین

[illegible]

ولہ

[illegible]

شبِ فراق ہے اور آندھیاں ہیں آہوں کی
چراغ کو مرے ظلمت کدے میں بار نہیں

زمین پیار سے مجکو گلے لگاتی ہے
عذاب ہو گا دلا گور میں فشار نہیں

ہر ایک گل ہے چمن میں شبیہِ عارضِ یار
ہمارے جسم کی تصویر ہے یہ خار نہیں

میں ہوں حباب جو دریائے حُسن اے قاتل
یہ موجِ آب ہے شمشیر آبدار نہیں

چلا ہے گلیوں سے میدان کو غبار اپنا
کہ شہسوار ہوا اب وہ لئے سوار نہیں

بجا ہے عاشقِ کامل ہے جلوۂ معشوق
کہاں وہ شعلہ کہ اب طور پہ شرار نہیں

خلش کسی کو نہیں اے جنون کسی کو بیان
ببول بھی مری صحرا میں خاردار نہیں

تمام رنج ہیں تا حشر ساتھ اسے ناسخ
بجز حیات کوئی چیز مستعار نہیں

...ہو تابندہ پر اب زلفِ سیہ فام نہیں
روزِ روشن یہ ترے عہد میں ہنگامِ شام نہیں

...کی اب زلفِ سیہ فام نہیں
مرغِ دل کوئی جو باقی رہا دام نہیں

خواب میں سارے مزے وصل کے ہم لوٹتے تھے
... آنکھیں ہیں مگر نیند کو کوئی کام نہیں

...ول سا طول جدائی کو ہوا ہے ظالم
دوست کیا نامہ لکھیں یاد مرا نام نہیں

...دہنِ گور سے میں غمزدہ چلّاتا ہوں
ہو گیا خاک مگر بھی آرام نہیں

چشم محبوب کی تسخیر کا پڑھتا ہوں عمل
لنتی کیواسطے یہ بیوجہ یہ بادام نہیں

تیرے آگے نظر آتا ہے یہ خورشید سیاہ
کہ مری عقل میں جز حال لبِ بام نہیں

...ور کر ہوں کہ ہیں یکبار مرے دیدہ گوش
ٹوٹتیں ہو گئیں نامہ نہیں پیغام نہیں

ولہ

زانون کیطرح صاف ہین اوس حور کی ساقین — آئینے کی رانین ہین تو بلور کی ساقین
رانین نہ پری کی ہین نہ ہین حور کی ساقین — یہ نور کی رانین ہین یہ ہین نور کی ساقین
بے نور ہوئی جاتی ہین کافور کی شمعین — شائد کہ نہین صبح کے کافور کی ساقین
لب قند دہن تنگ شکر دانت ہین مصری — ہم ساق عروس اوس بت مغرور کی ساقین
کیا عرش کی ساقین ہین تری ساق کی نزدیک — ہرچند کہ نزدیک ہین بہت دور کی ساقین
ہین یہ ہین اگر مشک تو رنگت مین ہین کافور — ایجان ہین تیری نئی دستور کی ساقین
بے معرفت حق ہوئین بیکار رہنمازین — شل ہوگئین گو بلعم باعور کی ساقین
کاسہ سر فغفور کا گردن سے جدا ہے — زانون سے جدا ہوگئین تیمور کی ساقین
ہم مست قدمبوسئے زاہد نہ کرین گے — بس چوم لیا کرتے ہین انگور کی ساقین
زنجیر کے رگڑ ونسے ہوئی ہجر مین ایجان — زخمی ترے دیوانۂ مجبور کی ساقین
برسات مین بہرتا ہون جو اوسکا محتسب — ساقین مری کیچڑ مین ہین مزدور کی ساقین
گل ہو دید بیضا سے ابھی شمع تجلی — دیکھے جو کلیم اوس بت پرنور کی ساقین
محشر مین بھی بوسہ ملیگا ساق خدا کا — چومی جو یہان اوس بت مغرور کی ساقین
دنیا کے زن و مرد ہین کیا چیز کہ ایجان — غلمان کی ایسی ہین نہ ہین حور کی ساقین
شمعین نہین روشن تری محفل مین ظالم — جلتی ہین کسی عاشق مہجور کی ساقین

کس دیے غم عشق سے کھل کھل کے مُوا ہاے
اونگلی سے ہین کم ناسخ مغفور کی ساقین

[illegible]

جو تجکو دیکھے وہ بتیا نہ تجکو دیکھے سو کو
یہان تو کچھ نہیں تمیز کو رو دنیا مین

اوسکی چوب کا شانہ ہو تیری زلف عنبر
جو بنگیا تھا عصا سانپ دست موسیٰ مین

خطوط سو نکیے ہون جسطرح کسوٹی پر
یونہین محبت اثر ہے مرے سویدا مین

جو علم غیب نہین ہے سوای عالم غیب
ہلاک جان مگر آج فکر فرسودا مین

مرے صنم کو ہوا اند تون جو شوق نمانہ
ادا نہین ہو سکے نگین نزاہا کلیسا مین

یہ اپنے اثر در گیسو دکھا دیے تمنے
برا کمال یہی تھا عصاء موسیٰ مین

یہ ماہ مصر کی ہے پاک دامنی کی دلیل
رہا نہ تار لگا بخیہ زلیخا مین

کھلے نہیں ہین تنگ سے ہنسی مین آ
چمک ہو جگنو دنکی آشیان عنقا مین

ہتیلی رکھدی کہ پڑ جائی لبرا ابھی ٹھنڈک
بہت ہے آج جلن اپنے داغ سودا مین

نہ بچے نہ آپ کی تلوار کا کبھی زخمی
اگر ہو رشتہ جان سوزن مسیحا مین

نہ کہتے تھے اوسے ترسا بچے لے ای ناسخ
اسیر کر ہی لیا گیسوے چلیپا مین

وہ بیزار مجھسے ہوا زار مین ہون
وہ میخوار غیرو میں ہجو خوار مین ہون

نہین عشق سے زود زردار مین ہون
اگر وہ ہی یوسف خریدار مین ہون

تمنا ہے ساقی کبھی بزم سے مین
وہ سرشار ہوا در ہوشیار مین ہون

ہوئی جمع بیدردی و دردمندی
دل آزار وہ ہے ستمگار مین ہون

اوسے ہے عداوت مجھے ہے محبت
جو خونخوار وہ ہے تو غمخوار مین ہون

[illegible]

[illegible]

ہم کہاں کہتے ہیں اے محتسب ان شراب	شیشۂ دل میں ہے یا کاسۂ سر میں نہیں
قفل یہ روزہ کے کہتے ہیں بان اے	جو ندھر میں میں تھا دامان در میں نہیں

ولہ

تو وہ باطن ہے کہ جلباب میں تجھ سے لاکھوں	تو وہ ظاہر ہے کہ بیتاب ہیں تجھ پر لاکھوں
نور عرفان جو تھو جہل کی ظلمت میں نہاں	ایک ہی تجھکو نظر آئیں یہ مظہر لاکھوں
ہوں وہ کافر کہ زمانے کے صنم میں محبوب	ہوں وہ مجنون کہ مجھے جائیں پتھر لاکھوں
خاک سے سبز نکلتا ہے جو اک تند زبان	ہو گئے زیر زمین خاک سخنور لاکھوں
کیا ہے اے قاتل عالم ترے آگے تلوار	تجھ میں تو اور بھی خنجر قتل میں جوہر لاکھوں
خاک ہو جاتے ہیں جیسے سمن و گل ہر سال	ہو گئے خاک گل اندام و سمن بر لاکھوں
دن کو بس ایک ہی خورشید نظر آتا ہے	رات کو جلوہ نما ہوتے ہیں اختر لاکھوں
اعتماد سر و سامان شہی خاک نشین	ہو گئے خاک برابر سر افسر لاکھوں
آدمی کیا کہ سنو مجھ سے فرشتوں کا حال	جل گئے شعلۂ ادراک سے تجھ پر لاکھوں
آنکھیں ہیں رندوں کی اک نکونسی ہیں پر نہر شراب	ایک شیشہ نہیں لبریز ہیں ساغر لاکھوں

تو ہے محبوب خدا مدتے ہو تجھپر ناسخ
امتی کیا ترے تابع ہیں پیمبر لاکھوں

ہیں یاد وہ بے مثال آنکھیں	کیا ہیں تری او غزال آنکھیں
ہے اہل نظر سے بغض تجھکو	نادر کی طرح نکال آنکھیں

[illegible]

111

وہ مہ سیدم کیا ہی مری عمر کٹی جاتی ہے
صبح کو طور سے دوڑا دہ گریبان تجھے
تھا جو بوٹا ترا قد سو ہوا سرو سہی
کیون نہ حاجی کرین محراب حرم کو سجدہ
وصف جو مصحف رخ کے مرے دیوان مین ہے

دم نہین کہتے ہین شمشیر اسے کہتے ہین
اثر نالۂ شبگیر اسے کہتے ہین
بارش اشک کی تاثیر اسے کہتے ہین
ابرو سے یار کی تصویر اسے کہتے ہین
لوگ قرآن کی تفسیر اسے کہتے ہین

وصل پریون ہوا مجھ جو شیرین لب سے
لوگ ناسخ شکر و شیر اسے کہتے ہین

خاک ہے وہ سخت جان اک دن اتن خاکمین
ہین عنصر کرتے ہین اپنے مراکز کو رجوع
باعث نفس عداوت زندگانی ہو فقط
قصۂ شکر و شکایت بس یہین تک ہو چلا
ایسے طالع ہین گر اکیشانے پر نگاہ
پرتو پڑ جاے ترا اے خفتگان خاک پر
میری تربت پانون کیونکر ہو یم شہسوار
چادر مہتاب کے مانند جوش نور سے
کی ہوا وس سرو روان باغمین گردن کشی
خاک اڑتی ہے اگر گھر مین تو کچھ پروا نہین

خاک ہو جاتا ہے آخر دب کے آہن خاکمین
خاک کا بعد از فنا ہوتا ہے مدفن خاکمین
ایک سے ہو جائین گے شیخ و برہمن خاکمین
ایکدن ملجائینگے سب دوست و دشمن خاکمین
گنج قارون کی طرح عکس چاہ من خاکمین
جوتیان اسواسطے کرتی ہین وزن خاکمین
پانون گھٹنے ہی نہین دیتا ہے توسن خاکمین
ادس پری کا لوٹتا جاتا ہے دامن خاکمین
دھنس گیا ہر گلستان تا بگردن خاکمین
ایکدن ملجائیگا یہ خانۂ تن خاکمین

کیسی ہی ہو پر بہنہ شرم سے ہوتی نہین
پیرہن بھی آپکا جزو بدن سے کم نہین

تو حسین ایسا ہے تجھپر مرتی ہین ساری حسین
ماہ کنعان کو بھی پیراہن کفن سے کم نہین

ہو شب مہتاب بھی آنے لگے سامان موت
چادر مہتاب بھی مجکو کفن سے کم نہین

بعد مرنیکے بھی عشق زلف پیچان ساتھ ہے
بال بال اوسکا مجھے رگہائے تن سے کم نہین

جاے نرگس چشم آہو جائے لالہ چشم غول
ایجنون جنگل مجھے صحن چمن سے کم نہین

یکقلم ہوتی ہین موزون ہجر مین مضمون غم
جو ہماری بیت ہے بیت الحزن سے کم نہین

گرچہ غربت ہے تصور مین مگر ہمدم ہے یار
میری تنہائی بھی مجکو انجمن سے کم نہین

اور تو کیا کوئی بوسہ بھیج یا جاتا نہین
دل ترا تنگی مین کچھ تیرے دہن سے کم نہین

دونون تجھ بوجتے ہین تجبکو کچھ نسبت نہین
کعبہ بتخانے سے حاجی برہمن سے کم نہین

لیچلا ہون مین عدم کو بار غم بار گناہ
روح بھی میری گرانی مین بدن سے کم نہین

ذبح کرتا ہے گلا میرا فراق یار مین
زخمہ زن مطرب مجھے شمشیر زن سے کم نہین

جو ہوا دنیا مین پیدا فی الحقیقت مرگیا
آدمی کو جامۂ ہستی کفن سے کم نہین

اس چمن مین ہے برنگ گل بقائی آفتاب
بے ثباتی مین ستارہ یاسمن سے کم نہین

جنبش مژگان نہین گویا ہے جنبش مین زبان
ہر اشارہ تیری آنکھو کا سخن سے کم نہین

ناسور ہوتی ہین ہوجاتی ہین اکثر زرفشان
گھر کہن کہتے ہین جسکو گور کہن سے کم نہین

جی لڑا دیتا ہے کیسی ہو زمین سنگلاخ
خامہ تیشہ ہے ناسخ کو کہن سے کم نہین

[illegible]

دامنِ کوہ سے اوڑا اورکے ادہر آئی ہین	شاید اے جذب جنون نکلے ہین پر تیھر مین
دست آباد جہان ہے یہ شبِ ہجر مین تنگ	کہ ستارے نہین گویا ہین شرر تیھر مین
پھر جو کی کوہکنی تو نے عبث کی فریاد	کر دیے نقشِ کیون دیدۂ تر تیھر مین
اثر ایسا ہے مری آہ مین تم کیا ہو تبو	کہ شرارے ہون ابھی خونِ جگر تیھر مین
یار کو چھوڑ دیا پر نہ سہا رشکِ رقیب	فرق باقی نہ رہا کچھ بھی جگر تیھر مین
تفرقہ اصل سے ہے سبکو سبب آفت کا	پہونچے شیشے کو تیھر سے ضرر تیھر مین
غیر کے آگے نہو ان سے کہنے کو	اے صنم کرتی ہے تاثیر نظر تیھر مین
کوہکن محو ہوا نقشِ وجودِ شیرین	فائدہ کیا ہے تصویر اگر تیھر مین

ولہ

حاسد کو ایکدم نہین صحبت جہان مین	رنج حسد ہی جان ہے جبتک کہ جان مین
آئی بہار تشنۂ مے ہون پلادے پھول	اے میفروش پڑ گئے کانٹے زبان مین
یہ تنگ و تار ہجر مین تمہارات گھر مرا	جون شمع میل سرمہ ہوئی سرمہ دان مین
آئی شب فراق چبا جائے گا مجھے	تارے نہین دانت فلک کے دہان مین

ولہ

ہو کسی کو مجھ سے کینہ پر مجھے کینہ نہین	صاف ہے آئینہ بیرنگ شیا نہین
جبسے دیکھی تیری صورت نقش آبِ خون ہو	دل ہمارا بنگیا تصویر آئینا نہین
ہو رہی ہین پردہ ہاے چشم ہی گویا حجاب	دیکھنے کو آنکھین ہین لیکن کوئی بینا نہین

ہو کیون نہ سیاہ دستِ تاریخ
کرتا ہے سیاہ روی دشمن

نہین عکس آئینہ مین ہے مقرر آگ پانی مین
نہو گی گرم صحبت سرکشون کی خاکساروں سے
نہین ہے بادۂ گلرنگ یہ خمار نے زردو
پسینا اوسکے رُوے آتشین پر جا بجا حیرت سے
اوڑا دی خاک کو کیونکر ہوا تیری حکومت مین
جو دھوئے تمنے گل اپنے حنائی ہاتھ دریا مین
جلایا مجکو ناتوں نے دوبایا مجکو رونے نے

طلسم حسن ہے بھڑکے نہ کیونکر آگ پانی مین
سلامت رہ نہین سکتی ہے دم بھر آگ پانی مین
دکھلایا شعبدہ تازہ ملاکر آگ پانی مین
کہ اپنے حال پر رہتی ہے کیونکر آگ پانی مین
نہین بجھتی ہے اپنے عدل گستر آگ پانی مین
تو کیا گھبرا کے جلاتے تشادر آگ پانی مین
علاوت ہی نظر آئی سراسر آگ پانی مین

ردیف واو

پری جہان مین نہ جنت مین حور عین دیکھو
حروفِ مُہر نبوت ہین نقش پای نگی
کثیف چاند ہے دیکھو نہ آسمان کیطرف
یہ گل کھلے ہین تمہارے ہی ہجر مین جبا
لگائین دیکھنے جب چاند کو تو بولا وا
نہ پانی پیتے جو دیکھا ہوا بر کو ئیم سے

ہمیشہ حضرت دل رہے مہ جبین دیکھو
یہی کھدا ہے سلیمان کا نگین دیکھو
مجھے یہ ڈر ہے مبادا کہین مین دیکھو
ہمارے دیکھتے ہو داغ آفرین دیکھو
تم اوسکو دیکھتے ہو کیا مری جبین دیکھو
ہمارے دیدۂ گریان پہ آستین دیکھو

[illegible]

تنجانِ چشم و شیشہ و گردن کی ذکر کیا	مے سے بھرا ہے کاسۂ زانوے یار کو
دیکھے جو مثل سایۂ دیوار بغور	جنّت میں یاد کرتے ہیں ہم کوے یار کو
ہر بال جسکو ہے رگِ جاں سے عزیز تر	دو وہ ہیں جو کہ کہتے ہیں گیسوے یار کو
کیا سینۂ و شکم کی صفائی کا ہو بیان	آئینہ ہم سمجھتے ہیں زانوے یار کو

ناسخ کی ہے یہ شوقِ شہادت میں گفتگو
آج آزماؤں قوتِ بازوے یار کو

یاد ہیں سب گلعذارِ لکھنؤ	ہے تصور میں بہارِ لکھنؤ
یاد آ جاتی ہے اے داغِ جنون	کیا نسیمِ مشکبارِ لکھنؤ
گل سے رنگین تر ہیں خارِ لکھنؤ	نشہ سے بہتر خمارِ لکھنؤ
پھر رہے ہیں گلعذارِ لکھنؤ	ہے چمن ہر رہگذارِ لکھنؤ
خود بخود بیخود کیا یاد آ گیا	کوئی رندہ بادہ خوارِ لکھنؤ
گل پیادے دوڑتے تھے جسکے ساتھ	یاد ہے وہ نے سوارِ لکھنؤ
ہو گئی سُرمہ کوری شتاب	چشمِ اعدا میں غبارِ لکھنؤ
سارے نقشے سامنے آنکھوں کے ہیں	نقش ہیں نقش و نگارِ لکھنؤ
دیکھیں کیونکر دھوپ میں جلنا پڑا	نونہالِ سایہ دارِ لکھنؤ

ولہ

ہم صفیر اپنا وطن ہے لکھنؤ	ہم تو بلبل ہیں چمن ہے لکھنؤ

ولہ

ہے دم سے تھا بوستاں لکھنؤ
ہو گیا ابر خزاں لکھنؤ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

تونے دیکھے ہین کہان رنگین ادا لکھنؤ — لالہ و گل کے چمن مین کوچہ ہا لکھنؤ

پیچ و تاب اور اوتہر کے کونے سے چلی آتی ہی روز — بوی زلف یار لے لیکر ہواے لکھنؤ

دشت غربت مین نظر آتی ہی جب جہانشہر — یاد آتی ہے مجھے عشرت سراے لکھنؤ

بادشاہ لکھنؤ کی ہو بیان کس سی شکوہ — ہاتھ مین رکھتے ہین جام جم گداے لکھنؤ

تلخ او سدم مجکو دیتی جان شیرین ہوگئی — یاد جب آیا کوئی شیرین اداے لکھنؤ

کب ہوا ہے ساکن وسکن مین الیاس ارتباط — مین نجاؤن تو مرے پاس آے لکھنؤ

ولہ

خط شبرنگ یہ گالونپہ نہین دہیان کرو — ہی اجی چاند گہن بوسہ کوئی دان کرو

میری تربت پہ ہے اودھر کو گذر ایجان تم کرو — خاک کو جسم کرو جسم کو پھر جان کرو

آج ایجان خود آرائی کا سامان تم کرو — آپ حیران ہو آئینے کو حیران کرو

ہم دعا دیتے ہین گالی تو بھلا دو ہمکو — بدلے احسان کے لازم ہی کچھ احسان کرو

مشتعل پاۓ حنائی سے کر دنقش قدم — میری تربت پہ اسی طرح چراغان کرو

دیکھکر مجنے جو حسرت سی دم شرم بھرا — اسقدر گرم نہو اپنی طرح دہیان کرو

مسکراتے ہو تو اک بوسہ بھی دو ہو ٹونکا — جان بلب ہون مرے مرجانیکا سامان کرو

کہتے ہین چھوڑ گیا جامۂ ہستی ناسخ — دامن آنکھون پہ رکھو چاک گریبان کرو

ولہ

اے جنون عریانی مین کیا ہو پیرہن کی آرزو

ولہ

بات ون ... ہی ... جان ... کی آرزو

بازو

باندھ وین جو اوس محبوب کے تو باف کی	کیا ہی برائی مرے زخم کہن کی آرزو

تو بھی غزلیں سنیں ہنستے ہوئے خاموش سب
ہے یہی ناسخ تمام اہل سخن کی آرزو

بزم میں پاتا نہیں میں ساقی گلفام کو	جاتا ہوں میں ہتھیلی کا پھپھولا جام کو
بیقراری دست غربت میں ہمارا ساتھ ہے	چھوڑ آئے کوچہ جانا نہیں ہم آرام کو
حاجیو ہم آج عرفہ کچھ تکلف ہی ضرور	بادہ گلگوں سے رنگ تو جاتا احرام کو
وصل کا دن ایک ساعت ہے نظر آتا نہیں	ہو نہیں حیران کیوں گردش سے ایام کو
خط جانان جان تازہ ہو گیا ہے اب صدا	نقد جان کہنہ حاضر ہے تیرے انعام کو
او ملک حسرت نہو کیوں عرش پر تیرا دماغ	چرخ ہفتم تیری کرسی نے کیا ہے بام کو
اوج پر جو لوگ ہیں ہوتا ہے جلد ان کا زوال	ہے ہوا تھوڑی سی بھی صرصر مرغ بام کو
ہجر میں جاری ہیں میری چشم تر سے اشک گرم	راست کہتے ہیں اطبا گرم ہے بادام کو
بھول جاوے راہ کو تو یار ہے مجکو یقین	یاد کرلے خوب قاصد گر مرے پیغام کو
سر نہیں مجھ بادہ کش کے جسم میں ہے میکشو	رکھ دیا ہے شیشہ مے پر اس کے جام کو
حسرت وصل صنم کی روی آشنا ہم سے	کر رہے ہیں پختہ ہم اپنے خیال خام کو
سمجھے بس انداز سے برہم ہو وہ خاموش رہ	کیا نہیں پیغام بہم موت کے پیغام کو
لے کیا وحشت ہوا دس صیاد کو مجھ سے	حلقہ ہای چشم آہو جانتا ہے دام کو
ہوتا بان میں کیوں تجکو نکیوں مجان	صبح غائب ہو گئے نظروں سے تیرے شام کو

[illegible]

جو اُس پری سے شب وصل مین کا وٹ ہو
خیالِ خواب لحد ہے گرچہ بیدار رہی
نہ میرے پانون تن بخیر کے کبھی ثنا کی
کبود رنگ ہے مستی کا تیرے ہونٹھ ہین لال
مجال کیا کہ ترے گھر مین پانون نہین رکھون
ہجوم رکھتے ہین جانباز یون ترے آگے
لپٹ کی یار سے سوتا ہون مانگتا ہون دعا
نسیم آہ کے جھوکے سے کو اُدھر دم مین
جلاؤ غیرون کو مجھسے جو گرمیان کرکے
نہ لگ چلو نہین یہی اپنے دل مین تمنا ہی ہے
وہ منھ چھپاتے ہین جبتک حجاب سے شب وصل
تری بلائین مری طرح وہ بھی لیتا ہی
مین جان بلب ہون گلا کاٹو یا گلے سے ملو
کرے وہ ذکرِ خدا ہو صنم بھلا کسو قت

مجھے بھی ایک خمیازہ ہو یا جھپ کھٹ ہو
مین چہ تک اُدھو دان کر ادے سکے قدم کی آہٹ ہو
جہاد کے کا گل پیچان کی تا مین الٹ ہو
ملین جو دونون تو پیدا نہ کیون اداہٹ ہو
یہ آرزو ہی کہ مدام سر ہو تیری چوکھٹ ہو
بجاریون کا دوالی کو جیسے جمگھٹ ہو
تمام عمر بسر یارب ایک کروٹ ہو
بھرا ہوا ترے دروازہ کا اگر پٹ ہو
تمہاری کوچہ مین تیار ایک مرگھٹ ہو
تری طرف سے ہزار اے پری لگاوٹ ہو
غبارِ صبح سے شب کا نہ دور گھونگھٹ ہو
نہ کیونکر آگ مین اسپند کی یہ چٹ پٹ ہو
جو اپنے آپ کو منظور وہ چھٹ پٹ ہو
جیسے کہ آٹھ پہر تیرے نام کی رٹ ہو

جو دل کو دیتے ہو ناسخ تو کچھ سمجھ کر دو
کہین نہ مفت مین دیکھو یہ مال تل پٹ ہو

چڑھ گئے جو میرے نالو نے تیرا دہوات کو
آسمان پر ہو گئے دو چند ستارہ رات کو

[illegible]

ستم سے چھین لئی کیا وہ دستہ باز آ — فلک نے اوسکے عوض دی ہی یہ شرک ہمکو

شراب آتش حلکردہ ہو گئی ساقی — فراق یار مین انگار ہی ہین گزک ہمکو

دبی تھی آگ جو سینے مین پھر بھڑک اوٹھی — کل اوس بھبھوکے نے دکھلائی جو بھڑک ہمکو

برنگ لالہ حسینون ہی گرد پھرتی ہین — نظر جو چاند مین آتی تری چمک ہمکو

بغیر جلوۂ دیدار آنکھین جلتی ہین — شرر ہین لخت جگر کاہ ہر پلک ہمکو

وہ سادہ رو کرے تحریر خط ہمین کیونکر — کیا ہے صفحۂ خاطر سے اوسنے حک ہمکو

کلام ہوتے ہین طوطی سے بد دہن امرد — تو بولتا ہے مگر ہے دہن مین شک ہمکو

بلند و پست جہا نہین ترے لیئے دیکھا — تری تلاش ہے ماہی سے تا سمک ہمکو

برائے زر ہے محک جسطرح سنگ سیاہ — تو ہر بشر کے لیے زر ہوا محک ہمکو

نہ پاکباز ملیگا پری رخو ہمسا — کہین گی حورین بھی فردوس مین ملک ہمکو

گلونکی شاخونکو لچکاتی ہی نسیم عبث — کہ یاد ہے کمر یار کی لچک ہمکو

یہ عرض ناسخ مضطر ہے پیش عالم غیب
جنود غیب کی درکار ہے کمک ہمکو

چوٹ دل کو جو لگے آہ رسا پیدا ہو — صدمہ شیشے کو جو پہونچے تو صدا پیدا ہو

کشتۂ تیغ جدائی ہوں یقین ہے مجکو — عضو سے عضو قیامت مین جدا پیدا ہو

ہم ہین بیمار محبت مین یہ دعا مانگتے ہین — مثل اکسیر نہ دنیا مین دوا پیدا ہو

کہہ رہا ہے جرس قلب بہ آواز بلند — گم ہو رہبر تو ابھی راہ خدا پیدا ہو

ولہ

[illegible]

شکل منحنی اری کیا جب گردش ایام مین
خم کے خم اس ناتوانی مین پچا جاتا ہو
ہم نے پیمانہ بنایا کوزۂ دولاب کو
ایک تمکا جذب کرلیتا ہو کیا سیلاب کو

ولہ

دور کر پردہ کہا دی زردی عالمتاب کو
ہو لیے وس خسار گلگو نکو نظارہ کا اثر
نقل کرے خندۂ دندان نمائی یار کو
کعبہ ابرو نکو جانتے تھے جو صنم
ماہ تاباں سے اوٹھا دی چادر مہتاب کو
سمجھے ہین ای دیدۂ گریان تری خوناب کو
لگئیے ہین قطرۂ شبنم گل شاداب کو
سجدہ کرتے ہین تری تروازی محراب کو

عشق کی تاثیر سے سوکھا نہ خون کوہکن
بیستون پر دیکھ ناسخ لالۂ سیراب کو

کسقدر نفرت ہو اوسکے توسنِ چالاک کو
قلزم غم مین کہ دو بے مجھے در کار ہے
خاک مین پوشیدہ ہو جائین گی عالی دماغ
گلشو ہر چیز سے رتبہ مین اعلیٰ ہو شراب
گہوارۂ عرش کا ہر دانۂ انگور ہے
پانو نسے لگتے نہین تیا ہماری خاک کو
بیشتر تو بنی کی حاجت ہوتی ہو پیراک کو
کرتی ہو گرد زمین دیکھو ہمارے افلاک کو
کیا ہوا انکار ہے گر زاہدا نا پاک کو
سائبان عرش کہتے دار لبست تاک کو

ولہ

تاب کیا دیکھون ادسکے روئے آتشناک کو
کاہ کا رتبہ وہاں ہو شعلۂ ادراک کو

ردیف کاف

۱۲۱

کان ہوا نے اوتاری تو جوا ای دریا حسن
بالی کی ہر ایک مچھلی ماہی بے آب ہو

پڑ سکا ہجر مین ساقی اگر نالہ کرون
رعد کا زہرہ برنگ آب باران آب ہو

بیقراری کا ہون پتلا شِں موج ای بحرِ حسن
کیون نہ ہر بازو کی مچھلی ماہی بے آب ہو

تم سہی ہشیار ہم سہی غافل اے زاہدو
مجھے بیداری جو تم ایسا نہو وہ خواب ہو

جوش ہیرے آنسو نکا دیکھ لے دریا اگر
کا تمین حلقہ غلامی کا دہین گرداب ہو

سرکشی تیری ہو کیا زاہد کہ اوس بت کے حضور
تیری مسجد کا منارہ ہو کے خم محراب ہو

مین بھی کعبہ مین یہی اللہ سے مانگو دعا
میری طاعت کو اوسی دروازہ کی محراب ہو

واعظوں سے ملتے ہین ہم رند مشرب اسطرح
جسطرح آمیختہ باہم شراب و آب ہو

تیرے کوچے کا ہون عاشق یہ تمنا ہی مجھے
اوزنِ دیوار جاے دیدۂ بیخواب ہو

ولہ

اے پری مکھڑا ملا ہی کیا ہی پیارا چاند کو
رات مینے تیرے دھوکے مین اوتارا چاند کو

پنجہ اوسکا کیون نہ پھیرے پنجۂ خورشید کو
وہ کرے جب ایک انگلی کا اشارا چاند کو

دلسے حیال اوس چاند ہی ٹکڑے کیا جاہئے
شِں گرد دن ہمنے شیشے مین اوتارا چاند کو

جلوۂ رخسار تابان وہ رشکِ مہر و ماہ
چاند سورج کو بنا دیتا ہے تارا چاند کو

رات کو تمہے پر فرشتون کو جو تو آیا نظر
بام گردون سے دہین نیچے اوتارا چاند کو

تیرے گھر بڑھکے پہونچا منزل مقصود کو
اب کہان قطع منازل کا ہی یارا چاند کو

ولہ

او بھبھو کے تیرے قامت کی ہی پرچھائین ہی
وہ سہی قامت کرے گلگشت تیرے ساتھ ساتھ
آگے اوس خوش قد کے کرتے ہین اگر پیدا ہوس
وہ سہی قامت ہیے تو گھر سے چلے جو باغ کو
قمریان کہتی پھرین کو کو چمن مین ہر طرف
وہ سہی قد مرغ دل کی قدر کیون کرتا نہین
فصل گل مین نہین دیتا ندی ای میفروش
عقل اگر ہوتی تو ہوتین اوس سہی قد پر نثار
لوٹتا ہی پاؤن پر مانند سایہ باغ مین
طنز سے تو قہقہہ مارے جو اے سرو روان
آگیا رونا مجھے باز آئے گھر جا میکے آپ
وہ سہی قد یاد آتا ہے تو کیا روتا ہون مین
قد ترہ بوٹا سا نہین بڑھتا تو والہی حسن سے
کسقدر کھو یا گیا ہے تیری قامت دیکھکر
قمریون کے آشیا تو نہین کیا چھپنے کا قصد
پہونچے دل تک شکل قد یار یہ ممکن نہین
آج اوس سرو روان کا قصد ہی گلگشت کا

باغ مین مانند نخل طورا بھی جلجا ے سرو
گلشن عالم مین ہو جا تین اگر دو چار سرو
بانگ لے قمری سے شہپر باغ سے اوڑ جا ے سرو
سایہ کے مانند تیرے ساتھ دوڑا آے سرو
ہو یہ کاہش تیرے آگے کہ گم ہو جا ے سرو
باغ مین دیکھی ہین اکثر قمریان بالاے سرو
ساغر دل مین بھر لگا بادہ مینا ے سرو
جانور مین اسلیے ہین قمریان شیدا ے سرو
تیرے آگے پست ہوتا ہی قد بالاے سرو
شکل فوارہ لب جو اشک بھی بھر لاے سرو
بن گئی ہے آپ جو زنجیر پا ے سرو
کیون نہو ہر باغ مین ہی آب پر جا ے سرو
بس ہمو گلبن ہی کافی ہی نہین پیدا ے سرو
قمریون کو بھی نظر آتی ہی خالی جا ے سرو
کیا ہی اوس سرو رواں کو بھی دکھا گھبرا ے سرو
طول قد سے آپکو گر عرش پہونچا ے سرو
قمریان کہتی پھرینگی جا کو کو ہا ے سرو

ردیف ہاے ہوز

جب تو بھی بدبیغیری کے ہتون بال سیاہ

دن سیہ رات سیہ ماہ سیہ سال سیاہ
دل سیہ بخت سیہ نامۂ اعمال سیاہ

ایک مین درہین یہ چار بلائین کالی
خط سیہ زلف سیاہ چشم سیہ خال سیاہ

ابر آئے تو وہ تری آنکھ رولاتی ہے مجھے
پونچھون گر دیدۂ گریان تو ہو رومال سیاہ

وہ سیہ بخت ہون گر سایہ فگن ہو مجھپر
سایہ کیطرح ہما کے ہون پر و بال سیاہ

آج عالم مجھے تاریک نظر آتا ہے
ہو گیا آہ مرا کوکب اقبال سیاہ

وہ سیہ بخت ہون خط لیکے قاصد جو مرا
راہ کو شبِ قلم کرنے لگے چال سیاہ

ہے تری تیغ سیہ تاب ہلال ابر خورشید
گردۂ بدر کے مانند ہے یہ ڈھال سیاہ

اے پری رو زلفون کے کشا کے لیئے
اب تو صیاد بھی رنگوانے لگے جال سیاہ

عید غربت مین ہوئی ہو گئی دنیا تاریک
ہے محرم کیطرح غرۂ شوال سیاہ

قتل ہوتی ہے بسر وقت تمنا ہے عدو
گردیا ہونکو اوڑھاتا ہے فلک شال سیاہ

خط نکلنے کا شگون آج مبارک ہو تجھے
عکس گیسو نے کیئے آئینے سے گال سیاہ

اپنے ہی روز سیہ سے نہین واقف ناسخ
کیون کرتے ہن کاغذ کو یہ رمّال سیاہ

واہ ہین کیا ہی ترے ابروی خمدار سیاہ
ایسی ہرگز نہ ولایت کی ہو تلوار سیاہ

زلف جانان کے برابر ہین کہین مار سیاہ
کہ مرا رشتۂ نظارہ ہوا تار سیاہ

قاتل خلق ہو کیون نہ سیہ وشب ہجر
ہے ہزاروں جوہر وہ سیہ کار سیاہ

آب حیوان ہو شراب اسکی ہو ظلمات خیر
کیون دھوئین سے نہ ہے خانۂ خمار سیاہ

کوئی خود بینی سے خالی بات قاتل کی نہین
تا بہ آہن کے بدلے ہے سپر مین آئینہ

ہوگیا وہ مست عکس چشم میگون دیکھکر
ساغر مے سے سوا نکلا اثر مین آئینہ

کہہ گئے ہین صاف خود بینی بہت اچھی نہین
دیکھ لین ماہ صفر کو سال بھر مین آئینہ

اشک کا قطرہ جو ٹپکے پیش جانان کیا مجال
بنگیا سیلاب اپنی چشم تر مین آئینہ

مجھسے خلوت مین نظر بازی کیا کرتا ہی روز
اے پری اندام ہے میری نظر مین آئینہ

منھ بگڑتا ہی نہین گاڑ مین حیرت ہی مجھو
دائرہ ہے یا کف مطرب بسر مین آئینہ

جب تب منھ دیکھ لیتا ہے وہ قاتل کھینچکر
یہ کٹاری ہے دیا اوسکی کمر مین آئینہ

قدر بیتابی سے ہے ناسخ دل عشاق کی
گر تھہو سیماب کب ٹھہرے نظر مین آئینہ

ہے گل رخسار جانان نرگس جادو سیاہ
ہو گئے ہین تابش خورشید سے آہو سیاہ

ماہ نو مجکو نظر آتا ہے بے مہر سیاہ
پیر گردون نے کیا وسمی ہی یا ابرو سیاہ

لکھتے ہین رو رو کے ہم حال شب تار فراق
دیدہ گریان کے ہین مثل دوات آنسو سیاہ

کیا ہی اوس بت کا بدن شفاف ہی نام خدا
عکس گیسو سے ہو آئینہ زانو سیاہ

کس قدر تیرہ معاذ اللہ ہے فرقت کی رات
ہو گئے ہین میرے گلشن مین گل شبو سیاہ

پھوٹ نکلی ہے سویدا کی جو رنگت اے صنم
صاف آتا ہے نظر بایان ترا پہلو سیاہ

سننے والے کہتے ہین اپنے کئے کی ہو سزا
گر کبھی کرتا ہون مین جور بدخو سیاہ

مجھسے قاصد کہتا ہین خط کوئی پڑھتا ہی نہین
رات دن کاغذ کیا کرتا ہو تو ناحق سیاہ

سایۂ سرو سے ثابت یہ ہوا گلشن مین
پھیلین جز پا نہ کبھی مردم آزاد کے ہاتھ

پہلے دنیا سے عبث خاک مین رگڑا کرے آپ
آئے گا خاک نہ میراث مین اولاد کے ہاتھ

قتل کی فکر رہا کرتی ہے اعدا کو عبث
موت لکھی ہے ہماری اوسی جلاد کے ہاتھ

تیغ ابروے صنم کی جو لگے لکھنے شبیہ
ہوگئے صاف قلم مانی و بہزاد کے ہاتھ

زلف شبرنگ ہین یہ شانہ شمشاد نہین
کاٹ لایا ہے وہ گل باغ سے شمشاد کے ہاتھ

دیکھی بلبل نے جو گلشن مین کلائی تیری
گل کی شاخون کو سمجھنے لگے صیاد کے ہاتھ

کوہ غم ایک ہی تیشے مین ہوا سو ٹکڑے
کیون نہ آنکھون سے لگا یا کرون فرہاد کے ہاتھ

قطب اقطاب کی ناسخ ہے میسر پابوس
کوئی ابدال کے چومے کوئی اوتاد کے ہاتھ

گھر مین جا سکتے نہین سوئے کمان یار کے ساتھ
ہم بغل رہتے ہین ہم سایۂ دیوار کے ساتھ

کوئی غافل نہین رہتا کوئی ہوشیار کے ساتھ
بخت خفتہ ہو مگر دیدۂ بیدار کے ساتھ

ابروی یار مین یون چشم سیہ کار کے ساتھ
کھینچے تلوارین ہون جسطرح گنہگار کے ساتھ

ہوئی روح اپنی روان جلوۂ رفتار کے ساتھ
لگئے خاک مین نقش قدم یار کے ساتھ

تیرے ہوتے سہ کنعان کے خریدار ہوئے
گفتگو کون کرے مردم بازار کے ساتھ

چستہ ہو روح رہ شوق مین پر ہے جسم
تنگ ہو کیا ہی سبکدوش گرانبار کے ساتھ

نظر آتا نہین مرنے کے سوا فرقت مین
ظلمت گور بھی ہو آج شب تار کے ساتھ

کیا ہے امکان کہ ہو تخلیہ بیداری مین
خواب مین بھی نظر آتا ہے وہ دو چار کے ساتھ

ولہ

ولہ

نرگس کی طرح بخیۂ مژگان سے پھوڑی
پھسلا ہو کیا پائے نگہ سارے بدن پر
ہون منتظر یار یہ ہے میری تمنا

ایجان تری ہاتھ کی پائے جو چھڑی آنکھ
ہے کیا ہی صفائی کہ کسی جا نہ گڑی آنکھ
ہوا آٹھ پہر مین بھی نہ بند ایک گھڑی آنکھ

نظارہ کی حسرت مین جو ہون گور مین مجنون
ناسخ بنے زنجیر کی ہر ایک کڑی آنکھ

کیونکر اوس بت سے ہو ہم سنگ آئینہ
گھر مین ترے پاس سے جاتا نہین
ایسی حیرت کا ہیگو تھی پیش از ین
تو پڑ جائے اے صنم طوطی تو کیا
نام جو ہر سے سکندر سے رہا
کیا سمائے جان عکس نور حسن
دل ادھر ناز کی اودھر ہی حرف سخت
کیا ہی دل پر صدمہ ہین اوس زلف سے
واہ کیا عکس گل رخسار ہے
پڑ گیا ہے پرتو تیرا ضرور
میرے ہوتے تیرے منہ چڑھتا ہی کیوں
ہے ترا حیران سارا کا پنور

صاف وہ نور خدا سنگ آئینہ
اتو سیکھا ہے مرے ڈھنگ آئینہ
دیکھکر تجھکو ہوا دنگ آئینہ
ہوا ابھی مرغ خوش آہنگ آئینہ
ہو گیا ہے رشک ا ورنگ آئینہ
ہے مرے دل کا بہت تنگ آئینہ
کر رہا ہے سنگ سے جنگ آئینہ
شانے کی کھاتا ہے سپر خنگ آئینہ
سالہا رہتا ہے گلرنگ آئینہ
ہے جو یہ خورشید بے رنگ آئینہ
ہے بڑا دنیا مین سرہنگ آئینہ
بن گیا ہے سطح گنگ آئینہ

ولہ

[illegible]

وله

تا زندگی رہا ہے اگر جامِ جم کے ساتھ
اے اہل ہوش کشمکشِ کفر دین سے چھوٹ
زندہ ہین ہجرِ دوست مین عاشق نہ مر دہین
تلوار راست خم کوئی جیسے پرانی ہو
یون تیرگی ہی شمع کے ہمراہ ہجر مین
ہو دسترس تو پھینکین گے دلپر سو دار کے
اہل ستم ستم سے نہ باز آئین گے کبھی
اپنا کچھ آجکل سے نہین کفرزاہدا
جو الدار ہے اوسے کھٹکا ہے چور کا
سودا ہے یار گیسوے مشکین کے عشق کا
توام جہان مین دلِ انسان ہی ادر غم
رہتا ہے روز و شب کیطرح باہم اتصال
سینا ے کو ہم نہین محتاج میفروش
آیا ہے وہ کریم مرے گھر سوار رخش

مانند خون شراب ہو یان اپنے دم کے ساتھ
میخانے بھی بنائے ہین یہ وحرم کے ساتھ
عالم اک اور بھی ہے وجود و عدم کے ساتھ
پیرہن رہتی ہو ہماری بھی دم کے ساتھ
ہوتی ہی جسطرح سے سیاہی قلم کے ساتھ
آئینہ سکندرا بھی جامِ جم کے ساتھ
خونخوار یان ہین صورتِ شمشیر دم کے ساتھ
شل شرار ازل سے ہین سنگ صنم کے ساتھ
مچھلی کیطرح خار ہے پائی درم کے ساتھ
داغون کو کیون نہ مشک لگا وے نہین ہم کے ساتھ
لاکھون جو نعمتین ہو تین پیدا شکم کے ساتھ
شادی کے ساتھ غم ہے تو شادی ہے غم کے ساتھ
مانند آبلہ ہے ہمارے قدم کے ساتھ
بادِ موافق آئی سحابِ کرم کے ساتھ

ناسخ نہ چھوڑیے کبھی راحت مین رنج کو
دوزخ بھی ہمکو چاہیے باغ ارم کے ساتھ

آجتک شوق اسیری ہو مجھ آزاد کے ساتھ
طائرِ روح پس از مرگ ہو صیاد کے ساتھ

[illegible]

ناسخ غم فرقت مین ہے یہ حال ہمارا
جب کھینچتے ہین آہ تو آتا ہی جگر ساتھ

طرب فزا ہو صد و بست سال سالگرہ
شہ زمانہ ابو الفتح کو مبارک ہو
بشان کا کہشان ہو دراز رشتۂ عمر
جلو مین سالگرہ کے جو آئے فصل بہار
فقط ہو گئے ہین بشر کیا خوشی سی کہ یہان
جہان کو صدقۂ نوشیروان عادل سے
تو ہی ہمیشہ تن و جان بادشاہ رہے
دکھلائے ہر برس اپنا جمال سالگرہ
ترے کرم سے ہے یا ذو الجلال سالگرہ
کہ ہے نجوم فلک کی مثال سالگرہ
کریگی باغ جہان کو نہال سالگرہ
ابھی ہو بدر جو دیکھے ہلال سالگرہ
کریگی صاحب مال و منال سالگرہ
طرب فزا ہو صد و بست سال سالگرہ

ولہ

صاف ہو دیوانہ گیسو تمہارا آئینہ
دیکھتا ہے تکتکی باندھ رخ یار آئینہ
شاید اس روی مخطط سے کوئی تشبیہ دے
حسن سے آگاہ ہو کر قتل عالم کو کیا
ہے شب گیسو مین روشن آئینہ رخسار کا
اس امیر با کرم کی مدح خوانی کیلیے
کیون نہو زنجیر جوہر مین گرفتار آئینہ
رشک دیتا ہے مجھے مانند اغیار آئینہ
اسلیے طوطی سے رکھتا ہے سروکار آئینہ
دست قاتل مین ہوا شمشیر خونخوار آئینہ
ہر شب تاریک مین ہو ورنہ بیکار آئینہ
کیا عجب گر قرض لے طوطی ہو منقار آئینہ

دوسٹر کرتا ہے پیدا اردنی والا سیر ساتھ
اپنی صورت کا کسو دھیان اوسکی جو تصویر کو سوا
جو گئے وہاں حضور اوسکے غضب تمنے کیا
ہیں جو روشن طبع حُبِ مال و زر رکھتے نہیں
دشمنوں کو رنگ فق اپنا نظر آتا ہے صاف
آئینہ وہ دیکھتا ہے خواب سے اوٹھکر مدام
دیکھ سکتا ہے کوئی کب عیب و ہیبت سے تجھے
ہر بلا سے کیوں نہ تو ایمن ہے وقتِ نبرد
وار ہرگز تیغ و ابرو کا نہیں کرتا اثر
پیکرِ حیرت نزا ہیں بال سی جوہر کمر
ہیں کو قلبِ باصفا سے جو شناسائی ہے بہت
صبحکو گلگشت کو وہ شاہدِ خود بین گیا
سنگدل ہے صاف دل پیدا جو ہو کب ہے محال
اسمیں جمشید و سلیمان و سکندر کی ہے شان
کیا منجم کو ہوا دھوکا کسوفِ شمس کا

کنج تنہائی میں کیا میرا ہے غمخوار آئینہ
مول اگر لیتا نہیں کوئی خریدار آئینہ
غش ہو گر پڑتا اگر پاتا نہ دیدار آئینہ
گھر میں کچھ رکھتا نہیں اسباب بنار آئینہ
روز رہتا ہے ترے قبضے میں تلوار آئینہ
سچ تو ہے رکھتا ہے کیا ہی بختِ بیدار آئینہ
ہے بجا رکھیں اگر پاس اہل دربار آئینہ
صورتِ سدِ سکندر ہے ترا چار آئینہ
آئینہ تیرا نہیں گویا کہ ہے چار آئینہ
ہے مصلّا پا اوس پری کا صاف ہموار آئینہ
منہ بنا کر دیکھتا ہے وہ ستمگار آئینہ
صاف شبنم سے بنا ہر برگِ گلزار آئینہ
اہل صنعت سنگ سے کرتے ہیں تیار آئینہ
جام آنکھیں ہیں نگیں ہیں ہونٹھ رخسار آئینہ
ہو گیا جسدم حجاب چہرۂ یار آئینہ

آج اے ناسخ ہوں میں اسکندر ملک سخن
ہیں صفائی لفظ و معنی سے سب اشعار آئینہ

ہوگیا ہے عکس تیرا کیا مسخر اے پری — سیکھ آیا ہے کسی ساحر سے جادو آئینہ
چاہتا ہوں میں بھی تجکو اتدن کیا کروں — ہوگیا ہے حسبطرح اے جان بد خو آئینہ
دل ہی اپنا ہوگیا کیا آگے تیرے آب آب — جب ہوا تیرے مقابل نبگیا جو آئینہ
سیل گریہ بنگیا گھل گھل کر تیری ہجر میں — پیش ازین تھی اے پری پیکر تہ زانو آئینہ
ہر طرف میں دیکھتا ہوں آپ آتا ہوں نظر — گھر ہستی میں لگا رکھا ہے ہر سو آئینہ
صورت حال دو عالم منعکس ہو دل میں صاف — منہ تو دیکھو یوں بناسے گا ارسطو آئینہ
ہند میں پہونچا حلب سے طالب دیدار دوست — آدمی سے کم نہیں کرتا لگا پو آئینہ
چاہتا ہے ملکے جسم صاف ہو جائے ایک — کیا کرے پاتا نہیں اے جان تابو آئینہ
یاد گیسو میں جو دے دے ارتا ہی گیو — ہوگیا سودا رسب انند گیسو آئینہ
حسن محبوب الٰہی کا اثر ہے آجتک — عکس روی مہر سے نبتا ہے مہرو آئینہ
حیرتی تیرہو کسی کی بات کا کیا دیں جواب — ہوگیا مانند طوطی کب سخن گو آئینہ
تیرے زلفوں کا تصور کونسے دل میں نہیں — اب نظر آتا نہیں دنیا میں بے مو آئینہ
اے پری دیتیری پلکو نکا اگر پڑجائے عکس — گیا برنگ اطلس دریا ہوا تو آئینہ
عکس اب کسکی جگہ پاسے کہ تیری نور سے — ہے برنگ صاف زبر بسر نیر ملو آئینہ

یار اگر خود بین ہے اے ناسخ مبارک ہو تجھے
جلد بنجا جوش حیرانی سے اب تو آئینہ

ہوگیا ہجر میں جہان سیاہ — ہے زمین اور آسمان سیاہ

ولہ

ولہ

عکس عارض سے ہوئی تیری پری آئینہ — ای بکیت اسکو کہین اب بپری آئینہ

ہو گیا کیا صف مژگان کے مقابل تنہا — کچھ زیادہ ہے سکندر سے جری آئینہ

کیا ہی او حور تجھے دیکھ کے حیران ہوئی — بنگئی شہپر پرواز پری آئینہ

کردیا جوہر ذاتی کو اسی نقص کی عیب — عیب پوشی کے ہنر سے ہے بری آئینہ

باغ مین غش جو ہوئی دیکھ جمال اوس گل کی — مہر ہے نہ نسیم سحری آئینہ

اپنی صورت سے بھی نفرت ہے تجھے غیر تو کیا — تیرے آگے نہ کرے جلوہ گری آئینہ

اوس پری چہرہ نے دیکھا ہی مگر منہ اپنا — آج آتا ہے نظر مجکو پری آئینہ

آئینہ دیدۂ گریان ہے جوہر تیلی — دیکھ لے جو مری آنکھو نکی تری آئینہ

عکس جوہر کو بناتا ہے خط عارض یار — کیا ہی کرتا ہے وہ بیدادگری آئینہ

کرتے ہین اہل صفا اپنے مربی کا نام — دی سکندر کو نہ کیون نام وری آئینہ

اپنی صورت کو نہ دیکھو کہ نہو جائی جنون — ہو نہ جاے سبب جامہ دری آئینہ

وہ جو خودبین ہی یہ ہر شکل تو ہو جاوے یک — کر سکیگا نہ مگر نامہ بری آئینہ

ہے حسینو مکو ہمارا ہی دل صاف پسند — ہند سے ناب ہو طلب کا سفری آئینہ

سیکڑون سامنے آجاتین یون جاکر کون — کیا ہی رکھتا ہے دلا بے خبری آئینہ

تیری لطف رسی ہو جاتی ہے کیا خاطر جمع — چھوڑ دیتا ہے پریشان نظری آئینہ

پائی نزدیکی محبوب سے وقت تاریخ

دور کردا ہے جو زنگ جگری آئینہ

گلونکی پردہ دری کیا ہمین ہوئی منظور
جو آج سیر گلستان کو بے نقاب چلے

خرام ناز تو اوس کو چہ گرد کا دیکھو
نہ اس روش کبھی نہر چمن مین آب چلے

ملے جو وادی غربت مین مجھسے وہ ناگاہ
نہ ٹھہرے پاس مرے کوئی دم شتاب چلے

چلا مین صورت بدمست ٹھوکرین کھاتا
وہ یون چلے کہ کوئی ساغر شراب چلے

برنگ سایہ روانہ ہوا مین جانب شرق
جو سوی غرب وہ مانند آفتاب چلے

ولہ

تا بہ کے ہجر مین ناموں کی یہ تحریر رہے
پھر وہ دن ہون کہ بہم آ تو تقریر رہے

ہاتھ مین گر نہ ترے زلف گرہ گیر رہے
پانو مین تو تری دروازے کی زنجیر رہے

ایکجنون ہی یہ ہوس پانو مین زنجیر رہے
ہاتھ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر رہے

نامۂ یار کے مضمون ہین از بر مجکو
جسطرح یاد کوئی نسخۂ اکسیر رہے

کوئی قاتل کو نکل جاؤنگا مدفن سے کہین
بعد مردن بھی مرے پانو مین زنجیر رہے

نوجوان چھوڑ گیا عالم پیری مین مجھے
کیون نہ مشہور زمانے مین یہ تقصیر رہے

ضعف سے دامن صحرا کیطرح ہم اونکا
ہمتو وحشت مین گریبان بہت چیر رہے

بے شراب آہین کیا کرتے ہین ہم اے ساقی
نعرہ زن جیسے کوئی کودک بے شیر رہے

غیر بیٹھا ہے دلا یار کے گھر ہی پر آج
عرش سے اب نہ ادھر نالۂ شبگیر رہے

فصل گل مین گل داغ جنون تک بھی نہ کھلے
لب غنچہ سے ہم اس باغ مین دلگیر رہے

ولہ

[illegible]

نقش شیرین کو ہوس ہے آپکے پابوس کی
لکھے تیرے خالِ مشکین کے مضامین الیتیم
پرتوِ عارض سے ہر ہر تار ہوتا ہے شعاع
ہم بیابانِ مرگ مین یار وہماری قبر پر
آبِ گل مین اڑ گیا ہے توسن عمر روان
قصد کرتا ہے یا وس صیاد کا تیرِ نگاہ
کوئی جانان گر نہین تو کنجِ زندان ہی سہی
لیجے بڑے شوق سے سر لیجیے عشاق کا

پس اوسی تیغ کو اپنا آستانہ کیجیے
سارے حرفون کے نقط کو مشکدانہ کیجیے
پنجۂ خورشید سے زلفونمین شانہ کیجیے
دامنِ دشتِ جنون کا شامیانہ کیجیے
توڑ کر تارِ نفس کو تازیانہ کیجیے
جسم کیا ہے مرغِ جان کو بھی نشانہ کیجیے
کوئی اے جوشِ جنون پیدا ٹھکانا کیجیے
گنجفے کے طور سے برہم زمانہ کیجیے

رات دن غربت مین ناسخ بس یہی رہتی ہے فکر
کوئی خط لکھیے کوئی قاصد روانہ کیجیے

جیب مین چاک دریار نظر آتا ہے
دشتِ غربت مین نگہ اپنی جدہر جاتی ہے
مے پرست ایسے ہین ہم تو ہین اگر مسجد مین
یہ بھی اوس ماہ کے کیا میرے طرح عاشق ہین
چاند سا چہرۂ تابان ہے مگر اسپر بھی
کاوشِ خلق سے چھوٹا جو ہوا سودائی
شعلۂ داغِ سرِ شوریدہ کا بجھتا ہی نہین

سینے مین روزنِ دیوار نظر آتا ہے
وہی کوچہ وہی بازار نظر آتا ہے
خواب مین خانۂ خمار نظر آتا ہے
جو ستارہ ہے سو بیدار نظر آتا ہے
زلف مین رنگِ شبِ تار نظر آتا ہے
داغ سودا گلِ بیخار نظر آتا ہے
شش طرۂ سر و دستار نظر آتا ہے

[illegible]

تونے پائی زلف مشکین شمع کی پا یادہون
پیشتر آنے سو با ہر جاؤن بار شوق کے
اس قدر جوش جنون نے مجکو لاغر کر دیا
کر دیا غم نے امو پی پی کے اس حبہ سپید
خواب اس غفلت کدہ مین اب جو آتی ہین نظر
آج بارہ جا پڑی تیری نگہ پائی مراد
لگ چلا گلشن مین گرداس سر سیم اندام سے
خاک راہ یار جیتے جی ملے ممکن نہین
تیری ابروے خمیدہ سے کمان او جوان
گر چھڑا نا ہی تجھے بھایا ہمارے داغ کا
سوز غم سے اسقدر جلتا ہون نہین نگاہ قتل
طاق ابروے صنم جسدم نظر آیا مجھے
اوس کمان ابرو کا او ٹھ جاتی ہی مہر بجاہ کو

مجکو ہی مقراض کی حاجت اوس کلگیر کی
روز وعدہ اسلیئے آنے مین کچھ تاخیر کی
ہتکڑی کے بدلے کافی ہو کڑی زنجیر کی
سادی کاغذ مین شباہت ہو مری تصویر کی
فکر کرنی ہے لحد مین ایک دن تعمیر کی
آرزو مدت سے تھی قوس قزح کو تیر کی
ہو چمک موج ہوا مین نقری زنجیر کی
خاک مین مجکو ملا دیگی ہوس اکسیر کی
جھک گئی ہے کہنہ ہونے سے کمر شمشیر کی
پہلے کر لے فکر اے جراح آتش گیر کی
پڑ گئے چھالے جلی خوشنو زبان شمشیر کی
ایک مسجد بس ہین راہ خدا تعمیر کی
شعلہ پیکان شمع نظر و نہیں ہی تھی تیر کی

دانت تیرے دیکھتے ہی ہو گیا تلخ شہید
ہاے کیا ان موتیون مین آب ہے شمشیر کی

آسمان حسن وہ سہ پارہ ہی
ماہ کو جس نے دو پارہ کر دیا

خال ثابت مردمک سیارہ ہی
دل کے ہر پارہ مین وہ مہ پارہ ہی

صورت دولاب ہر گھوار ہ بے
تیری یاد مین
جوش جنون
فوارہ ہے

یا بھلا بیتاب ہی نسبت دل بیتاب سے

نقش شیرین کو ہوس ہو آپکے پابوس کی — پس اوسی تیشہ کو اپنا آستانہ کیجیے

لکھیے تیرے خالِ مشکین کے مضامین الیتیم — سارے حرفون کے نقط کو مشکدانہ کیجیے

پرتو عارض سے ہو ہر تار مو تار شعاع — پنجۂ خورشید سے زلفون مین شانہ کیجیے

جسم بیانِ مرگ ہین یار وہماری قبر پر — دامنِ دشتِ جنون کا شامیانہ کیجیے

آب گل مین اوڑ گیا ہے توسن عمر رواں — توڑ کر تارِ نفس کو تازیانہ کیجیے

قصد کھتا ہے یا اوس صیاد کا تیرِ نگاہ — جسم کیا ہے مُرغ جان کو بھی نشانہ کیجیے

کوئی جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی — کوئی ہو جوشِ جنون پیدا ٹھکانا کیجیے

بدلے شوق سے سر لیجیے عشاق کا — گنجفے کے طور سے برہم زمانہ کیجیے

رات دن غربت مین ناسخ بس یہی رہتی ہو فکر
کوئی خط لکھیے کوئی قاصد روانہ کیجیے

جیب مین چاکِ دریا نظر آتا ہے — سینے مین رخنۂ دیوار نظر آتا ہو

دشتِ غربت مین نگہ اپنی جدھر جاتی ہے — وہی کوچہ وہی بازار نظر آتا ہو

بت پرست ایسے ہین ہم تو ہین اگر مسجد مین — خواب مین خانۂ خمار نظر آتا ہے

ہم بھی اوس ماہ کے کیا مطلعِ عاشق ہین — جو ستارہ ہے سو بیدار نظر آتا ہے

چاند سا چہرہ تابان ہو مگر اسپر بھی — زلف مین رنگِ شبِ تار نظر آتا ہے

کاوشِ خلق سے چھوٹا جو ہوا سودائی — داغ سودا گلِ بیخار نظر آتا ہے

شعلۂ داغ سرِ شوریدہ کا بجھتا ہی نہین — شش طرۂ سرِ دستار نظر آتا ہے

ولہ

۱۳۵

تونے پائی زلفِ مشکین شمع نے پایا دہوان
مجکو ہی مقراض کی حاجت اوسی گلگیر کی

پیشتر آنے سے باہر جاؤن بار شوق کے
روز وعدہ اسلیئے آنے مین کچھ تاخیر کی

اس قدر جوشِ جنون نے مجکو لاغر کر دیا
ہنسکڑی کے بدلے کاتی ہو گڑی زنجیر کی

کر دیا غم نے لہو جی پی کے اس جسم سپید
سادی کا غذ مین شباہت ہو مری تصویر کی

خواب اس غفلت کدہ مین اب جو آئے مین نظر
فکر کرنی ہے لحد مین ایک دن تعبیر کی

آج بار جا پڑی تیری نگہ پائی مراد
آرزو مدت سے تھی قوس قزح کو تیر کی

لگ چلے گلشن مین گر اوس سرو سیم اندام سے
ہو چمک موج ہوا مین نقرئی زنجیر کی

خاک راہِ یار جیتے جی ملے ممکن نہین
خاک مین مجکو ملا دیگی ہوس اکسیر کی

تیری ابروے خمیدہ سے کمان او جوان
جھک گئی ہے کہنہ ہونے سے کمر شمشیر کی

گر چھٹا اتنا ہی تجھسے بچا ہا ہمارے داغ کا
پہلے کرلے فکر اے جراح آتش گیر کی

سوزِ غم سے بقدر جلتا ہون نہین نگاہ قتل
پڑ گئے چھالے جلی خونسے زبان شمشیر کی

طاق ابروے صنم جسدم نظر آیا مجھے
ایک مسجد بس ہین راہِ خدا تعمیر کی

اوس کمان ابرو کا اوٹھ جاتی ہی ہیر بچا کو
شعلہ پیکان شمع نظر دینمین ہی تھی تیر کی

دانت تیرے دیکھتے ہی ہو گیا تلخ شہید
ہاے کیا ان موتیون مین آب ہے شمشیر کی

آسمان حسن وہ مہ پارہ ہے
ماہ کو جس نے دو پارہ کر دیا

خال ثابت مردمک سیارہ ہے
دل کے ہر پارہ مین مہ پارہ ہے

وہ نہان شکوہ یہ روشن گیسوی شبرنگ مین
کس قدر شبہاے فرقت مین ہوا ہی انقلاب
تنگ یہانتک ملا ہے اسقدر غربت مین ہاتھ
ہون تو دیوانہ ولی کرتا ہون دانائی کی بات
بیخودی ایسی شب فرقت مین رہتی ہی مجھے
راتدن ہو اسکی قسمت مین جدائی یار کی
فرقت ساقی مین ایسا ہو گیا ہون ناتوان
چھوڑ کر اپنی تعلی کر تو وضع اختیار
غیر کو جیتا نچھوڑون گر ہی مین بقرار
کیون نظر مین ہو بن تیری بازوونکی مچھلیان
وہ بلا بالا ہو تیری کان کا ای رشک حسن
اشک حسرت داغ فرقت نالہ گرم آہ سرد
شکل خورشید شفق محبوب تیرے عشق مین
وصل پیارے طایر دل جان کیا دیتا ہی تو
کی محرم مین سیہ پوشی جو تو نی ای صنم
ابروی خمدار ہین تیرے اگر تیغ قضا
چشم تر سے لخت دل نکلے تو پایا گوہر

روی جانان ہی سوا خورشید عالمتاب ہی
بخت کو ہی انس آنکھونکو ہی نفرت خواب سے
ہی یقین ہو جائے روشن کر مکش شبتاب سے
حلقۂ زنجیر محبت حلقۂ احباب ہے
مین نہ بیداری سے واقف ہون نہ محرم خواب سے
مرغ دل کو کسطرح تشبیہ دون مرغ خواب سے
قطرۂ مو میرے حق مین کم نہین سیلاب سے
رتبہ مسجد کے منار کا ہی کم محراب سے
جسطرح کشتہ ہوا کشتۂ سیماب سے
دیدۂ گریان ہمارا کم نہین تالاب سے
مچھلیان بھی ہو سکین! ہر نہ اس گرداب سے
لیجلے اسباب ہم نہ عالم اسباب سے
روز محشر دھو رہین دھبا کبھی دم خوناب سے
ہی جدائی مین جو لذت پوچھ لو سرخاب سے
تیرے ابرو ہین مشابہ کعبۂ محراب سے
چین ابرو کم نہین تیغ قضا کی تاب سے
مچھلیان رنگین نکلی جاتی ہین تالاب سے

[illegible]

ولہ

[illegible]

ہے سنہار رنگ اسمین ملگیا سونیکا رنگ
بہرا ہے تیل جو یا کوئی دیو ڈالو ہمین
جان بلب شکر مجھے آیا سیہ خانے مین یا
بعد لذت وصل شہد موم مین ہوتا ہے بہم
اوس سہی قد کو ہوا امیر بطرح سودا اوسے
اوس پری کا تیل ملوانا بدن پر ہے بجا
جوشش سودا ہے تیرے عشق مین ای شہسوار
آدمی ہون بیجنو پوشاک سے داغ نہین
پر ہو جام زندگی لبریز بزم عیش مین
کشت سبز چرخ سے جز دانۂ خال صنم
مین تو عریان دشت وحشت کو گریبانکی طلب
سیم وزر کی کسکو ہے تجھسے طمع اے آسمان
کون ہے بیگر سوا پابند جو گھر کا نہین
ہون وہ مسکین جب بنا تپلا تو مین عرض کی
اقصد ہیبت سمائی ابروے خمدار کی
ہو زبان تیری سی آلودہ تو تشبیہ کو
خوشۂ پروین جو بیجے سو تیونکے ہین تو کیا

تیری بازو پر صنم ہیرےکا جوشن چاہیے
اے صنم ہر چراغ زیست روغن چاہیے
اور کوئی دم چراغ زیست دشمن چاہیے
اوسکے ہونٹھونکے لیئے اب موم روغن چاہیے
گردن قمری مین بھی اب طوق آہن چاہیے
ہے چراغ خانۂ حسن اوسکو روغن چاہیے
جائے طوق اپنے گلے مین نعل توسن چاہیے
ورنہ آپکو و بیابان تک بھی دامن چاہیے
جائے مے اب مجکو ساقی آب آہن چاہیے
خوشۂ پروین ہے مجکو دانہ کا خرمن چاہیے
ہو زبان خار صحرا پر کہ دامن چاہیے
ہم ہین سودائی ہمین تھوڑا سا آہن چاہیے
جسم تو کیا روح کو بھی خانۂ تن چاہیے
کاسۂ سر جام کا شیشہ کی گردن چاہیے
جوہر دنکے تیغ و خنجر کو بھی جوشن چاہیے
ستہ مین غنچہ کے بھی کوئی برگ سوسن چاہیے
اوس پری کو دانۂ گوہر کی خرمن چاہیے

ولہ

[illegible]

ابرو کی تجکو چاہ رہی ہے نہ خال کی
افسون ہو بولنے مین تو چلنے مین سحر ہی
ڈرتا ہون خوش نگاہون سے ایسا کہ دشت مین

الفت ہو جب سے مجکو ہلال و بلال کی
ہو گی پری بھی کوئی نہ اس بول چال کی
مانند چشم شیر ہین آنکھین غزال کی

مجکو لباس فقر سے ہے عار اسلیے
ناسخ نہ تا نے کہین صورت سوال کی

چھوڑکر ہمکو جو اپنے گھر کے وہ اندر بے
بعد مردن دوست جب ہمکو لحد میں دھر چلے
سمجھے سب آئی قیامت سیر کرتی ہو یہا
دوُر کی تسبیح مین نے جب ملا جام شراب
ساغر امید خالی رہگیا تو رہ گیا
وحشت کی نظر قاتل نے جو غصے کے بعد
ہمصفیرو دیکھنا قسمت چلی اولٹی ہوا
بام گردوں سے چلا تحت الثری کو آفتاب
لگ گئی بیمار ہو فرقت مین بستر سے پیٹھ
رہگیا کیا دیکھکر حسرت سے اے صیاد مین
کب کسی کے قتل کو نکلی تری تیر نگاہ
جذبۂ شوق شہادت سے مری گھر کیطرف

نہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپسے باہر چلے
پیچھے پیچھے ہم بھی سوئی کوچۂ دلبر چلے
کوئی جانان مین یہ مجھ دیوانے پر پتھر چلے
آفتاب اے سکیشو آیا تو بس اختر چلے
ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے
زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے
اوڑ کے گلشن کو جو بعد از ذبح اپنے پر چلے
اوٹھکے نہ خانہ سے جب اپنے کوٹھے پر چلے
اوٹھ جاؤن بالفرض مین تو ساتھ ہی بستر چلے
اوڑ کے گلشن کو مری کنری ہوئے جب پر چلے
ایک جنبش دی اگر پلکون کو سو خنجر چلے
خود بخود شمشیر قاتل صورت اژدر چلے

ولہ

کسطرح تا نو نسے ہوشِ حریص دل خالی
جلوہ گر خلوتِ دل مین ہو مرا یار مدام
راہ رو رو زدا و ترتے ہی چلے جاتے ہین
دلِ نالان ہو تری زلف مین آنسو رو ہو
جسم مین زور کمان زخم سے پرداز ہی کا
شب جام مین پر تو جو پڑی ساقی کا
بھر گئے کپڑے لہو سے تو تہو چمن چمن

اپنی لیلیٰ کا نظر آتے جو محمل خالی
کبھی ہوتا نہین لیلیٰ سے یہ محمل خالی
کبھی مجنو نظر آتی نہ یہ منزل خالی
کبھی ہوتی نہین نا تو کی سلاسل خالی
آشیان کر گئے لاکھون ہی عنادل خالی
ہو مرنور سے جامِ مہِ کامل خالی
نور بینش سے نہین دیدۂ بسمل خالی

ولہ

نہو کر دیدۂ تر اشکون سے اک پل خالی
تھوڑی ہو خاک درِ یار بھی تا دور ہو دود
شکر کو اس قدِ موزون کی بھلا کیا نسبت
ہو گیا ساغرِ عمر آہ لبالب ساقی
ایک ہی دیکھتے ہین جنکی بصارت ہو درست
اس خرابی مین نہین ہو کوئی دو دن آباد

کبھی ہو تر نہین پانی سے یہ بادل خالی
نہ لگائے مرے سر پہ کوئی صندل خالی
کہ معانی سے یہ ہے مصرعِ مہمل خالی
نہ مجھے کر دیا ساغرِ اول خالی
نور توحید سے ہین دیدۂ احول خالی
آج معمور جو ہین ہونگے وہ گھر کل خالی

تاریخ

چشم دکا کل کے تصور مین جو گذرا
گر گئے آہو سے مشکین ہین جنگل خالی

خون ہوگیا جو غم سے دل اپنا تو سمجھے ہم
شیشے مین آج بادۂ یاقوت رنگ ہے

ولہ

ہے بے صفا جو کوئی گرفتار رنگ ہے
خورشید آئینہ ہے شفق مثل رنگ ہے

سر چھوڑنے چلا ہون مین کعبے کو زاہدا
جوش جنون مین کیا ہی تمنائے سنگ ہے

اوس سرو خوش خرام سے نسبت عجالہ ہو کیا
گلشن مین چلکے دیکھ تو شمشاد لنگ ہے

اے برہمن جو سجدہ کرون نہین تو عیب کیا
اوس بت کے آستانہ مین کعبے کا سنگ ہے

حاضر ہے قتل ہونے کو ناسخ بھی مثل درد
گر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہے

دیکھنا تاثیر میرے نالۂ جانکاہ کی
سنگ ہے اوس بے رحم نے بے اختیار آہ کی

ہاتھ مین عشق ذقن مین اشک آنکھون سے رواں
دیکھنا ہوتی ہے سوت اگر کہان سیاہ کی

دور سر گردی ہستی طامع تو کیا سمجھا ہون مین
اسمان گنج قارون پر مری تنخواہ کی

اول و آخر ہے یکسان بیچ کا کیا اعتبار
ہے حقیقت ایک نظر و نہین گدا و شاہ کی

پاس کعبے کے پہونچکر بھول جاتا ہون راہ
کشش کرتی الفت اوس بت گمراہ کی

جلے حیرت ہے بجا کر پاؤن کہہ اے باغبان
تونے سرسبزی کبھی دیکھی ہے برگ کاہ کی

حسن ابا بنا دیکھو کہ بس چلنے لگا ساتھ
برگ گل سے بھی ہے رنگت سرخ برگ کاہ کی

چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نے
گرد اوڑی جب اے ماہ تیری تجلی گاہ کی

اے مصحف موقلم کے بدلے ہون خط شعاع
صفحۂ خورشید پر تصویر کھینچ اوس ماہ کی

ولہ

مسکن خانۂ شرابی ہے
کعبۂ دل کی اب خرابی ہے

[illegible] قاصد لتا نے [illegible]

ولہ

[illegible]

حق جمیل اور دوست رکھتا ہے جمال / خوب رویون سے محبت خوب ہے
ہے گواہ اللہ اور اوس کا رسول / قاصد محبوب بھی محبوب ہے
ہجر مین اک طفل کے رونا پڑا / ماجراے گریۂ یعقوب ہے

کھینچ چلا آخر کو جذب عشق سے
سچ ہے اے ناسخ تو اب مجذوب ہے

موت کی بھی راہ مین کیا پھیر ہے / قتل قاصد آنے مین جو دیر ہے
دیر قاصد کو لگی جو راہ مین / تیری قسمت کا دلا یہ پھیر ہے
جب سے پنہان ہے وہ رشک مہر و ماہ / رات دن زیر فلک اندھیر ہے
اسقدر رکھا یا تری فرقت مین غم / دل ہمارا زندگی سے سیر ہے
دشت غربت مین ہوا ایسا حقیر / ہے جو روباہ میرے حق مین شیر ہے
ہے بجاے حرز جو مکتوب یار / آج بارے دیو فرقت زیر ہے

ولہ

مثل جنت دور میرا باغ ہے / رشک دوزخ سینہ پر داغ ہے
ہجر مین کیا مے پیون مین ساقیا / جام مے شیشے کا استفراغ ہے
ہے یہ داغ اوس آستانے تیری دور / کب یہ سجدے کا جبین پر داغ ہے
کیا پریشان غل سے کرتا ہو دماغ / کچھ خبر قاصد کی بھی اے زاغ ہے

[illegible]

ولہ

[illegible]

قاصد

[illegible]

ولہ

[illegible]

قاصدا پُرزے اوڑھالے جیب کے	یہ جوابِ نامۂ احباب ہے

ولہ

یان ہنسی لب پہ ہے دل مین درد	راز رکھتا ہے نہان جو مرد ہے
فصلِ گل ہے کیون نہو ہمپر بہار	سُرخ آنسو ہین تو چہرہ زرد ہے
بے ہوا سرگشتہ ہے میرا غبار	سامنے اوسکے بگولا گرد ہے
اس قدر نامے لکھے ہین جون حرف	ہاتھ مین ہردم قلم ہے فرد ہے
قاصدِ محبوب کی آمد نہین	اسلیئے ہر شعر مین آورد ہے
بوے گل لائی نہین ہردم نسیم	اوسکی بازی گاہ کی یہ گرد ہے

نامۂ محبوب جو لائے صبا
مجکو ناسخ گنج بادآورد ہے

جسنے آنکھ آپ سے لڑائی ہے	اوس سے اک خلق سے لڑائی ہے
کھوئے جب آپ کو ملے محبوب	گم ہوتے تب یہ بات پائی ہے
دیکھا اے سحاب دیدۂ تر	کیا بگولون نے خاک اوڑائی ہے
لیجلی ہے وطن سے وحشت دور	بارے نزدیک موت آئی ہے
آج بھولا سخن جو راہِ دہن	دل کو کیا بات یاد آئی ہے
وصل ہوگا شراب پی لونگا	ہجر ہی مین یہ پارسائی ہے

[illegible]

۱۴۴

[illegible]

بہر

بام ہے اوس ماہرو کا کیا ہی دور | اوس سے تو چرخ کہن نزدیک ہے

گرد ضو ناسخ برائے فاتحہ
روضۂ شاہِ زمن نزدیک ہو

کس کو فرقت مین خواہش مل ہے
تیرے عاشق ہوئی ہین سب معشوق
نہین تلوار آپ کی خمدار
ہو نہ موتوف قلقل مینا
دلِ نالان ہوا مرا جو اسیر
گل گلزار مین ثبات کہان
شبِ فرقت مین شمع کا کیا ذکر
کیون نہو شیِ شانہ دست دراز
جانتا ہے وہ خوب میرا حال
جل گیا تیرے رشک سے گلزار
بے پیئے کیون بہک گیا ایسا
خود بے فصلِ بہار ہوش ربا

پانی پینے مین یان تامل ہے
تھا جو گل آگے اب وہ بلبل ہے
قلزم عشق کا یہی پل ہے
ورنہ ساقی ابھی مرا قل ہے
مثل زنجیر راہ مین غل ہے
پائدار اوسکی کفش کا گل ہے
زندگی کا چراغ بھی گل ہے
یاد افسون مار کا کل ہے
نہین جاہل اوسے تجاہل ہے
ہے وہ گل میرے ہاتھ کا گل ہے
محتسب کس کو نشۂ مل ہے
بندہ بدمست ساغرِ گل ہے

بندۂ مرتضے ہون مین ناسخ
سجدہ گہ نقشِ پائے دلدل ہو

دیکھتے ہی بادۂ گلگون کو رنگت اڑ گئی
جان مجنوں کی ہمیں صورت نظر آتی نہیں
پڑتی ہو روشن دلون کو تیرہ ختوں سے غرض
ساقیا کیا ہے ترے شیشے کے آگے دور بین
جسم کو چھوڑا نہیں میں نے وطن آیا قریب
لگیا محبوب سے جو آپ سے باہر ہوا
موذی اپنے مال سے بھی منتفع ہوتے نہیں
پھوڑا لاہے سر بنا تیرے عشق میں
گردن ساقی کی ہو کیسی صفائی میکشو
جستجوے مے میں ہم صحرا الصحرا میں خراب
پڑ گیا ہو عکس جو ساقی کے حسن سبز کا
آرزو دو ساغر مے ہو بس اے ساقی مجھے
سینہ کوبی میں نے دور میں کی جو ہوا منہم
جای خون ہو جسم ساقی میں شراب لعل گون
ہو گئی ہو آگ فرقت میں شراب آتشین
فصل گل میں اتقدر ہو میکشوں کا دور دور
دست رنگیں اور تیرے ساعد سیمیں نہیں

گل نے پیدا کی ہے رنگت ساغر بلور کی
بجلی فردوس کو فرقت مجھے اک حور کی
جسطرح ہو شمع کو حاجت شب دیجور کی
سوجھتی ہو نشہ مے میں نہایت دور کی
روح نے اپنے بدلنے گرد غربت دور کی
ایسی از خود رفتگی کیا ہے غریب دور کی
موم سے کیا روشنی ہو خانۂ زنبور کی
برہمن کے ماتھے پر سرخی نہیں سیندور کی
کیوں نہ خم ہو جائے گردن شیشۂ بلور کی
کیوں نہ ہو شکل آبلوں میں دانۂ انگور کی
قطرۂ مے میں ہو رنگت دانۂ انگور کی
کب طلب ہے جام جم کاسۂ فغفور کی
کیا خوش آئندہ یہ آواز دہل ہو دور کی
آنکھ ساغر کی ہے گردن شیشۂ بلور کی
ساقیا ہر خم میں سوزش ہو عیاں تنور کی
سبحہ زاہد نے بنائی دانۂ انگور کی
شعلے ہیں یاقوت کے شمعیں ہیں گویا نور کی

کیوں شبِ بازِ زمستاں میں بہت آتی ہے یاد
ماہِ کنعاں ہے وہ طفل اور کور میں یعقوب سا
شاہ کہتے ہیں جسے جس کو گدا پائیں مراد
ہو گیا شش شبِ دیجور رغبت اپنا سیاہ
وہ ستم کرتا ہے مضمون حیلہ ساز کو رقم
نامہ صا چاک جگر سلوانے کی فرصت کہاں

ہو دراز اوس کمر و ش کی لغت کوتاہ ہے
سُرمۂ بینش مجھے وہ گرد بازی کا ہے
نام کو دنیا میں یوں تو جو گدا ہے شاہ ہے
سال بھر گذرا کہ نظروں سے نہاں وہ ماہ ہے
ہاتھ میں جائے قلم گویا دُمِ روباہ ہے
رشتہ اپنی زندگانی کا بہت کوتاہ ہے

کیا تنزل میں ترقی ہوگئی ناسخ مجھے
گر نہیں دربار تو اللہ کی درگاہ ہے

قم نہیں گر رُوسیاہی ہو خدا کے سامنے
ہوں تصور میں کسی کے یاد پا کے سامنے
داغ ہے طاؤس اوس گلگوں قبا کے سامنے
سجدہ کرتا ہوں بُتِ ناآشنا کے سامنے
میں نہ فریادی تو نکلا ہوں خدا کے سامنے
جسم چھوٹا رُوح سے دل سے چھوٹا وہ صنم
دلت ہو یا خال ہو یا چشم ہو یا ہو شرہ
بوسے کا سائل ہوں کیوں مجکو نہ کیجو فقرعہ
غصے پہلے دو رقیبوں کو اگر پیغام موت

سُرخرو ہوں اوس بُتِ ناآشنا کے سامنے
ہے چراغِ زندگی میرا ہوا کے سامنے
سانپ ہو رہتی ہے کم زلفِ دوتا کے سامنے
بندے ہیں کیا چیز ہیں کہہ دیں خدا کے سامنے
آشنا کا کیا گلا ناآشنا کے سامنے
بت بغل میں لیکے ہیں ہم خدا کے سامنے
ہائے ہو جاتا ہوں ہر اک بلا کے سامنے
قدر کیا محتاج کی حاجت روا کے سامنے
کیا بُرا یہ کام ہے پیکِ قضا کے سامنے

الفتِ ابروئے جانان مین ہوا سودا مجھے
ابرو رخسارِ جانان دیکھکر حیران ہمین
ہے برابر رات دن جسجا ہی خطِ استوا
ہے عجبا تون کو کافی بس گداؤنکی صدا
بھیجے ناسخ لکھ کے یہ اشعار سے لکھنؤ
محو فروشی کے لیے آپ جو بازار چلے
کہکے چشمک جو خیابان تو ای یار چلے
ہم نے جو تعلق جو تم ناز سے ای یار چلے
نامہ آیا بھی تو بالفرض پڑھیگا اب کون
قلزمِ اشک جو ہے گرد بیان فرقت مین
جب ہو یوسف ثانی کی سواری نکلی
میری تصویر اگر پیرہن چسپان چسپان دے
تیر بحر ہے ابھی میخانہ گر تشنہ مے
ہوگیا کوکبِ اقبال مرا شبیل زوال
نہین چلتا مری کچھ پہ خدا سرورِ روان
تنگی عالمِ امکان کی یہ قاطع ہے دلیل
ہر قدم پر ہے مجھ یون رہ دین مین لغزش

میری سر کے واسطے کعبے کا پتھر چاہیے
ماہ نیچے چاہیے خورشید اوپر چاہیے
مانگ کو قدمون تلک موئے عنبر چاہیے
اور اب دربان کیا شاہ ہو نکر در پہ چاہیے
طائرِ مینی کو اب کا نمد کا شہپر چاہیے
نقدِ جان لیکے ہزارون ہی خریدار چلے
ساتھ ہی تھامے عصا نرگسِ بیمار چلے
ہو قیامت اگر اس چال سے تلوار چلے
ہائے اے منتظری دیدۂ بیدار سے چلے
اپنے دیانے سے جس سمت چلے پار چلے
ساتھ سودا زدہ سب مردمِ بازار چلے
ساتھ پھر سب کے میخانے کو دیوار چلے
اپنے منھ کھولے ہوئے صورتِ منقار چلے
کیون نہ سلگانے کو اب آہ شرربار چلے
ایک وہ تھے جو کیا حکم تو اشجار چلے
آئے دو چار جو اسمین ہین وہ چار چلے
لڑکھڑاتا ہوا جیسے کوئی میخوار سے چلے

ہم رند بادہ خوار ہین کوئی گدا نہین	کیون ساقی اپنے ہاتھ مین خالی ایاغ ہے
ہین برگ لالہ شعلے جو اوٹھتے ہین متصل	داغ سیاہ ہجر مین لالے کا داغ ہے
ایسے کیکو نخبت نہ واژون ہون سیا قیا	خالی حباب می کیطرح بیان [illegible] ہے
عطار اوسکے واسطے گل جنت کا چاہیے	عطار سے کہو کہ وہ عالی دماغ ہے

ہے مرغ نامہ بر کا اسے شائد انتظار
ناسخ جو آج گوش بر آواز زاغ ہے

وہ مجنون ہون کہ ہر عالم مین لیلی ہیرتی ہے ساتھ	دل نالان جرس ہے سینہ بے کینہ محمل ہے
نہوگا ذکر اپنا دفتر دیوان محشر مین	ہمارا نامہ اعمال باطل فرد باطل ہے
دم ذکر سخن کیونکر نہو جادو رقم خامہ	دوات اپنی قلمدان مین بجا چاہ بابل ہے
کھنچا جاتا ہے ہر طرف سے تیری جانب	بجا ہے مرکز عالم ترے رخسار کا تل ہے
مری مجبوب آغوش بھی کوئی نہین خالی	وہ بحر حسن ایسا ہے کہ عالم اوسکا ساحل ہے
ادل سے جانتے ہین ہم نہین جہد وفا گو	ہما نہین آسایش خلق کی تحصیل حاصل ہے
دلیل عقل ہے وارستگی بند علایق سے	کہ سودائی ہما نہین قابل طوق سلاسل ہے
کیا ہے مضطرب لیلی کو ایسا جذب مجنون نے	کہ نالان وحشت وحشت مین جس کیطرح محمل ہے
ہماری زندگانی ہے فقط شوق شہادت سے	دم اپنے جسم مین گویا دم شمشیر قاتل ہے
نہین عشاق کو آرام ممکن بعد مردن بھی	ولا یہ گور راہ عشق مین پہلی ہی منزل ہے
ہمارے مزرع امید کا کچھ حال مت پوچھو	برنگ خوشہ ہین مژگان تر یہ حاصل ہے

کونسی نکلی ہوس میرے دلِ مایوس کی
چلتے چلتے دشتِ غربت مین یہ تلوے چھل گئے
تشنۂ ہستی مین ساقی بادۂ عشرت کہان
چین لا تو نے سارے باغ کو اے رنگِ گل
صبح اے منعم عمارت کا تو ہے مذکور کیا
جنتِ کوے صنم سے مرغِ دل نکلا جو ہا
وصل کے دن مر کے یون چھوٹا ہون غم سے
او موذن دیکھ لیگا تو مری تربت اگر
پانچہ سرکا دے آتی ساق سیمین سے صنم

دو کنارا یجانِ یان حسرت کنار و بوس کی
ملتے ملتے جو ہوئی حالت کفِ افسوس کی
ہو شرر گر دیتین صورت شیشۂ معکوس کی
کیا غبا کو ہے فقط حسرت ترے پابوس کی
گور بھی ملتی نہین دنیا مین کیکاؤس کی
دانہائی یاس سے صورت ہوئی طاؤس کی
عید کو جیسے رہائی ہو کسی محبوس کی
نکلے گی وقتِ اذان منہ سے صدا ناقوس کی
یہ نہین وہ شمع حاجت ہو جسے فانوس کی

التجا ہے بس یہی **ناسخ** خدا سے رات دن
جلد ہو مجکو زیارت پادشاہِ طوس کی

دوست جب سے اک برہمن زادہ ہے
ترک کرتا ہے عشق سادہ رو
ہاے پھندا پڑ گیا زنار کا
جسکی مسجد پہ نہ پڑتی تھی نگاہ
زاہدا مین کیا کرون ترکِ وضو
رشتۂ زنار جو ہے تا کمر

دل ہمارا کفر پر آمادہ ہے
زاہدِ بے دین بھی کتنا سادہ ہے
قید اب مرغِ دلِ آزادہ ہے
وہ وریت خانہ پر افتادہ ہے
دوش ساقی پر سبوے بادہ ہے
بس یہی راہِ عدم کا جادہ ہے

دشتِ غربت میں اگر مر رہنے کو
جو گڑھا آیا نظر وہ گور رہے

ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول
صبح ہوتے ہوتے اپنی چُور رہے

اوس بُتِ شیرین ادا کی پور پور
بے تکلف نیشکر کی پور رہے

رات کو چوری چھپے پہونچا جو مین
غل مچایا اوس نے دوڑو چور ہے

میکشی مجھ سے چھوڑاتا ہے بزور
ساقیا زاہد بھی کوئی زور ہے

گرینی اودستے وا سے علے پر قیاس
شہرِ شیرین مین سمندر شور ہے

کر رہا ہے جلوے تیرے سامنے
چاند شاید اسے ستم شب کور ہے

رہنے دے میرے دلِ پُرداغ کو
تیرے باغِ حسن کا یہ مور ہے

ہر قوی کو چرخ کرتا ہے ضعیف
مار بھی اک دن غذاے مور ہے

جو نظر آتا ہے ناسخ ہے وہی
ڈھونڈھتا ہے جو اسے وہ کور ہے

دیر کس کا کعبہ مقصود ہے
بُت اگر گم ہے خدا موجود ہے

ہے بخیر انجام اے دل غم نکھا
سوزِ فرقت آتشِ نمرود ہے

بُت بھی سجدے کرتے ہین جسکے حضور
وہ مرا نامِ خدا معبود ہے

سودۂ الماس کھا کر مر رہون
زندگانی ہجر مین بے سود ہے

جل رہا ہون آہ مین کرتا نہین
داغِ فرقت آتشِ بےدود ہے

کیا عوض چاہون وفا سودا نہین
دل جو دے ڈالا تجھے یہ جود ہے

بادہ ہوں اوس زلف کا مضمون جو میں بحر یاں
ہو یقین شعروں میں سانپ کا منتر ہو جائے

کیا ہی قسمت میں ہو نقصان بر نگ نخچہ
شیشہ سے مجھے ملجائے تو ساغر ہو جائے

کیا ہی وہ دشمن قاصد ہے کہ وحشت سے مجھے
نہ کہیں منکر جبرئیل و پیمبر ہو جائے

اے پری ضعف سے ہر چند گر سایہ کیطرح
بچا ندوں یوار تری بند اگر در ہو جائے

ئی یا قوت ہے آئینہ ترے پر تو سے
عکس پڑ جائے تو چاندی بھی ابھی زر ہو جائے

کون تنت کرے دربان در جانان کی
ایکدم بر وقدن تو دیوار ابھی در ہو جائے

نہ کبھی شکل تری دیکھی نہ آ واز سنی
اے پری غیر کرو کو ر بہا بر ہو جائے

پان اسیر کی بوئی وہن یار میں ہے
ورق نقرہ لیتین ورق زر ہو جائے

آتش سے نہیں ہے ساقی ہو بجا
ابلے کا بھی اگر نام سمندر ہو جائے

ریبا اور نگ ہوا ہے شبہ اول ناسخ
کیوں نہ نوروز کو دن رات برابر ہو جائے

آج سیخوار و فراقِ ساقی گلفام ہے
چورا پنا کاسۂ دل برنگ جام ہے

بے ذری کا غم نہیں جاری ہمارا کام ہے
سامنے آنکھوں کے اک محبوب سیم اندام ہے

ٹھوکریں کھاتا پھرونگا لڑکھڑا نیکے عوض
گردش ساغر کہاں اب گردش ایام ہے

بیخودی میں آنکھ پڑ جاتی ہے جب خورشید کو
آسمان کو جانتا ہوں اوس پر کیا جام ہے

مطمئن ہر حال میں ہو عاشق پختہ مزاج
بیقراری کیوں نہو سیماب جبتک خام ہے

روئی جانان پر نہ زلفیں ہیں مشک ختا
دل کے پھنسنے کو نجانیں کونسا وہ دام ہے

کریگے پاؤنکو صحرا مین تو خاروں کی نیاز
آئینہ ذو تیش کفارانی یکرنگی مین نزق
کوہ پر سر کو بھی چلکر نذر خارا کیجیے
کیا خدا سے اے بتو شکوہ تمہارا کیجیے

آسمان کہتے

آسمان کہتے ہین اے ناسخ یہ بیکاری سی
مہر و مہ کو روز و شب تیرے دوارا کیجیے

کمال آپکے جلوہ سے بام روشن ہے
وہ ماہ صبح گیا اور وقت شام آیا
شب فراق گئی روز وصل آ پہونچا
برنگ مطلع ماہ تمام روشن ہے
سیاہ صبح ہوئی شکر شام روشن ہے
طلوع صبح سے عالم تمام روشن ہے

ولہ

خط کے لانے مین اگر پیک صبا نے دیر کی
جان نکلنے میں خانۂ تن سے ہوئی بیگانہ وار
مصحف عارض نہ دیکھا وقت یسین آ گیا
کاش وہ بت کوئی ٹھوکر میری تربت پر لگا
عید بان ہو گلا کانون مین لب تیا شتاب
خشک غم سے ہو گیا میرا بدن مثل قلم
دل مرا بچپن ہے کہ سست اے قاصد شتاب
جان پہونچی ہے ہونٹھو تک ابھی وہ ملین ہے
ہو غضب آتے نہین کیون پیک قضا نے دیر کی
دم بھر آنے مین جو نا آشنا نے دیر کی
لے کیا تاثیر مین میری عا نے دیر کی
حشر کرنے مین قیامت ہو خدا نے دیر کی
کیون گلے لگ جانے مین اوس دلربا نے دیر کی
خط کے جوار سال مین اوس بیوفا نے دیر کی
کیا عجب آنے مین کیون اوس دلربا نے دیر کی
ضعف سے کیا میری آہ نارسا نے دیر کی

ساغر دکھا کے مجکو نہ فرقت مین تو رُلا
ساقی یہ کچھ پری ہے کسی بادہ خوار کی

مژگان کو ترکیا نہین رو رو کے یار نے
تلوار میری قتل کو بہرِ آبدار کی

کیا جل رہی ہین آنکھین مری بیجا ابل دوست
ہے آنسوؤنکو قطرہ نہین حالت شراب کی

قاصد یہ کتنا غور سے خرخی کو دیکھیے
مہ ہے شبیہ آپکی زردہ مزدہ کی

ہو شعلہ جسطرح ہر شاخ درختِ طور
ایسی ہے شان اوس ستم مے سوار کی

تارو نہین ہمکال دیے دانت چرخ نے
وحشت ہوا سقدر مری شبہائے تار کی

بن کیا کہ پاے نکہتِ گل مین بھی اندنون
بگڑی پڑی ہے موجِ نسیمِ بہار کی

شرمندہ اپنی جلد روی سے جو ہو گئی
پھر آنکھ مجسے وصل کی شب نے نہ چار کی

تلوار کچھ نہین ترے ابرو کے سامنے
اور نہو تو کہاؤن قسم ذوالفقار کی

کرتے ہو تم رقیبو نہین اپنی تو دل لگی
کچھ فکر ہے مرے بھی دلِ بیقرار کی

ساقی چڑھا گیا ہون جامِ شرابِ عشق
پر سوجھتی نہین کوئی تدبیر انتظار کی

مضمونِ زلف سو دہنِ یار ہے دقت
حالت ہو نوکِ کلک مین دندانِ یار کی

اوٹھنے لگی ہے کیون مرے زخمِ کہن مین ٹیس
آئی ہے شانہ آج ہوا کوے یار کی

ناسخ رہے جو درد کسی جلوہ گاہ سے
مٹی رہے خراب ہماری غبار کی

سیرِ گلشن کو اگر وہ بتِ پر نور چلے
حسنِ نسرین دشمنِ صورتِ کافور چلے

پڑ سکال آتی ہے مڑ ڈھونڈتی ہم دور چلے
آج ہم دشت مین ہین شہر مین انگور چلے

آپ کو کرتے ہیں اعجاز لگا لیتے ہیں
پوچھیے وہ کو سوں بیان ادمی نہیں ہے پا قلم

آدمی کیا ابھی تھہ آپ کے تصویر چلے
آگے تقدیر کے ممکن نہیں تقدیر چلے

کسطرح اوسکو روانہ کردن ناسخ مکتوب
جاے قاصد مرے آمنوؤم تحریر چلے

ایک خلقت ہے اسیر اے جان تیری چال کی
نقش پا ملتے ہیں جادہ میں صورت جال کی

جسم گر ہے ناتوان تو جان ہی اپنی چلی
کچھ تو ہو تدبیر اوس قاتل کے استقبال کی

ناتوان ہین اور تو کچھ ہمسے ہو سکتا نہیں
کرتے ہین تعریف بس تیری کمر کے بال کی

جب خط شکین ہوا اوس صفحہ رخ پر رقم
زلف پیچان کا قلم تھا روشنائی خال کی

پھیلی وحشت جنون سے جانب دشت عدم
ہے زیادہ ہر برس سے وحشت آپکی سال کی

یار آیا ساتھ غیر دنکے گلے لگنا کہان
کیا خوشی ہمکو بھلا ہو غرہ شوال کی

عشق لیلے مین ہوا ہے قیس کو حاصل کمال
ہے یقین زنجیر سے نکلے صدا خلخال کی

شوخیان ہر ناخن پا مین ہین چشم حور سے
ہے ترے تلوؤن مین صفائی ہر پری کے گال کی

ہر گھڑی بیمار لگتی ہے ہمارے دلکو چوٹ
ہجر مین قسمت ملی ہے کیا ہمین گھڑیال کی

نامہ محبوب کا رہتا ہے دن رات اشتیاق
فکر مجکو کچھ نہیں ہے نامہ اعمال کی

دیکھتا ہے قاصد نامہ نہ سنتا ہے پیام
کسطرح ہو اطلاع اوسکو ہمارے حال کی

جسطرح بے ابر برپا ہو گیا طوفان نوح
حاجت اپنی چشم گریان کو نہیں دنبال کی

نقش ہستی محو ہوتے ہین برنگ نقش پا
کچھ خبر ہے راہ چلنے مین کسی پامال کی

چل ذرا اب یار پر قربان ہون	کہتے ہین سب عید قربان آج ہے

حرفِ باطل کیونکر اے ناسخ سنون
کان مین یان پنبۂ حلاج ہے

وصلِ جانان سے جو مجکو یاس ہے	ہجر مین جینے سے جی بے آس ہے
گو رہو پنڈے سے مشابہ ہو تو کیا	یاسمن مین کب تری بو باس ہے
مے تو مے فرقت مین کیا پانی پیون	قطرہ جو ہے ریزۂ الماس ہے
دور ہے وہ لالہ رو اے دل تو کیا	داغِ حسرت تو ہمارے پاس ہے
دشتِ غربت مین ہوا لاغر سب بدن	بس ہمارے پاؤن پر الماس ہے
ہون نمکسا سو تیرے عشق مین	بھوک لگتی ہے مجکو نہ پیاس ہے

عشق تو مدت سے اے ناسخ نہین
مجکو اپنی بات کا پاس ہے

ماہ پر یہ داغ کیا نسبت ہے اوسکے گال سے	ہے زحل منحوس کیا لگا ہوا وسکو خال سے
اور طائر اوسمین پھنستے ہین تو ہمین مرغِ روح	بال کے پھندیکو کیا نسبت کمر کے بال سے
طائرِ دل ہے یہ رنگ طائرِ نکہت اسیر	کیا رہائی پاتے تیرے گیسو کے جال سے
چلتے چلتے کیون نہ رک جائے نسیمِ آبِ روان	جائے جب صحنِ گلستان مین وہ کس سمال سے
وادیٔ مجنون مین لیلیٰ جو رکھے گی قدم	نالۂ زنجیر نکلے گا تری خلخال سے
پست ہر نقطۂ الف پر ہو کبھی ممکن نہین	اوس ہی قد کے ملنے کو غرض کیا فال سے

لکھو تاریخ مجکو محفوظ اس زمانے مین خدا
وقت خیر آگئے کبھی تھا اب تو خیر کا وقت ہی

آگئی موت شب ہجر مین ہیہات مجھے
کبھی نالہ کبھی گریہ کبھی وحشت کبھی غش
پہر ن ہی بات مری منھ سے نکلتی ہی نہین
فرقت یار مین انسان ہو نہین یا کہ سحاب
مین وہ ہون جسنے پلایا ہے پیالہ سبکو
ہمہ تن چشم ہے تار دنسے اوڑانیکے لیے
کلمہ گوئی سے تو سند ورکھا ہی زاہد شہر
کسی نعمت سے مین واقف نہین جز بادہ تلخ

اب کہان یار سے امید ملاقات مجھے
کیا ہی اوعشق کیا تو نے خوش اوقات مجھے
یاد آجاتی ہے تیری جو کوئی بات مجھے
ہر برس آکے رولا جاتی ہی برسات مجھے
رند کیونکر نہ کہین پیر خرابات مجھے
تیری فرقت مین ہوئی دیو سیہ رات مجھے
نفی کے قبل بھلا حاصل اثبات مجھے
زاہدا تو سمجھ تارک لذات مجھے

جتنے اونی ہین سمجھتا ہون مین اعلی ناسخ
صاف خورشید نظر آتے ہین ذرات مجھے

کوئی جانان پائے گل تو گلشن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جیب مین چاک اپنے گریبان کیطرح کر ڈالگا
اندنون چھوڑا مری گھر کا جو آنا یار نے
اوسکی بھی شرمگین آنکھین میں ہون کیونکر دہ

نکہت گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے
جو کہ آہن رہا کسطرح آہن چھوڑ دے
قیس چلایا مری صحرا کا دامن چھوڑ دے
تو بھی ای روح روان اب خانہ تن چھوڑ دے
دیکھکر مجکو نہ کیون پلکون کی چلمن چھوڑ دے

پڑھکے خط اوس بیوفا کا جو نہ کہنا تھا کہا
پہلی منزل گور اوسمین منزل ہی نہین

آنکھ کر سکتا نہین مین نامہ بر کے سامنے
کیا ہے دنیا سے سفر پیر سفر کے سامنے

ایک شیشے سے بھی نیچا ہو تو ناسخ غم نہین
آفتاب حشر کیا ہے داغ سر کے سامنے

جنون پسند مجھے چھانون ہی ببولونکی
اگرچہ آئی ہے برسات پھول پھولا ہین
اسیر مل مین ہم جھولتے ہین بر سونسے
کہان اسیر ترقی ہے جیتے جی ہمکو
جو چشم اہل وطن مین نہ ٹھہرے کیا پروا
جو آئی وہ تو نہ پھولا سمان قبر مین تن

عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولونکی
ہوئی شگفتہ طبیعت نہ ہم ملولونکی
وہان تیغ بو نہین تیار یان ہین جھولونکی
یہ شستِ خاک ہو بس منتظر بگولونکی
ہماری خاک سے روشن ہین آنکھین غولونکی
خبر کرے کوئی اوس گل کو میرے پھولونکی

نجات ناسخ عاصی بھی کیجیو مولا
تمہین تو اتنین بخشوگے سب رسولونکی

باغ ہستی مین ہا ہین بس نخلِ ماتم چاہئے
تنگ اس عالم مین ہون اب در عالم چاہیے
فرقتِ محبوب مین جاری کر دون سیلاب اشک
ہی تری چاہِ ذقن سے سبزۂ خط کی نمود
ساری عالم کے نجباون سے محبت ہی مجھے

دی خوشی اور ونکو اسی گردون ہین غم چاہیے
خوشبو نکو ما ورا اسے عرش اعظم چاہیے
ہو نہین آدم زاد کچھ تقلید آدم چاہیے
مجکو اب مرنے کے خاطر چاہِ رستم چاہیے
جو غنی بالذات ہو کیا اوسکو خاتم چاہیے

ولہ

کعبے سے کم نہین ہے ہمارا حریم دل
اس مین بھی ہے کھدی ہوئی تصویر یار کی

ہے اوسکے غیر کے قابو مین پھنس گیا
کیا کیجیے کہ تھی یہی تقدیر یار کی

پھر جو کچھ ہوا سو مرے دلکے ہاتھ سے
ہے غیر کا قصور نہ تقصیر یار کی

بیڑی بھی خار وار رہی جیسے خار دشت
الفت نہ تھی جنون سے کم پانو نسے نار کی

ناسخ ضعیف بھاری ہے زنجیر آہنی
کافی ہے اوسکے قید کو زنجیر یار کی

پہنے ہے سلسلۂ جذبۂ مجنون لیلی
بنگئے مجنون نہ چلے جانب ہامون لیلی

جو زمین شعر کی ہے ایک ہی وادی مجنون
ہوان وہ مجنون کہ ہو میرے لیئے مضمون لیلی

حسن اور عشق مین دو واہم ہین پر ذات ہے ایک
قیس مجنون ہو تو کم کیونکر ہو خون لیلی

چاند کو دیکھکے مجنون یہ کہا کرتا ہے
جلوہ گر ہے سر جمازۂ گردون لیلی

سنکے ہو شائد مشموم کی طرح جب تسخیر
غزل قیس کو کیون سمجھے نہ افسون لیلی

اے پری تو نے بنایا ہے جو مجنون مجکو
اب یہ لازم ہے کہ مین تجکو بناؤن لیلی

ایک ہین عاشق و معشوق نہین دخل دوئی
قول مجنون کا یہ ہر سمت کہ مین ہون لیلی

ایسے تم غیرت سلمی ہو کہ خدا را ہون فدا
ہو نمط شیرین مین ہر اک کا کل شبگون لیلی

تو وہ شیرین ہو کہ تجپر ہوئی شیرین قربان
تو وہ لیلی ہے کہ تجپر ہوئی مجنون لیلی

گردون صنعت قد جانا نہین جو موزون اشعار
کیون نہ محمل مین چھپالے قد موزون لیلی

آگیا ہوش مین آواز جو سنکر مجنون
کیا حدی خوان کی ہوئی نجد مین مجنون لیلی

نسیم باغ کوئے یار آتی ہین لگا ر دنی
محک سی ہو وہ چندان جسطرح حسن تر خاطر
شہادت گو نہائی نیمان تو کر دیا مجکو

کہ رو رش جسطرح ہوتی ہی اکثر گل کی خوشبو سے
سنہلے رنگ چہر یکا چمک اوٹھا ہی گیسو سے
امید تنی نہ اونازک بدن تھی تیری بازو سے

بدن پر چاندنی جیب پڑ گئی سنبھا برس ناسخ
بلا ہین یوہین سب سامان عشرت ہجر مہ رو سے

طمع نہین مجھے ہرگز کہ سیم و زر ملجائے
مری نظر سے جو تیری نظر کبھی ملجائے
نکل چلا ہون کہ اوسکی کہین خبر ملجائے
بلا سے جان ہے نظر سے اگر نظر ملجائے
دل اپنا ہو ابھی دریا جو وہ گہر ملجائے
یہ جی مین آتا ہی اس بحر مین ہون غوطہ زن
ملے وہ مجسے یہ امکان کیا کہ ہو نہ ملا
ہزار ون چاک گریبان چاک دل تو دے
وہی طرح پھر کہ کتبک خراب دشت شتابی
جریح تیغ جدائی ہون ہاتھ مین باندھو
ہم ایسے گم شدہ دشت بی نشانی ہین
مین لاؤ دل نہین لکھا کچھ اچھا تو مین

کسی طرح سے اوٹھی وہ سیم بر ملجائے
کو جان جان دل دل سے سیم بر ملجائے
خدا کرے مجھے رستے مین نامہ بر ملجائے
مگر ہے لطف ترا دل سے دل اگر ملجائے
دماغ پہونچے فلک پر جو وہ قمر ملجائے
کہ شاید اب کوئی مضمون کا گہر ملجائے
یہ شب خاک مری خاک مین اگر ملجائے
فلک مجہکو کوئی اب اوسکا چاک در ملجائے
نہین آلہی مری آہ کو اثر ملجائے
مجھے کوئی کسی سرخاب کا جو پر ملجائے
کہ منتظم گئے جو نیدہ گر خبر ملجائے
یہ خوف ہی کہ رقیبو نہین نامہ بر ملجائے

ولہ

دشت غربت مین ضعف طاری ہے
مجکو بیزاری بھاری ہے
تیری عشق مین کب طاری ہے
ناامیدی مین ہم تو مرتے ہین
مجکو امید داری ہے

۱۵۹

آسمان پر نظر جو کی شبِ ہجر
سفلون سے پوچھتا ہون غُربت مین
اسقدر ہو گیا ہون زار و زبون
نور مہتاب ہے دھوئین کی مثال
شعرِ رنگین مرے پڑھے اس سے
جانتا ہون مرے نہ آنے سے
بہرِ وحدان یار روتا ہون
باغ پامال کر دیا تو نے

سمجھے ہم منقبر کی جالی ہے
کہتے کیسا مزاج عالی ہے
کہ مجھے خوف شیر قالی ہے
ہائے کیا آج رات کالی ہے
لبِ محبوب مین یہ لالی ہے
میری جان آج جانیوالی ہے
ہر قطرہ موتیے کی ڈالی ہے
ہر نہال اے صنم نہالی ہے

واعظا ہو نہ درپے ناسخ
عاشق رند لاؤ بالی ہے

لگیا ہے جب شبِ تیرہ مین گریبان تو مجھے
میری آنکھو مین جو دیکھو لختِ دل بو لادہ گل
حسرتِ دندانِ جانان مین غمگین اسقدر
یہ سفیدی یہ سیاہی تیری آنکھونکی کہان
ہو گیا ہون کب خمیدہ ضعف سے مین ناتوان
مین اکیلا اپنے غم کی شرح کر سکتا نہین
چل رہی ہے میری بربادی کو یہ بادِ بہار

نور کا تڑکا نظر آیا ہے داد مہ زرد مجھے
گیا ہے گل شہدی نظر آتی کٹاری جو مجھے
سامنے آیا جو موتی ہو گیا آنسو مجھے
گیا پسند آئنے پر دیدہ آہو مجھے
عشق کی بو دمین ملی ہے صورتِ بو مجھے
کوئی مثلِ مرثیہ خوان چاہیے بازو مجھے
تپِ غم نے کر دیا ہے گل برنگِ بو مجھے

چہرۂ جانان ہے قرآنِ مجید
کیون نہ چلاتے جرس لیلے نہین
مرگیا ہون وادی غربت مین مین
دیکھتا ہون جب در فردوس کو

خط جسے کہتے ہین وہ شیرازہ ہی
ساربان ہی قیس ہی جمازہ ہے
پرُ وطن کا شوق بے اندازہ ہے
جانتا ہون اکبری دروازہ ہے

کھنچ رہا ہون مین تو ہے وہ گرد آب
سیوے ناسخ یہ مضمون تازہ ہی

سوت ہی نزدیک تجہی کو ئی قاتل دور ہے
سیبِ جانان ملے کسطرح شفا لو نہ مجھے
صاف اگر ہو کر گلے لگتے تو پیاری لطف تھا
سننے دیتے ہین کہان بڑا استغنائی یار کی
مرگیا مین گلشنِ جنت مین بھی داخل ہوا
اضطراب دوری محبوب مین معذور ہون
ایک جا نزدیکے دوری نہین ہوتی وستے
قیس نے لیلی کو کس حسرت سی بھیجا پیام
چاندنی کی وضع سے کیونکر نہ لوٹون خاک پر
وشتِ دشت مین کیون شکل جرس چلاتے قیس
جیب اب بلا مین ہاتھ اپنا ڈال دے

پاس آ پہونچا ہے رہزن اور منزل دور ہے
وہ ذقن بھی ہے مجھے شکلِ چاہِ بابل دور ہے
سینہ سے سینہ ملا دل سے لا دل دور ہے
گوش گل سے ورنہ کب بانگ عنادل دور ہے
ہے مجھے اب تک وہ حورِ شمائل دور ہے
کیون نہ تڑپے اسقدر قاتل سے گھائل دور ہے
مجھے وہ نزدیک ہی تو اس سے غافل دور ہے
ساتھ ہی بانگِ جرس شورِ سلاسل دور ہے
مجھسے وہ محبوب شلِ ماہِ کامل دور ہے
چلنے کی طاقت نہین لیلی کا محمل دور ہے
غم نہین ناسخ اگر دامان ساحل دور ہے

ہو اشتعل سبے طرح نمکسس تیرا
اب آئینے کا گھر جلا چاہتا ہے

کرین بے خطر کیون نہ بندو خطائین
خدا باپ ان سے بنوا چاہتا ہے

دلا تو بھی جلدی تو ہے ساتھ اچھا
کوئی دم مین قاصد چلا چاہتا ہے

بُرون سے بُرا آپ کو جانیو تو
اگر اسے دل اپنا بھلا چاہتا ہے

بتو تھی تم تو کیا چاہتے ہو
تجانے خدا کیا کا کیا چاہتا ہے

وہ بگڑا ہوا منھ بتاتے نہین اب
مرا کام بگڑا بنا چاہتا ہے

جو کہتا ہون اوس سے کہ سُن شعر میرے
تو کہتا ہے کیا کچھ سُنا چاہتا ہے

بنائی ہے پھولون نے جوروئی ہنتو
وہ گل کیا چمن مین ہنسا چاہتا ہے

کہان چاہنے والونکا غم ہے مجکو
تو کہتا ہے بو دل ترا چاہتا ہے

دلا کہا غم عشق شیرین سمجھکر
اگر زندگی کا مزہ چاہتا ہے

بہت غم فلک مجکو دینے لگا ہے
اب اپنے عمل کی سزا چاہتا ہے

اگر جان جاؤن تو بھڑکاؤن اوسکو
جیسے وہ بُت بیوفا چاہتا ہے

غزل سنکے اک بوسہ دو ال پیارے
یہی تجسے ناسخ صلا چاہتا ہو

ولہ

دل اک بُت پہ شیدا ہوا چاہتا ہے
خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہے

یہ جوش شراب اس برس ہو کہ ساقی
فلک شیشہ مینا ہوا چاہتا ہے

بٹوے کو پھو نچاتے کوئی یہ مژدہ
روان مے کا دریا ہوا چاہتا ہے

تو زندان بھی صحرا ہوا چاہتا ہے

ولہ

دم سے کیسکو تاب جو انسان کا چلے ۔ پانون کے بدلے ہاتھ سے راہِ خدا چلے
میرا غبار کوئے صنم کو اڑا چلے ۔ یا مرسل الریاح اب ایسی ہوا چلے
وہ ماہِ زلف ہے جو زمین سے جدا چلے ۔ اس طور سے کبھی نہ کوئی اژدہا چلے
پانی سے مستحیل کرے بختِ واژگون ۔ نامہ ہمارا لیکے جو بادِ صبا چلے
جب کوئی قافلہ کوئی ملکِ عدم چلا ۔ ہم آگے آگے مثلِ صدائے درا چلے
دشتِ عدم کو بھاگون جو زندانی جنون ۔ زنجیر میرے ساتھ ہی سنکر صدا چلے
پابند آب و دانہ ہو سالک محال ہے ۔ طے ہو نہ ایک گام جو لاکھ آسیا چلے
قتل اوسکو دیکھکر مین ہوا ایک آن مین ۔ کیونکر قضا نہ آئے جو تیغِ ادا چلے
عزمِ سفر ہے اوسکو مجھے بھی خبر کرو ۔ یارو جو کوئی سوے عدم قافلہ چلے

ناسخ ہماری پستی ہمت کو دیکھنا
فوق السما سے آئے تھے تحت الثریٰ چلے

کبھی ملا نہ وہ محبوب شہسوار مجھے ۔ کیا ہے باد فنا نے عبث غبار مجھے
چمن مین یاد جو آیا وہ گلعذار مجھے ۔ تو شاخ تر ہوئی شمشیر آبدار مجھے
کیا ہے فرقتِ محبوب نے یہ زار مجھے ۔ کہ رنگ زرد و بدن ہو رہا ہے بار مجھے
نکر سکا مین کوئی کام حسبِ خواہشِ دل ۔ سوائے صبر نہین تھا کچھ اختیار مجھے
ہوائے خط مین ہوا ہو گئی ہے جان مگر ۔ ہنوز پیکِ صبا کا ہے انتظار مجھے
شبِ سیاہ جدائی مین جوشِ سودا ہے ۔ سحر کی جیب کو کرنا ہے تار تار مجھے

ولہ

کوچ کریگی نامہ تا سخ
رہینگی یون ہی نامہ بر برلی

جو ذہے رات دن جاری کنار رند کے
رند ہون کرتا ہون میخواری کنار رند کے

ولہ

کسطرح پاؤن خبر مین کوئی جانان دور ہے
نکہتِ گل آ نہین سکتی گلستان دور ہے

ناتوانی ہی پہونچ سکتے نہین ہاتھ اپنے یون
دامنِ صحرا سے بھی اپنا گریبان دور ہے

ہالہ ہو کیونکر بہ آغوشِ تمنا و نصیب
چاند سے بھی دور تا بانِ دو خندان دور ہے

روبرو تو ہی مگر خورشید تابان کیطرح
میری نظرون سے تیرا روے تابان دور ہے

کسطرح سیراب ہون مین تشنۂ دیدار ہا ہے
چاہِ زمزم کی طرح چاہِ زنخدان دور ہے

پھرتے ہین حاجی ہزار و ایک صاحبدل نہین
وادیِ کعبہ یہ ہی دل کا بیابان دور ہے

بوسے رہتا ہے معطر رات دن اپنا مشام
اوس پری کی گرچہ ہیہے زلفِ پیچان دور ہے

چلتے چلتے ہونگے آخر تہ پہونچینگے ہم
منزلِ جانان برنگِ باغِ رضوان دور ہے

بوسۂ لب کیا ابھی لفظون ہی مین آو بجھا دل
ہو گیا ثابت ختن سے بھی بدخشان دور ہے

از دو بوسہ لب مین ہوا ہو چلن لب
موت آ پہونچی ہو نزدیک آبِ حیوان دور ہے

وہ کتابی رو دلا بے جستجو ملتا نہین
پاس ہی ہر شکل اوراق پریشان دور ہے

زندگی کی اب مجھے صورت نظر آتی نہین
شکل ہیٹی وہ طبیبِ دردِ ہجران دور ہے

[illegible]

متصل تیر آہ سے چلتے ہین
بنتی ہے گرد باد خاک اوسکی
آئی فصلِ بہار اے ساقی
دوستی کا سبب ہی جنیت
بہرِ غم داغہاے حسرت سے

دل ہمارا نہین یہ ترکش ہے
اس خرابی مین جو کہ سرکش ہے
آدمی کیا کہ بت بھی مہوش ہے
مین ہون دیوانہ تو پری وش ہے
خانۂ دل مرا منقش ہے

دیکھیے کیا ہو عشق مین ناسخ
اندنون دل مرا مشوش ہے

او بہار امسال دل تپ مردہ ہے
میری بیتابی ہے بجلی کی طرح
شکوہ میرا ہے تجھے اے دل عبث
لکم کر د صاحب غریب آزار یا
دم بدم اوٹھے چلے جاتے ہین لوگ
خاک سے اوٹھتا نہین جو نقشِ پا
تو ہی بجھ جاتے گی بادِ بہار
نبض بے جنبش ہے رشتہ شمع کا
دل کے جانے کا ہو کیون غم مجھے
روتے ہم جو تیرے قد کو کرکے یاد

داغ سودا بھی چراغ مردہ ہے
چاند تو ہے ابر تیرہ پردہ ہے
رنج و غم ہے جو ترا آوردہ ہے
خاطرِ خاطر سبت آزردہ ہے
دہر گویا بزم برہم خوردہ ہے
کیا مری تصویر کا یہ گردہ ہے
دل ہمارا آتشِ افسردہ ہے
شمع پیش روے جانان مردہ ہے
وہ مرے آغوش کا پروردہ ہے
سیر گلشن کاہ دریا بردہ ہے

[illegible]

کیون نہو جرہون احسان یار کا
مجسے ناسخ خود بخود گرویدہ ہو

آج ے وحشت فزون ہر روز ہے
ہے جو وہ شمع شبستان مجسے دور
اوسکے ہم نوکر ہین کچھ عاشق نہین
دیکھئے قسمت ہے کس غمخوار کی
طایر رنگ حنا اوڑ تا نہین
آفتاب اوس مہ جبین کے سامنے
نوحہ خوان ہے ساز مطرب ہجر مین
چاہیے تاریک ہی فرقت کی رات
کیا ہمارے زخم کو ٹانکے نگین
خط مجھے لشکر سے بھیجا یار نے
داغ کہنہ پھر نیا ہو جائے گا

لے مبارک ہو دلا نوروز ہے
یان چراغ داغ بزم افروز ہے
مدتون سے ایک بوسہ روز ہے
دل مرا دن رات غم اندوز ہے
آپ کا یہ مرغ دست آموز ہے
اپنی نظرون مین چراغ روز ہے
راگ مجکو مرثیے کا سوز ہے
جو فتیلہ سوز ہے جان سوز ہے
سوزن مژگان فقط دل دوز ہے
فوج غم پہ آج دل فیروز ہے
آج کہتے ہین جنون نوروز ہے

وله

کون اے بت ہے تو خدا جانے
دل کو پوچھا جو مینے وہ بولے
مجکو بیگانہ سمجھے ہے ظالم

کفر کیا شے ہے کوئی کیا جانے
کہین ہوگا مری بلا جانے
راہ چلتون کو آشنا جانے

ایسے مری مژہ کے ہیں بادل بھرے ہوئے
پل ہارنی ہیں دیکھی ہیں جل تھل بھرے ہوئے

ہم میکدہ میں آتے تو خالی نظر پڑے
رہتے تھے خم شراب کے اوّل بھرے ہوئے

زاہد وہ بادہ کش ہوں کہ مانگوں اگر دعا
اوٹھیں ابھی شراب سے بادل بھرے ہوئے

ہوں محوِ چشمِ یار چکا رہی ہیں کیا کروں
ہرچند آہوؤں نے ہیں جنگل بھرے ہوئے

نکلی زبان خشک ہر اک خار دشت کی
پہونچا جو آبلوں میں چھاگل بھرے ہوئے

شیں ہوی بادہ خراباتِ دہر میں
خالی وہ گھر ہیں آج جو تھے کل بھرے ہوئے

اب فیہ بدل کے ولا فکر کیجیے
اشعار اس غزل میں مہمل بھرے ہوئے

ولہ

تم ہو مری طرف سے مقرر بھرے ہوئے
خالی نہ تجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوئے

جوشِ حباب بادہ نہیں خم میں ساقیا
مینائے آسمان میں ہیں اختر بھرے ہوئے

مدت سے انتظارِ بتِ بادہ کش میں ہوں
بیٹھا ہوں مثلِ چشم میں ساغر بھرے ہوئے

دی زہر مجکو ہجر میں ساقی بجا ہوے
لازم ہے نقادان میں اخگر بھرے ہوئے

ایمان تیرے گیسوئے مشکین کے عکس سے
چاہِ ذقن میں دیکھے ہیں اژدر بھرے ہوئے

صحبت سے ہو جو اصل مبدل محال ہے
پانی میں ہیں شرار سے پتھر بھرے ہوئے

دھوکے کی ہے جگہ یہ خرابات میکشو
ظرفِ مے وضو ہیں برابر بھرے ہوئے

ایسی بُری لگیں قطرۂ خون فشانِ غیر
گویا مرے لہو سے ہیں خنجر بھرے ہوئے

ولہ

رو رو کے داغ گنتے ہین ہم ہجر یار کے
ہوجائین خوب لال بھبھوکا سے ہاتھ پاؤن
باندھون مین تیغ ابروی خمدار کا خیال
عریان دیکھکر جو لپٹنے کو مین چھوا
کرنے لگے ہین برگ خزان شورش جنون
جلتی ہین آنکھین جاتے فتیلہ ہو ہر پلک
دیوانہ کون ہے کسے زنجیر چاہیے
یاران سنگ کیون ہو کہ ہون محو شرناز
کب ہین سفید بال کہ ترا پا جو ہجر مین
توڑون بھلا مین فرقت ساقی مین کیون خمار
اوسکے بدن کو ہاتھ لگاؤن کیا مجال

یہ قطرہ ہائے اشک ہین دانے شمار کے
مہندی لگاکے باندھیے پتے چنار کے
یون تو نہ کٹ سکین گے یہ دن انتظار کے
تیوری چڑھائی آپ نے کپڑے اوتار کے
شاعر قریب آئے ولادن بہار کے
بس ہین یہی چراغ شب انتظار کے
عاشق ہین ہم نبد سے تری گیسوی تار کے
بیٹھا نہین تلے شجر میوہ دار کے
نکلے یہ استخوان مرے جسم زار کے
سر پھوڑون آج طاق سے بوتل اوتار کے
ہے مغتنم جو بوسے ملین پشت خار کے

ولہ

جوش وحشت کا دلا چالاک گھوڑا چاہیے
زخم خندان جام خندان کو بدل مین ہجر مین
فرقت ساقی مین آتا ہے خیال ای سیکشو
کرچکا ہون صرف سب گنج مضامین بلند
دھوتے پانی حنائی آب جوی باغ مین

فصل گل مین موج بوی گل کا کوڑا چاہیے
شیشۂ مے کے پہلو مین پھوڑا چاہیے
شیشۂ مے آبلہ ہے اسکو پھوڑا چاہیے
عرش کے دروازہ کا اب قفل توڑا چاہیے
پاؤن مین شمشاد کے سونیکا توڑا چاہیے

ولہ

ساتھ ہو لیتے ہیں گھر تک رہ گئے کارواں
کام کچھ بھی دیدۂ بیدار سے نکلا نہیں
میرے پہلو میں بجائی مرغ دل ہی فاختہ
کشتِ سبز آسمان روزِ ازل سے خشک ہے
آئیگا گلشن میں خورشید سے عیسٰی دم اگر
میکشو سیدہ وہ مسجد کو سجا تیں کیا کریں
اُس کا جسم لازم ہے تعدی تو نہیں

یوسفِ ثانی گذرتا ہی جب بازار سے
دولتِ بیدار ملتی ہے دلِ بیدار سے
کیوں محبت ہو نہ سرو قامتِ دلدار سے
جی میں ہے سیلِ رب گر دوں چشمِ دریا بار سے
زردی اوڑ جائیگی چشمِ نرگسِ بیمار سے
جو کہ ناواقف ہیں راہِ خانۂ خمار سے
بادہ خوار اچھے ہیں ان ملا شوتِ عقل سے

لختِ دل کیونکر کروں ناسخ سرِ مژگاں سے دور
واقعی نکا ہے بہتر تیر بے سوفار سے

جوش رقت کی سبب محو ہوں میں پیار سے
کب سفر میں چین ہے اہلِ وطن کے وار سے
حال غیر آگہ ہمیں کرتا ہے حُسنِ یار سے
ہے مقدر میں جلوں داغِ فراقِ یار سے
آنکھ اوٹھا کر میں نے بھی گل کو نہ دیکھا عمر بھر
جاگتا ہوں کیا فقط میں انتظارِ یار میں
ہو تو مومن پر ہُوا ہوں برہمن عشق کے
میری قسمت میں نہ تھا داغ جدائی دیکھنا

سی دیا آنکھوں کو گو یا آنسوؤں کے تار سے
چلتے نامہ تیر آتے ہیں پیارے یار سے
گل کی ہم تعریف سنتے ہیں زبانِ خار سے
جانتا تھا جل بجھو گا شعلۂ رخسار سے
بلغِ عالم میں یہ نفرت ہو مجھے نادار سے
گھر بھی ہے بیدار چشمِ روزنِ دیوار سے
چاہیے سینا کفن کو رشتۂ زنار سے
رُوح رخصت ہو گئی پہلے وداعِ یار سے

ہرچند کہ ممکن نہین ہین کان کی موتی	دیکھے ہین مگر ہمنے ترے کان کی موتی
گیا آج چمکتے ہین جنون آبلۂ پا	دریا کے نہین ہین یہ بیابان کے موتی
دنیا مین نہ کچھ قدر رہی دُرِّ عدن کی	اشعار گہر بار ہین ایران کے موتی
ملتے ہین مقدر سے لآلی سفیا مین	نادان یہ نہین ہین کسی دوکان کے موتی
بزمِ غمِ شبّیر مین گرتے ہین جو آنسو	دنیا مین کہین ہم انھین ایمان کے موتی

ولہ

وہ کہہ گئے تھے کہ آئینگے ہم چراغ جلے	تمام رات چراغون سے اپنے داغ جلے
یہ چمک رہا ہے مرا جسم ہجرِ ساقی مین	کہ شکل داغ جنون ہاتھ مین ایاغ جلے
نیا طلسم دکھایا فراقِ ساقی مین	شراب آگ ہوئی شیشۂ ایاغ جلے
فراقِ یار مین فصلِ بہار آتی ہے	الٰہی آتشِ گل سے تمام باغ جلے
جلا جو صبح شبِ وصل مثلِ ماہِ حبیب	تو آفتاب کے مانند میرے داغ جلے

ہوا ہون شبِ تارِ فراق مین ناسخ
یقین ہے نہ مری قبر پر چراغ جلے

پھر بہار آئی ہے ساقی گل ہین خندان جام سے	کیجیے صید لطف سے موجِ گل کو دام سے
باعثِ گردش ہوا یہ وحشتِ آبادِ وجود	بیٹھے تھے کنجِ عدم مین کیون آرام سے
کہتے ہین کوہِ نجف کو کعبۂ مقصود ہم	کم نہین اپنا کفن بھی جامۂ احرام سے
روئی حسرت مین کتنے بام پانی چڑھ گیا	کیون گذر جائے نہ سیلِ اشک اپنے بام کے

ولہ

ہوگئی کیا آتش حلکر وہ بے ساقی شراب
کسطرح چھوڑون کا یک تری نے لفو کا خیال
واہ کیا تاثیر ہے رخسار آتشناک کی
ہوگیا چشم سیاہ یار پر سودا ہمین
کسقدر رنجو بڑھا یا اوس بت خونریز کو
سبحہ گردانی رہی اعمال مین جب اسقدر
یاد آیا جب چمن مین وہ نہال باغ حسن
پاے نازک اوس نے جب رکھے ہماری قبر پر
شب تاریک مین ہم کوئی جا نکو چلے
ہوگیا ہون انتظار آمد ساقی مین کور
میرے خرمن پر اگر بجلی گرانے کو ہوا
تجھ سے اے رشک چمن نرگس اگر بیمار ہے
جابجا اوس ماہ تابان کا جو پرتو پڑگیا

آگ مین بھی دانۂ انگور تنجالے ہوے
ایک مدت کے یہ کالے ناگ ہین پالے ہوے
شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوے
مثل آہو پھرتے پھرتے دھوپ مین کالے ہوے
پیش ازین جو تیر مژگان تھے سو اب بھالے ہوے
دانون کے مانند میرے ہاتھ مین چھالے ہوے
میرے اشکون سے لبالب بکقلم تھالے ہوے
پارہ ہا سنگ مرمر روئی کے گالے ہوے
آگے آگے جاے شعل آتشین نالے ہوے
نشہ کے ڈورے ڈنکی جا آنکھون مین اب جالے ہوے
سب تارے ہر گشت آسمان ژالے ہوے
باغ مین لالے کو اپنے زلیست کے لالے ہوے
جتنے تھے گرداب دریا مین وہ سب ہالے ہوے

وہ پری پیکر کہا کرتا ہے اکثر فخر سے
اب تو ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوے

دل سے اب وحشت کو رخصت کیجے سامان کیجیے
عشق ابرو مین روان اشک جگر گون کیجیے

داغ سودا کو چراغ گور مجنون کیجیے
چشمۂ خنجر سے جاری قلزم خون کیجیے

ہو لکڑا دچاند کے ٹکڑے؛ دھر آ جا کبھی
ایک مہنتے سے بہم ساتون میسر ہین مجھے
کیا شب مہتاب مین اے یار جاؤن باغ کو
دل سیہ ہی بال سب اپنے ہین پیری مین سفید
دشتِ غربت مین ہوئے اسباب راحت آئی ہو
کرک شب تاب تھی گویا شب مہتاب وصل
تفرقی ہو بات اوس کافر کی چوٹی مین نہین

میرے ویرانے مین بھی ہو جا دم بھر چاندنی
دشت دریا سبزہ ساقی شیشہ ساغر چاندنی
سارہ ہو توؤن کو بنا دیتی ہی خنجر چاندنی
گھر کے اندر ہوا اندھیرا اور باہر چاندنی
جلد اوگردون بچھا دے بہرِ بستر چاندنی
چھپ گئی کیا دور صورت دکھا کر چاندنی
یہ وہ شب ہے جسنے کر لی ہو مسخر چاندنی

غیر تاریکی شبِ فرقت مین اے ناسخ نہین
ہان اگر زخمی ہون تو نکلے مقرر چاندنی

حکم شافی سے دوا آب بقا ہو جاوے
رہے سرسبز ہمیشہ یہ نہالِ تو خیز
چمن دہر مین ایسا ہو یہ گل بالیدہ
ہو مبارک اسی دنیا مین سعادتمندی
سہل ہو جائے جو پیش اسے امر محال

جلد اب میرے مسیحا کو شفا ہو جاوے
خضر سان عمر دراز اوسکو عطا ہو جاوے
جسم پر غنچہ صفت تنگ قبا ہو جاوے
زلف پیچیدہ جو ہے بال ہما ہو جاوے
ناخن شیر خدا عقدہ کشا ہو جاوے

ولہ

جسم اپنا خشک فرقت مین سراسر کیجیے
چشم تر کو بھی مثالِ درج گوہر کیجیے

ولہ

ولہ

شہید تیغ جفا ہین ہمارے روضے پر — لہو کی چھینٹین ہون نقش و نگار کے بدلے
وہ مست ہون جو ٹھوکر لگے جو اے ساقی — شراب سنگ سے نکلے شرار کے بدلے
دکھائین یار نے آنکھین چھپا کے چھاتی کو — عطا کیے مجھے بادام انار کے بدلے
جو ہو سوار فرس وہ کریم ابن کریم — بلند ابر کرم ہو غبار کے بدلے
ہماری بزم مین آزار عزیمت خوان — کہ دور ساغر مے ہے حصار کے بدلے
مریض ہوتی ہی کیون مر گئے نہ ہم افسوس — رقیب آتے ہے عیادت کو یار کے بدلے

ولہ

آتی جاتی ہے جا بجا بدلی — ساقیا جلد آ ہوا بدلی
آ گئے تھی گرداب ہے بو ے چمن — تو نے پوشاک اے صبا بدلی
برگ تر آئے برگ خشک گرے — ہر شجر نے بھی اب قبا بدلی
رنگ چہرے کے یان بدلنے لگے — آنکھ تیری جہان خدا بدلی
ان چھوؤن سے ہین جمع پانچون حواس — رنگ مے باغ منعمہ ہوا بدلی
نالۂ آتشین جو کرتی ہے — تیری عاشق ہے ساقیا بدلی
ہے دھوان میری آتش مے کا — نام لوگون نے رکھ دیا بدلی
منھ نہ دیکھون سپہر ظالم کا — بیچ مین روک دے ہوا بدلی
اثر دست یار سے برسون — تیری رنگت نہ اے حنا بدلی
دھوپ کی سیکشی مین لطف نہین — بھیجدے جلد اے خدا بدلی

خالی رہتا گھر ہوتا ہے بُرا — گر نہیں شادی تو دل میں غم ہے

ولہ

گم تیری گم ہے جسے جستجو ہے — دہن بھی نہاں ہو یہی گفتگو ہے

جو ہیں موشگاف اونکی یہ گفتگو ہے — کمر کا ترے جسم میں ایک مو ہے

یہ اندھے ہیں جو کہتے ہیں ہم ہی ہم ہیں — جو آنکھیں ہوں روشن تو پھر ہی تو ہے

گراتا نہ ہرگز نہیں جان دونگا — مے ناب زاہد مری آرزو ہے

مرا گل ہے ایسا کہ اسے عندلیبو — گلفرے نہاں رنگ بھی شبِ بو ہے

کیا پانی پانی ترے قد نے ایسا — کہ سرو لب آبجو آب جو ہے

نہ میں ہوں مخاطب تو ہے مخاطب — وہی میں وہی تو نہ میں ہوں نہ تو ہے

مجھے ہوش آیا تو کیا ہوش آیا — یہ بنت العنب بھی بری تند خو ہے

حضور اوسکے کرتے ہو اپنا نظارہ — نظر باز وہ ماہ آئینہ رو ہے

جنون تار تار اب کرو نہیں گریباں — کہ ناصح کو درکار تار رفو ہے

وہی جام دیتا ہے ساقی کہاں تک — ترا ہاتھ تو شیں دست سبو ہے

بہاتا ہوں آنسو جو آنکھوں سے ہیم — دلا داغ الفت کی یہ شست و شو ہے

لب جام تر ہو یہ ہے فکرِ ساقی — بلا سے اگر خشک میرا گلو ہے

عیش خانہ برباد ہو ہر زہ گرد — جو بیٹھا ہے گھر میں وہی کو بکو ہے

جو ہے جہت ہی وہی شش جہت میں — جو کیسو ہے سب کے وہی چار سو ہے

ولہ

باغ عالم میں ہیں گلہاے معنی خندہ زن
کاغذ دیوان ناسخ زعفرانی چاہیے

یار کی شیرین ادائی کا جہاں میں شور ہے
جو اونگلی کی ہو وہ نیشکر کی پور ہے

زلف رخصت ہوگئی آیا ہے خط رخسار پر
جس جگہ تھا مار آگے اب وہ جای مور ہے

بعد مردن بھی جبا جاؤن جو ہاتھ آجاے غم
جو مری ہڈی ہو دندان وہان مار ہے

خاک بھی حاصل نہین جز رنج اے دہقان فکر
ہم زمین شعر کو سمجھے زمین شور ہے

سینے مین کب شمشیر قاتل سے چورا یا تھا بدن
بے سبب جراح میرے زخم مین کیون چور ہے

شمع پروانہ عجب کیا گر جلے اوسکا تتنگ
رشتۂ شمع آتش رنگ حنا سے دور ہے

شب وصل انکو ہوتی ہو گرمی فراق مین سوا
پیری مین دونا جوانی سے جنون کا زور ہے

نور با ظلمت جو ہر حلک ہے وہ خالی نہین
شیب پر ہر رات کو بنیا جو انکو گور ہے

دیکھنے والے ہین کسکی کاکل پیچان ہم
آئی گر مار سیہ سمجھین قطارِ مور ہے

پیچ مین نحوست کا نہین نہار جز دشت عدم
توسن عمر روان بھی کسقدر منہ زور ہے

بے سبب مجھے نہین آنکھین چورا تا وہ صنم
کچھ نہ کچھ میری طرف سے اوسکے دلمین چور ہے

چرخ پر تارے نظر آتے ہین جب جھکے ہوئے
جاتا ہون اوس پر کبھی پالکی قور ہے

موالسیا ہو رہا ہے جو شکار گور مین
سچ کہہ اے بہرام کچھ تجکو خیال گور ہے

طوطی ہو گفتار مین گانے مین موسیقار ہے
کبک وہ رفتار مین ہو ناچنے مین مور ہے

رات دن تن پر وہی ناسخ ہو دشمن کی وری
گوشت سارا اکٹ ن زدق دہان مور ہے

یا علی تا صبح اندھیری گور مین گھبرا گیا
خلد مین دروازہ مثلِ بابِ خیبر توڑ دی

دیکھنا شعلے ہماری نالۂ شبگیر کے
پانون پر میرا رہا ہے ناتوانی سے جنون
خوف تیری تیغ ابرو کا ہی خونریز کو بھی
چشم کم سے خاکسار کو یہ مضمون دیکھیے
کرتے ہو اہلِ زمین پر ظلم مثلِ آسمان
کسکو کہتے ہین خدا جانے تجلی ہی کلیم
سر بسجدہ کیون نہو انسان صورت دیکھکر
بیکشی کی نکلے حسرت کیا جو انھین بھلا
ہو چکی جب وصل کی شب میری حالت یہ ہوئی
مین وہ طائر ہون لگا ہے تیر پر جو تیر کر
ایکنون نسبت جی کر ہین موذی کا کون ہے
نقل کی ہر ذرہ تقدیر کی دیوان مین
دیکھنا قاتل نچھولے گا کبھی میرا لہو
رٹ لگی رہتی ہی تیری نام کی وحشت مین بھی
اسقدر رکھو ہین معشوق اوس پر بھی عشق مین

پر بنے ہین صورت تیر شہاب اس تیر کے
پڑ گئے حلقے مری آنکھون مین اب زنجیر کے
حلقۂ جوشن ہوئے جو ہر ہر اک شمشیر کے
یہ نہین اشعار میرے نسخے ہین اکسیر کے
نوجوان تو ہو گئے کیا تم مرید اس پیر کے
خاک سے گرتے ہین تجھپر آہ بے تاثیر کے
ہین طمانچے یوچنے والے تری تصویر کے
آنسو پی جاتے تھے ہم طفلی مین بے تدبیر کے
صبح بھی دوڑی گریبان صبوحی چیر کے
جا ڈی پیکان آئین پہ فانکے آگے تیر کے
مجھ مین جب تک دم رہا نالہ رہی زنجیر کے
کاتب تقدیر قائل ہین مری تحریر کے
حلقۂ زنجیر ہین جوہر مری شمشیر کے
دانۂ تسبیح ہین دانے نہین تجھ کے
حلقۂ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر کے

زخمی وس سینے کیا تیغ ہلالی سے مجھی
چاہیے پنی کو دیجئی چادرِ مہتاب کی

ہمکو بھولین گرنہ دنیا کے تماشے بعدِ مرگ
یاد بیدار مین آئینگی یہ باتین خواب کی

ہوگیا اک رنج میری جان کو عیشِ وصال
آگئی جس رات آوازِ حزین سرخاب کی

حضرتِ غم آگئے ہین فرقتِ ساقی مین آپ
لیجیے کوئی پیالی پیجیے خوناب کی

دیدۂ تر سے ثمرہ پرلختِ دل آتے نہین
آتی ہین تالاب مین بہکر مچھلیان تالاب کی

آپ ویران ہو نہ لاؤ ہجرِ ساقی مین شراب
خانۂ دل کے لئے حاجت نہین سیلاب کی

ہون دہ سرگشتہ جو کیا مینے منھ پایا کبھی
آئینے سے صاف صورت ہوگئی گرداب کی

زاہدا جاتے نہ یان مسجد کو دیکھے کہین
میکشو میخانہ مین حاجت نہین محراب کی

یون تو ہر کوئی ہے یان غواص بحرِ فکر مین
جستجو مجکو ہے لیکن گوہرِ نایاب کی

خوب سا دیکھا جو مین نے صفحۂ خورشید کو
صاف ہے تصویر یہ میرے دلِ بیتاب کی

بیکسی یکو کسی نے بھی خبر میری نہ لی
ہو گیا ہجر مین صورت نہ کبھی خواب کی

وادیِ غربت مین ناسخ ہے وطن میرے حضور
خود فراموشی مین بھی ہے مجکو یادِ احباب کی

قاصدا کہہ دیجیو اتنا ہی اوس گمراہ سے
کیا کہے پیغام ناسخ کب ہو فرقت آہ سے

ناتوانی سو کہان چلنے کی طاقت کیا کرون
جانتا ہون آپ چھپکر جاتی ہین جس راہ سے

ڈھونڈھین ہر چند ابھی تیزی نہین ایسی مگر
چہرہ میلا ہوگیا ہوگا غبارِ راہ سے

یون ہی اوس محبوب کو بھی رہتی ہو مجسے گریز
بھاگتی ہو جیسے تاثیر میری آہ سے

وله

اشتیاقِ صبح کب رنجِ شبِ فرقت سے ہے — ہوں گریباں چاک لفت ہو گریباں چاک سے
اہلِ مینش سے تحابین فرع کا کیا اعتبار — خار و گل ملتے ہیں دونوں ایک مشتِ خاک سے
چاہتا ہوں وہ نظروں سے نہو وہ شہسوار — شل آہو باندھ دون آنکھوں مین فتراک سے
سونگھتا ہی عطر تو اور اوسمین جربی کی بو — شمع کے شعلے کو کیا نسبت ہے تیری ناک سے
بوی خوش تیری دہن مین ہی سو غنچہ مین کہان — شاخِ گل کو کیا بھلا نسبت تری مسواک سے
رہگیا تھک کر جو میرا جسمِ زار ای شہسوار — ہمعنان ہی روح تیرے توسنِ چالاک سے
ہی سیہ بختی یہی تو گور کی چادر تو کیا — چادرِ مہتاب کالی ہوگی اپنی خاک سے

ابر جب اوٹھتا ہے ای ناسخ خیال برق مین
آگ برساتا ہون اپنے دیدہ نمناک سے

پرتو افگن جو تری زلف معنبر ہو جائے — نہر گلزار و نہین ور نظر دخین اژدر ہو جائے
منقلب ہو مین ماہیت اشیا یہ ہوئی — کہ اگر ہاتھ مین لون پھول تو اخگر ہو جائے
چشمِ ساقی کا اگر دل مین تصور باندھون — سب لہو بدن مین مرا احمر ہو جائے
سر پہ داغ پہ رکھدی وہ پری گر پھایا — ایجنون مجکو سلیمان کا افسر ہو جائے
گرمیِ آہ کی وہ ماہ رسائی دیکھے — ہر شرر جاکے فلک پر ابھی اختر ہو جائے
گل جو فرقت مین ہوئی دیدۂ خون آلود — سبزۂ تر بھی نہ کیونکر فرۂ تر ہو جائے
ماہِ کنعان تجھے ای ماہ جو عریان دیکھے — پیرہن خاک کرے جامہ سے باہر ہو جائے
ساقیا گر تری تیون کا تصور باندھون — طائرِ ہوش کے پرواز کو شہپر ہو جائے

کیا ہی مرجھاتی ہین دشمن رشید رو کو سامنے
ہوں وہ با غیرت کہ قاتل آپ ہکا گین ہون

داغہای ہجر گو یا پھول ہین گلزار کے
تر کرون اپنے لہو سے ہونٹھ مین سوفار کے

وحشت غربت سے اگر گلزار کو جاتا ہوا
ناسخ اوس گل سے مجھے کرنی ہین شکوہ خار کے

ممکن نہین صیام مین اک بوند آب کی
کیا کہتے تیغ ابرو قاتل کے آب کی
وہ رند بادہ کش ہون کہ کیا تو نے آہ
چمکی چمک ہی ہے زیادہ ستاروں سے
دم بھر وطن مین نہ لینا کہین قرار
وہ اشک بار ہون کہ مری چشم تر کو ہا
مدت ہوئی کہ زیست سے مجکو ملا جواب
وہ ہجر حسن جو نظر آتا نہین کبھی
ہر چند ہے سوال سے نفرت بہت مجھے
حد سے زیادہ تجھین تڑاکت ہی ہجر حسن
سو جائین ایسے بخت کہ جاگین نہ پھر کبھی
شام سیاہ ہجر نہ ہوتا کہین سپید
بنتا جو جام بادہ تو ہوتا مین نہ شاد

شعبان مین ضرور رہے کثرت شراب کی
عکس ثمرہ سے کہتی ہے بوتل شراب کی
قاضی نے نذر دی مجھے بوتل شراب کی
پاپوش مین لگاؤن کرن آفتاب کی
قاصد تجھے قسم ہے مرے اضطراب کی
تار نگہ کو بدلی ملی موج آب کی
لیکن ہے آرزو ابھی خط کے جواب کی
کیا پھوٹ پھوٹ جاتی ہین آنکھین حباب کی
قاصد مگر کمال ہے حسرت جواب کی
انگیا کو چاہیے ہے کٹوری حباب کی
ہو آرزو اگر مجھے فرقت مین خواب کی
خواہش ہے ابروی مہ نو کو خضاب کی
سبحہ بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

قتل توکرتا ہی مجکو چھوڑتا ہون تجھسے
بادہر سفاک خونریزی تجھے فصاد کی

عشق کب محروم رکھتا ہی کسی جانباز کو
گوش شیرین مین صدا تجھی تیشۂ فرہاد کی

ہی الف ساقد تصور مین میان آ مجنون ہیر
دل ہملا ہے کہ پیشانی کسی آزاد کی

کنج غربت دشت وحشت کین دشمن ہجر دوست
کسطرح ہو شادمانی خاطر ناشاد کی

تبکدے مین ہیر نالون جو آیا ہی ترنگ
اوس صنم کے سامنے ناقوس نی فریاد کی

اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے
جان شیرین مفت مین جاتی رہی فرہاد کی

نطق عیسی سے زیادہ ہی اثر سیّد کی بات
گو دیتا ہے زبان وہ گنگ یا فرزاد کی

یار کرتا تک قریب آتی ہی مرجاتی شتاب
یا الٰہی موت اوسکو بھی ملے شداد کی

کنج غربت مین ہی جز غم خاک تاسخ ہان مگر
خط کوئی آیا کبھی پڑھکر طبیعت شاد کی

آئی برسات اب ہی آمد ساقی گلفام کی
طالب مینا ہی دل مشتاق آنکھین جام کی

یون تو سب جانِ جان کہتے ہین باتین کام کی
پر خبر رکھتی نہین تم عاشق ناکام کی

اوس بت بدچشم کو تسخیر کرنا ہے مجھے
چلے مین ہیر تمنا حاجت ہی اک بادام کی

ہے معطل آب زبانِ خامہ اور اپنی زبان
رسم کی موقوف دونی نامۂ و پیغام کی

آسمان پر کیون نہو تجھ سے مشابہ آفتاب
کلک قدرت سے کھینچے تصویر اوسکے نام کی

تیری چشم مست سے ہو کیون نہ سیر دلکو اوس
ساقیا ہر ایک شیشے کو ہی حاجت جام کی

طائر دلکو فقط ہے کاکل جانان سے عشق
ہوتی ہی کب آرزو طائر کو محبت دام کی

۱۷۹

رات دن ہے یاد اک محبوب سیم اندام کی

ولہ

تری گا خیمۂ لیلیٰ حباب کے بدلے
جو شرط چاہیے تو شیشے شراب کے بدلے
شمار ہی ہون نقطِ انتخاب کے بدلے
کھنچے شراب گلون سے گلاب کے بدلے
کہ آفتاب ہے گویا نقاب کے بدلے
غبار لشکرِ غم سے سحاب کے بدلے
مین سرنوشت پڑھون اب کتاب کے بدلے
کہ مجکو سیب دکھایا شباب کے بدلے
طلوعِ مہر ہوا ماہتاب کے بدلے
شرشک ہین مری آنکھو مین خواب کے بدلے
شعاع حسن ہے منھ پر نقاب کے بدلے
تو چاہیے ہے سکون اضطراب کے بدلے
بطِ شراب ہو مرغ کباب کے بدلے

جو تیری دشت مین مجنون کبھی مین رو دیگا
مین ایکدم ابھی بیٹھا ہون محتسب خم
تری ہی وصفِ مین اے رشکِ ماہ ہی یہ غزل
جو دونون تری لب ہیگو نکو برگ گل سی مثال
شعاع عارضِ دلدار کا یہ عالم ہے
فراقِ یار مین بجلی نہین چمکتی ہے
حصول علم سے کیا ہو جو ہو سو قسمت ہے
کیا نکلتے ہی طفلی سے عشق نے یہ ضعیف
شبِ وصال یہ کوتاہ تھی کہ بس شام
فراقِ یار مین مانندِ شبنم نرگس
کب ادب سکے دیکھنے کی مشق آفتاب ہی تا
جو آرزو ہی دلا ہاتھ آئے صید مراد
ضرور پرورش جان ہی کیا تن آسانی

شراب ساقی کوثر سے مست ہون ناسخ
ثواب مجکو ملے گا عذاب کے بدلے

گم ہوا مین جب تیرا رو نظر آیا مجھے
ہوگیا ہے تیری فرقت مین جہان الیسا

آئینہ جب مین نے دیکھا تو آیا نظر مجھے
ماہ تو بھی صورتِ ابرو نظر آیا مجھے

ولہ

لاکھ نغمون سے زیادہ اپنے قلم کی ہے صریر
عرق آلودہ نہین ابروِ خمدار ترے
حسن کی لات زنی کرتے ہین چاٹ کی خاک
کیون نہین حلقۂ گیسوی جوانین ہوا اسیر
محو نظارۂ جانان نہین کچھ داغ جنون
کیا ہی ہے شیرین بیان عالم پیر ہین کلام
قتل عالم کو کیا رو کے مرے لاشے پر
نہین مقراض مین ہرگز مری داغون کی تخفیف
غم نہین ہجر کی شب کا ہو اگر رنگ سیاہ
یا رسول عربی جلد کرو میری مدد
گر بری ہے مری قسمت تو بھلی ہو جاوے
تن واحد ہون مین اے میرے خدا لے والا
عفو ہون میری گناہ عفو ہوئی میری گناہ
لطف مرنیکا یہی ہے کہ ملے باغ بہشت
تو ہی دے دو نو نکو ہے کون بھلا تیرے سوا

کب یہ آواز خوش آیند فرا میر مین ہے
شکل گوہر کی یہ ہر جوہر شمشیر مین ہے
کب بھلا حسن قبول اقدر اکسیر مین ہے
زاہدا قید جو تو سلسلۂ پیر مین ہے
چشم مینا ہے جو حلقہ مری زنجیر مین ہے
ایسی کا ہیکو حلاوت شکر و شیر مین ہے
اشک پیکان تمھارے نظر تیر مین ہے
شعلۂ شمع ہے جراح کی گلگیر مین ہے
برق اسیواسطے یان نالۂ شبگیر مین ہے
ورنہ آخر یہ غلام آپکی تاخیر مین ہے
دخل کل آپ کو تو دفتر تقدیر مین ہے
رات دن لشکر اعدا مری تدبیر مین ہے
چھٹتے ہی تیر دعا تو وہ تاثیر مین ہے
اور جینے کا مزا نسخۂ اکسیر مین ہے
نہ وہ تقریر مین ہے اور نہ وہ تحریر مین ہے

مطمئن رکھ دل ناسخ کو خداوندا اب
محو اسوقت یہ دل سے تری تکبیر مین ہے

ولہ

[illegible]

کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور
یاد رکھہ یہ بات تاریخ حافظ شیراز کی

پانون ثیرا جھڑ گیا ہے پھر بھری خاک کی
ہون وہ دیوانہ کہ بوئینگے مزارع تخم
ایک مشتِ خاک کا بھی تجھسے شرمندہ ہونے
نقش پا یار آغوشِ تصور مین لیا
جلتے ہین حاسد ہزار روشانِ تربت و
کھینچنی ہو اوس پری رو کی اگر تجکو شبیہ
اے مصور اور رنگونکی نہین کچھ احتیاج
وہ نہ آئیگا عبث مثل گیاہِ خار دار
خوب تجکو دیکھتا تھا میر دم مرجانیکے بعد
حورین جنت کی کھنچی آتی ہین دنیا کی حسین
ہے یہ حسرت قبر پر آیا نہ وہ شیرین ادا
مجکو پابوسی کی حسرت خاک پر کھتا ہو پانون
آئی آندھی بھی مگر پہونچی نہ کوئی یار تک
رو رو سے اغیار روتے اسقدر گل ہو گئی
کیون نہ اے ناسخ مین تھا را مدن پائمال خلق

گشتۂ حسرت ہوئی اکسیر میری خاک سے
ہونگے پیدا دانۂ زنجیر میری خاک سے
ہو مرا گھر اے فلک تعمیر میری خاک سے
بعد مرنیکے ہوئی تقصیر میری خاک سے
ہو رہی ہے آگ کی تاثیر میری خاک سے
ہو تصور گر وہ تصویر میری خاک سے
خاک ہون بس کھینچو تصویر میری خاک سے
نکلے ہین سو دست دامنگیر میری خاک سے
چشم دشمن کی ہلی تعزیر میری خاک سے
کب ہو بہتر ہے سرمہ تسخیر میری خاک سے
کی روان شگون نے جوئے شیر میری خاک سے
کہتے نزدیک ہو تو تیر میری خاک سے
ہوگئی برگشتہ کیا تقدیر میری خاک سے
خاک اب اوڑنے کی ہو تدبیر میری خاک سے
کچھ ازل سے کم نہین تقدیر میری خاک سے

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ناسخ

بلغِ بہشت اد رہی سرسبز ہوگیا
چپ کیون لگی رہی بھلا مجبور آمدن

مسموم جب یہان سے امام حسن گئے
کیا کیا جہان سے نہ مرے ہم سخن گئے

ولہ

آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہے
پرش تیغ قضا کے آگے
آپ کر دیتے ہین ہر سخت کو نرم
آپ کا دامِ بلا آفت سے
آپ کی برقِ غضب کے آگے
آپ سے ہو جو قوی ہو ضعیف

خضر ہمراہ ہے رہزن کیا ہے
سرکشون کی رگِ گردن کیا ہے
دستِ داؤد مین آہن کیا ہے
طائرِ عرش نشین کیا ہے
ہے تو کیا ماہ کا خرمن کیا ہے
پیل تن کیا ہے تہمتن کیا ہے

بس یہی وردِ زبان ہے ناسخ
اب ہمین دوست تو دشمن کیا ہے

یونہین صورت ہوئی تھی ہجر مین تغییر مجنون کی
وہ مجنون ہون کہ میرے ساتھ ہی ہوم بجو مجنون
اگر معشوق کا ماتم نکرتا نا مناسب تھا
انا لیلے کہا مجنون نے کھولی قصد لیلی کی

بجائے نامہ لیجا قاصد اتصویر مجنون کی
مری تحریر نے کی ہے صدا زنجیر مجنون کی
گران جانیسے مرنیمین تھی تاخیر مجنون کی
وہ ہے تاثیر لیلی کی یہ ہے تاثیر مجنون کی

ولہ

ہون وہ سوزان شعلہ بھاگے دور میرے خاک سے
اپنے دامن کو سمیٹے طور میرے خاک سے

[illegible]

اور نحوتون کی ہماری قبر کو حاجت نہین
ہے شب مہتاب تت مین تقاضا جنون
انتہا ہو لاغری سے جب نظر آیا نہ مین
کر چکی ہے تیری رفتار ایک عالم کو خراب
منہ چھپائی کیون ہو قاتل پاس ہو تیغ
کوئی سیدھی بات صاحب کی نظر آتی نہین
تنگ اس وحشت کدہ مین ہو نہین با جوش جنون
آنسوؤن سے ہجر مین برسات رکھی سال بھر
آج اوس محبوب کے دل کو مسخر کیجیے
مر گیا ہون حسرت نظارۂ ابرو مین مین
محتسب کو ہو گیا آسیب جو توڑا ہے خم
جلد رنگ لائی دیدۂ خوناب اب تار نگاہ

خانۂ محبوب کا کوئی کواڑا چاہیے
چادر مہتاب کو بھی آج پھاڑا چاہیے
ہنسکے وہ کہنے لگے بستر کو جھاڑا چاہیے
شہر خاموشان کو چلکر اب او جاڑا چاہیے
باغ مین ہنستے ہین گل تو منھ بگاڑا چاہیے
آپکی پوشاک کو کپڑا بھی آڑا چاہیے
عرش کی سقف محدب کو لتاڑا چاہیے
ہمکو گرمی چاہیے ہرگز نہ جاڑا چاہیے
عرش اعظم پر نشان نالے کا گاڑا چاہیے
مین کہے ہین مرے لاشہ کو گاڑا چاہیے
جوتیون سے مکیشو جن آج جھاڑا چاہیے
ہے محرم اوس پری پیکر کو ناڑا چاہیے

لڑتے ہین پریون سے کشتی پہلوان عشق مین
ہمکو ناسخ راجہ اندر کا اکھاڑا چاہیے

نظر آئی ضریح تربت شبیر لوہے کی
جدا ہوگی نہ میری پاؤن سے زنجیر لوہے کی
قریب آئی ہین کیا ون میرے زنجیر ہین پہنے گی

زیادہ سیم و زر سے ہو گئی توقیر لوہے کی
جنون کب ہے یہ تمنا طیس ہین تسخیر لوہے کی
جنون حدا د کرتے پھرتے ہین تدبیر لوہے کی

ولہ

[illegible]

ہوا ہے حسرت زر مین ہوس کیا منا
زر گل کی تصور مین ہوتی ہی اسقدر نالان
حریصونکو موے پر بھی تعلق زر سی رہتا ہی
اہل کو آتی ہی سوتا پڑا ہی خاک مین غافل
نہین تلوار کی حاجت جو دشمن ہو گیا ہو زرد

اگر لگوا ئین آئینین قبر مین دو چار سونے کے
کہ بلبل کی قفس مین ہو گئی منقار سونے کی
ہین ونکو زر وضو نکو بھی گندا ئین کا ر سونے کی
بس اک دم مین مسہری ہو گئی بیکار سونے کی
زیادہ ہوتی ہی بوہے سے اے دل کا ر سونے کی

یہ تڑ ا ہٹ یہ رنگت ہی کہان سونے مین اے ملح
تن محبوب حالت ہے وحشت افشار سونے کی

جو پہنچی تو نے زنجیر اسے بت بی پر چاندی
سپید آگے ترے ہی چاند اور سورج زرد ہی ظا
بر عاپے سے آئی ہو سپید اوسکی سیہ کا
بہت اوس سیم تن کے مدح کے مضمون سے حجرہ
کا بین نکر پہونچی ہین تمہارے پا نازک
مناسب حسن کوئی رتبہ دیکھا اے بت سپید
تصور ہو بت سیمین تن کا بھی نماز و نہین
برابر تیرے زیور سیم و زر کے قتل کرتی ہین
کہا تو بھی ہے خونریز شل مہر و ماہ تو
فلک شب یہ کالی چار پائی کیا دکھاتا ہے

ہوئی وحشت ہو ... میری بھی پہ چاندی
یہ ہو اکسیر سونیکی وہ ہے اکسیر چاندی
جو ہے زنجیر لوہے کی وہ ہو زنجیر چاندیکی
مجھے درکار ہین تو چین پہ تحریر چاندیکی
ذرا اے شہسوار و دیکھنا تدبیر چاندیکی
تو نا چار سی نبوائی تری تصویر چاندیکی
ہوا واجب کوئی مسجد کرو ان تعمیر چاندیکی
جو ہے تاثیر لوہے کی وہ ہی تاثیر چاندیکی
سپہر سوتے کی تجکو چاہیے شمشیر چاندیکی
پلنگڑی تیری عالی ہے کہین بیر چاندیکی

کھینچتے ہین جذبِ دل سے ہم بھی اوس محبوب کو
حجتِ خورشید مولا نے جو کی اعجاد ہے

کیا رقیبِ وسیہ ہے چیز ناسخ کے حضور
دب گئی آوازِ خر کی شیر کی آواز سے

آج کیا اندازِ بسمل اضطرابِ دل مین ہے
کیا اثر ہے ای پری تیرے گلِ رخسار کو
تجھے کیا نسبت بھلا شیرین کو ای شیرین ادا
کیا فقط طابع بشر کے عشق کردیتا ہے پست
فصلِ گل کا دیتی ہے مژدہ صبا وانہ شک
کم نہین دریا سے نظر و نہین ہمارا سیلِ اشک
کی ہے یارانِ عدم کو حالِ فال کی اطلاع
خیر جاری ختم ہے اے میکشو خمار پر
اے پری تو نے تو لیلی کو بھی مجنون کردیا
کچھ ہے تجھین اے پری دکھ ہے مجھ دیوانہ نہین
ہو چکا آخر سفر جب آ پسے باہر ہوے
کوئی جز معشوق عاشق کے تصور مین نہین
خالِ جانان کر تصور مین ہو غشش تباہ ہو نہین
تل کے بدلے میری آنکھو نہین ہین خسارو خال

قبضۂ شمشیر شاید پنجۂ قاتل مین ہے
سب تاو نہین تیل ہے یہ عطر اوسکے تل مین ہے
تو دو نہین ہے منقش نقشِ شیرین سلمین ہے
چرخ سے مسکن فرشتو نکا چہ بابل مین ہے
آیا برنگِ غنچۂ لالہ ہمارے دل مین ہے
اپنے دامن مین بھی ہے جو دامنِ ساحل مین ہے
نامہ اپنا شاہِ بالِ طائرِ بسمل مین ہے
موجِ زن دریا سے ہر کشتے ساحل مین ہے
نغمہ سازِ جرس اب پردۂ محمل مین ہے
یان بھی ہے صنعِ ازل سے جو مہ کامل مین ہے
وصل اوس جانِ جہان کا پہلی ہی منزل مین ہے
ہو اگر مجنون تو پھر لیلی ہی ہر محمل مین ہے
جائے روغن کیا سمندر چشمِ ترکی تل مین ہے
آپکی چشمِ سیہ جائے سویدا دل مین ہے

ولہ

ولہ

چاہتا ہوں چودھوین رات آجکی ہو چاندرات
باندھے ہین فاقہ سے تپھر مینے اپنے پیٹ پر
عجب ہین تیری ستایش خودستائی ہے عبث
کیا تا ہے کہ رستہ بند ہوتا ہے ابھی
جاؤن دنیا سے تر ہو جانیسے پہلے اے صنم
وصل کا ہوچکا ادنکا نہین جاتا حجاب

شام سے بند نقاب آہ وہ پیکر کھولدے
خود غرض کا ہو تقاضا عشق گو ہر کھولدے
بند کر منھ کو وہان کیسۂ زر کھولدے
ایک دم بازار مین روئے منور کھولدے
ہے یہی میرا کفن ڈولی کی چادر کھولدے
اے کبوتر باز جوڑے کے کبوتر کھولدے

منتِ رضوان کرے کیا ناسخ اے بابِ علوم
اب جنت کو برنگِ بابِ خیبر کھولدے

سب نشینین ہین نئی نبتین ہین اے یار نئی
ہر نئے سر سے ہوا جوش جنون آتی بہار
تو کیا ہے بھلا ابروی قاتل کی حضور
سر برہنہ جو ہاپنا یہ رند نہ بھرنا ایسے
دکھا نداز مجھے تیرون کے سوفار دکھنے
موت آتی ہے جنون غم نہین عریانی کا
کہکشان ہے نہ ثوابت ہین نہ سیارہ نہ صبح
کبھی لیلی کبھی شیرین کبھی عذرا سلسلے
خوش رہو تمکو اگر قدر پڑا تو نکی نہین

روز بان ریختی کی اوٹھتی ہے دیوار نئی
پھر مری پانو نکو زنجیرون ہین درکار نئی
کیون فلک ہمکو دکھاتا ہے یہ تلوار نئی
کہنہ ہو جائیگی زاہد تری دستار نئی
دمبدم مہر فغان ملتی ہے منقار نئی
ہوگی پوشاک مری واسطے تیار نئی
نظر آتی ہے جدائی مین شبِ تار نئی
تیری خدمت مین ہر روز ایک سرِتار نئی
ڈھونڈلین گے اجی ہم بھی کوئی سرکار نئی

شاہِ مردان سے نہین مخفی کوئی رازِ جہان
بادشاہانِ جہان سنتے رہتے ہین اونکے

ہین ملک ہرکارے اونکے ہر طرف کو ڈاک کے
وہ وزیرِ بادشاہِ کشورِ لولاک ہے

عالمِ ارواح سے ناسخ قدم کے ساتھ ہے
رُوح پاے پادشاہِ اولیا کی خاک ہے

تو چاند ہے سایہ چاندنی ہے
کوسون تک بلکہ روشنی ہے

ہے یا وصفِ مژہ جو دل مین
گویا کہ پلٹن کی چھاؤنی ہے

مارا ابرو سے سیکڑون کو
قاتل تلوار کا دھنی ہے

کافر خطِ استوا بدن کا
تیری سونے کی کردھنی ہے

عاشق ہین جو سوزنِ مژہ کے
اپنی چیکن بھی سوزنی ہے

دیکھا جسے ہوگیا وہ عاشق
تیری آنکھون مین موہنی ہے

کیونکر پی جاؤن دیکھ اے ضبط
جو اشک ہے ہیرے کی کنی ہے

سلے ماہ مرے کفن کے لایق
تیری محفل کی چاندنی ہے

وہ ماہ ہے تو کہ چاندنی سے
تیرے گھوڑے کی گردنی ہے

جلتے ہین داغِ یاس دل مین
ہر شب اس گھر مین روشنی ہے

اوس پردہ نشین سے کیا ہی نسبت
زہرہ تو ایک کنچنی ہے

پھبتی یہ نہی ہے ماہِ نو پر
گویا ترے جوتے کی انی ہے

سورج تو بنا سنہری اوگی
سورج کی کرن کرن بنی ہے

کیا سناسٹ ہو گئے ہین قبر مین بارِ عذاب	اہلِ دولت بھی خزانون کی طرح گاڑے گئے
خاک چل پایا نہ ہمنے گو درختون کی طرح	زندگی بھر کوئی جانا نہین قدم گاڑے گئے
دھجیان کچھ اوڑ گئین دُ جو بہ گردون تبا	اپنے کپڑے کسقدر وحشت مین پھاڑے گئے

وله

ہین حسین اور بھی پر تجھمین ہے ہر بات نئی	دھج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی
خطِ نورستہ نے قران کو کر دیا منسوخ	لوحِ محفوظ سے اوتری ہے یہ آیات نئی

وله

نہ تری گات بُری ہے نہ تری بات بُری	نظر آئی نہ مجھے تیری کوئی بات بُری
گرچہ اے جان نہین تیری کوئی بات بری	پر مری بات نہ مانی ہے یہی بات بُری
چاہیے یہ کہ نہو میری بُری بات بُری	آپ تو جانتے ہین میری بھلی بات بری
چوم لون کیون نہ بھلا تجھسے لپٹ کر ہر دم	واہ کیا منھ ہے کہ نکلی نہ کبھی بات بری
بات کی غیر سے تونے مری کیا بات رہی	ہو گئی تجھ سے یہ اے شکِ پری بات بری

وله

ہجر مین بارہ مہینے اپنی اک اوقات ہے	گو کبھی جاڑا کبھی گرمی کبھی برسات ہے

وله

سرکار ذرے کو کوئی پیمانہ چاہیے	کعبے کو کیا کرون مجھے تنخانہ چاہیے
اے عندلیب شوخ تو رہ آشناے گل	مجھکو چمن سے سبزۂ بیگانہ نہ چاہیے

وله

گیا داغ اک غلامی کا
ورنہ یوسف نہین برا مجھسے
گلہ ابنا ہے باوفا کیون ہون
شکوہ اسے بے وفا نہین مجھسے

وله

کیا کرین باغ نے آئے جو ہوا

ولہ

کیا الٰہی غیرتِ گل ہو تری نازک کمر پتلی
کہین دیکھی ہو شاید ابلا ہی تیر جی ہونگی

رنگِ گل بھی نہین باغِ جہان مین اسقدر پتلی
کہ مارے شرم کے پانی ہے آب گہر پتلی

ولہ

باغ مین آج جو اوس گل کی سواری آئی
شور بلبل نے کیا باد بہاری آئی

ولہ

ہے شبِ وصل جو اے ماہ جبین تھوڑی سی
سمجھے ہم ابر سیہ سے نکل آیا تارا
وسعت آباد جہان تنگ ہوا زیر فلک
کیا لبالب ہے ترے تنگِ دہن مین شکر
تیرے ہی نام کی ایجان ہے بس گنجایش
کیا ہی ہونچ ہے تری ہلیز تک آ ماہ جبین
سنگِ اسود کیطرح سب رخ زاہد ہو سیاہ
مین تو کرتا ہون بہت سی تری خاطرداری
غرۂ ماہ مبارک ہے یہ دینداروں کا

ہے مرے جسم مین بھی جانِ حزین تھوڑی سی
کھل گئی بالو نسے جو تیری جبین تھوڑی سی
چاہیے مجکو جگہ زیرِ زمین تھوڑی سی
دیجیو ہمکو بھی اے طفلِ حسین تھوڑی سی
وسعتِ دل بھی ہے مانند نگین تھوڑی سی
چاند کی روز جو گھستی تھی جبین تھوڑی سی
کیا جو سجدہ وکی ہوئی تیرہ جبین تھوڑی سی
مری خاطر بھی تو ہوا دُبتِ چین تھوڑی سی
پی شراب آج تو اے دُشمنِ دین تھوڑی سی

ولہ

تیغ ابرو سے ہوا مارِ نظر دو ٹکڑے
حدقہ چشم کی ہے بلکہ سپر دو ٹکڑے

ولہ

ولہ

ولہ

رباعیات

رباعی

رباعی

رباعی

بھیجا ہے جو مین نے یہ محبت نامہ　　لکھنا نہ جواب مین عنایت نامہ
یہ حال ہے دم نہین امید حیات　　گویا کہ یہ نامہ ہے وصیت نامہ

رباعی

رہنے کو عجب مکان ملا ہے اپنا　　ہر سمت سے خاک آ کے ہو لیل و نہار
کرتا ہون کسی خط مین جو نامہ تحریر　　ہو جاتا ہے بعد لکھنے کے خط غبار

رباعی

ہوتا ہے خط روانہ سوے جانان　　ہوتی مری جان بھی ہے ساتھ اوسکے روان
آتا ہے جواب خط تو اوٹھتا ہون　　ہے طائر نامہ بر مگر طائر جان

رباعی

تصویر صنم مین کمر اے کلک ازل　　پنہان ہے نگہ سے یا نگہ کا ہے خلل
جز عالم غیب کون جانے یہ راز　　لکھے مو سے پڑے خدا سے ہے شل

رباعی

خونناب سے دل نہین ہے دم بھر خالی　　ہین منبط سے لیک دیدۂ تر خالی
اے ساقی بیوفا تری فرقت مین　　لبریز ہے شیشہ اور ساغر خالی

رباعی

اوّل عدم آخر عدم اے عرش جناب　　کیا دو عدد دو نہین زندگی کا ہے حساب

رباعی

کیون نہ ہو فنا مین ہون نہ مانند حباب
مین وا دمی حرص مین بھی ہی نقش بر آب

رباعی

حیران نسخے مین گر دیکھو ساری ہو لس
تصویر کی جسطرح کھنچی ہو مجلس
غربت مین ہوا ہے ضعف ایسا طاری
نقطے کی طرح ہون دائرے مین محبس

رباعی

رباعی

رباعی

رباعی

کیا جانئے کس روز ہوا ہے نوروز
کب آیا حمل مین مہر عالم افروز
اتنا تو مجھے معلوم ہوتا ہے
ہے سوزش ہر داغ افزون ہر روز

رباعی

ہر ایک سے پوچھتے قاصد آیا خط
لیکن نہ کبھی میرے لیے لایا خط
کب تک کرون انتظار خط جانان
جو طفل تھے اونکا بھی نکل آیا خط

رباعی

اے دوستو نوروز مقرر ہے آج
خورشید نے دیکھو حمل پر ہے آج
ثابت ہے دلیل ہے گریبان مین
میرے روز و شب برابر ہے آج

رباعی

احباب اگر وطن مین ہین آسودہ
غفلت ہی اگر جواب لکھنے مین آنھین
بیتاب مین غربت مین ہون کیون بیہودہ
خامہ ہے مرا بھی پاے خواب آلودہ

رباعی

ہے روز ازل سے دانہ بدیدہ دوران
خورشید کو دیکھو آسمان کو دیکھو
کیا خاک ہو سیر کوئی اسکا مہمان
اتنے بڑے خوان مین ہے اک گردہ نان

رباعی

دن حشر کا غربت نے مجھے دکھلایا
لایا خط یار ایک تو مین سمجھا
نالون نے خروش صور کا سنوایا
یہ نامۂ اعمال فرشتہ لایا

رباعی

نکلا ہون وطن سے صورت بوی چمن
مانند بدن وطن ہی میلا مین روح
کس رنگ سے اب آتے نظر روی چمن
ممکن نہین عود روح کا سوی بدن

رباعی

اشک آتش حل کردہ ہے بجلی نالہ
ایسی ہے مرا داغ دل سے بھڑکی ہے آگ
ہر لخت جگر ہے آگ کا پرکالہ
ہے دائرۂ مثل شعلۂ جوالہ

رباعی

آتا ہے کبھی جو مجکو خط جانان
پڑھتا ہون جو خط بہتے ہین اشک آنکھون
ہوتا ہے زیادہ دلکو رنج ہجران
تاثیر مین دودۂ مرکب ہے دھوان

رباعی

نوروز ۱۹۲۰

[illegible]

رباعی

رمضان

[illegible]

رباعی

[illegible] جانان

رباعی

[illegible] ہجران

[illegible]

ہے خال رخ یار تجھے نقطۂ سہو		اور ابروئی خدار لطاق نسیان

رباعی

کیا پڑے ہین اشک نالے کے انشا مین یون قلزم اشک مین ہی میرا نامہ		یہ جوش نہ گنگا مین نہ ہی جمنا مین دیتے ہین عرلفیہ جسطرح دریا مین

رباعی

لے کر جو گیا نامہ ہمارا قاصد مدت ہوئی انتظار کرتے کرتے		کیا ذکر جواب خود نہ آیا قاصد تھا عمر گزشتہ شاید اپنا قاصد

رباعی

اے نالۂ شبگیر نہین ہوتی صبح گذری اک عمر بھر شب تار فراق		اے اشک کی تاثیر نہین ہوتی صبح مثل شب تصویر نہین ہوتی صبح

رباعی

اے نامہ برد تجھین پیمبر کی قسم دو پاؤن ہین اور اسقدر ہے سستی		لیجا دشتاب خط مرا پیش صنم اک پاؤن سے چل رہا ہی میرا قلم

رباعی

کیا نامہ لکھون گران ہے بار خامہ کیا دور اگر سپید ہو چشم دوات		کچھ صرف دوات ہو نہ کارخانہ مدت سے ہے اوسکو انتظار نامہ

رباعی

رباعی

۱۹۳

رباعی

رباعی

رباعی

رباعی

ہے رات بڑی تمام راتون سے آج
اک جشن کو لازم ہے بڑی رات کہین

رباعی

یا ایک پری کے وصال تھا آٹھ پہر
یا دستِ تہی ہین رنج بکو ہین شام و سحر
یا کاکل دلدار سے تھا رابطہ مدام
یا دوستو ہین سانپ مری چھاتی پر

رباعی

یا زلف کی بو سے تھا معطر مشام

ربّانی ۱۹۸

رباعی

رباعی

باتون کا نہین قصوُرا ہو دم ساز
قائم ہے دعوی صادق یہ دلیل
آنکھون سے نقط فاش ہو میرا راز
دریا کے سبب پہونچتی ہے دور آواز

رباعی

کرتا ہون مین وحشت مین گریبان کو چاک
ہوگا کوئی دن وہ بھی آئی کہ کرون
اور غم نے کیا سینۂ سوزان کو چاک
سرنامۂ مکتوب عزیزان کو چاک

رباعی

کس ضعف مین خط لکھا ہے اے بادِ مراد
نامے کو جو لے ہاتھ مین وہ رشکِ پری
لشر نگرنا مری محنت برباد
ہو مہر مری مُہر سلیمان سے زیاد

رباعی

ہے جسم مرا اور نہ جان ہی باقی
کرتا ہے خدا تو امتحان تا دمِ تربیت
تربت مین نہ کوئی استخوان ہی باقی
پر بُت کا ہنوز امتحان ہے باقی

رباعی

یوسف کی طرح جدا ہے میرا محبوب
مکتوب جو آیا تو ہوا مین بیتاب
رو رو کے ہوا ہون کور مثل یعقوب
پیراہنِ پیچیدہ ہے گویا مکتوب

رباعی

مشہور بڑا دن ہے یہ کیون دنیا مین
آکوئی نظر آئی نہین توجیہ ہمین

رباعی

رباعی

رباعی

رباعی

[illegible]

رباعی

[illegible]

رباعی تاریخ

وہ مومنین افضال الٰہی سے ہین
خوش رات دن افضال الٰہی سے ہین
ہے مصرع تاریخ قبول تاریخ
وہ مومنین افضال سے ہین

رباعی

۱۹۵

[illegible]

پاتاہے جو گوشمال کوئی انسان	ہو جاتی ہے بند شرم سے اوسکی زبان
آگے سے بھی آواز ہوتی اوسکی زبان	طنبور کی طرح کیا اوینٹھے گئے کان

رباعی

ہے بیچ مین گھر چار طرف ہے صحرا	دالان او جاڑ ہے سڑا ہے چھپرا
دروازے مین زنجیر جا مارِ سیاہ	کھپریل مین کھپرا جو ہے سولبن کھپرا

رباعی

شرمندۂ شاہ کربلا ہے پانی	کیا فیض سے محروم رہا ہے پانی
گرتے ہین جو اشکِ چشم ثابت یہ ہوا	گویا نظرِ دل سے گر گیا ہے پانی

رباعی

اے ابنِ علی امامِ عالم تو ہے	اے شیرِ جری امامِ عالم تو ہے
ماتم ہو ترا تمام عالم مین نہ کیون	اے سبطِ نبی امامِ عالم تو ہے

رباعی

تھم جائین غمِ شاہ مین کیونکر آنسو	جاری ہی رہین گے زندگی بھر آنسو
پیتا کہون جو پیاسِ عطشِ شاہ مین آب	بہتا ہے وہ چشمِ تر سے بنکر آنسو

رباعی

تعریف کرون کیا مین شہ والا کی	موسیٰ کی ہے کچھ قدر نہ یان عیسیٰ کی
شمشیر کا جو لہو بنا ہے یہ شفق	اوڑتی ہے یہ دلیل رتبۂ اعلیٰ کی

رباعی

[illegible]

رباعی تاریخ

[illegible]

رباعی تاریخ

[illegible]

گفت تاریخ تہنیت ناسخ	صحت نور چشم باد سعید

قطعهٔ تاریخ

جناب محسن الدولہ بہادر ز خالق یافت فرزندی ہمایون صدوسی سال با اقبال و اجلال بود بہر جناب مستطابش نشین سال میلادش خرد گفت	بہار بوستان جاہ و دولت چراغ دودمان عز و شوکت فدائے انس و جان دار و سلامت نشاط خرمی و عیش و عشرت کہ بادا آفتاب اوج و حشمت

۱۲۵۶ھ

قطعهٔ تاریخ

یا علی آوردہ ام پیشت فریاد از فلک ما رچون بر سینہ ام افتاد سال تخمین آن	میرود ہر لحظہ بر من جور بیداد از فلک گفت دل مارسیہ بر من بفتاد از فلک

۱۲۴۴ھ

قطعهٔ تاریخ

وقار محسن الدولہ بہادر بحالش مہربان ہر دم زیادہ دو شیر اورا عطا شاہ جہان کرد رقم زد مصرع تاریخ ناسخ	فزدن صبح و مسا بادا الٰہا جناب بادشاہ بادا الٰہا مبارک این عطا بادا الٰہا تمد شمشیر خدا بادا الٰہا

۱۲۴۴ھ

قطعهٔ تاریخ

شکر اے خالق عالم از کل	یافت دل بند شفائی کامل

۱۹۶

معظم باد اندر ملک عالم برائے سال مسعود خطابش	غضنفر جنگ آن عالی جناب است خرد گفتہ کہ اعلیٰ این خطاب است

قطعۂ تاریخ آصف جاہ والی دکن

ولا نواب آصف جاہ مغفور ندا آمد پے تاریخ از غیب	ازین دار فنا شد ہای افسوس دکن تاریک شد ای وای افسوس

۱۲۴۴ھ

قطعۂ تاریخ

شدم محبوس چون در خانہ خویش چنین تاریخ خواندم در حضورش	خلاصم داد یک مرد بزرگی رہا شدی مرا از دست گھگے

۱۲۴۴ھ

قطعۂ تاریخ

جان بلب آمد مرا از غفلت طباخ آہ چون دگر دبارہ خطا بنود سال عیسوی	می زند خاگینہ با مار گریہ بہر من گفت دل طرسیہ بخت این سفینہ بہر من

۱۲۴۴ھ

قطعۂ تاریخ

دزد در خانۂ تاریخ چو زد نقب شتاب بہر تاریخ مسیحے چو بریدم سر زد	نہ زر و سیم و نہ بدس خجل آمد بیرون دزد از خانۂ مفلس خجل آمد بیرون

قطعۂ تاریخ

زہے نواب فیاض آنکہ	کہ شد شایستہ عالم پناہے

قطعۂ تاریخ

زہے حضرت شاہ عالی جناب
کہ ہر فلک ہمت او درا فرید
...

قطعۂ تاریخ

قطعهٔ تاریخ

مولود پور حسین پور وزیر
شادان فاطمه زاده و پیر
گفت تاریخ سال میلادش بخواب
صبح طالع شد برآمد آفتاب
۱۲۴۵ھ

قطعهٔ تاریخ

ناصدام از وطن رسید امروز
که نزدان ست این خبر جانفزا
یعنی این نونهال گل رخسار

قطعهٔ تاریخ

زچکیپ دختر مرزا سے ذیقدر		در لیقا چار ساله رفت صد حیف
نوشتم مصرع تاریخ فوتش		ز دنیا چار ساله رفت صد حیف
		۱۲۶۴ھ

قطعهٔ تاریخ

منو غضبِ خطِ طِ مراهزار افسو		مبادروزِ جزا ان خطا شعار امین
نوشتِ کاتبِ اعمال او پے تاریخ		سیاه ہمچو قلم بادرو ے آن خائن
		۱۲۳۵ھ

قطعهٔ تاریخ

فرسود بکف هزار خامه ای وا ے		هم ریخت پرو بال هما مه ای وا ے
گشتند چو خط تلف بگفتم تاریخ		صد حیف تلف جهاز نامه ای وا ے
		۱۲۴۵ھ

قطعهٔ تاریخ

داد حق پورے حسام الدوله را		کرد دلها بعشرت ها نشتزین
گفتِ تاریخ سال تاریخ سعید		هست دلبند سعادتمند امین

قطعهٔ تاریخ

رفت واویلا ازین دار فنا		سید عالی حسب والا نسب
نام او بوده محمد علے		بعد ازین میداشت افیونی لقب

قطعۂ تاریخ

زدنیا بہ ذیقعدہ رحلت نمود — ولایت علیخان جنت مکان

خرد بہر سال وفاتش بگفت — ششم جمعہ شد آہ سوئے جنان

۱۲۴۰ھ

قطعۂ تاریخ

رفت مرزا محمدی ناگاہ — بہ ریاض عدم ز باغ وجود

گفت سال وفات او تاریخ — حیف ذیحجہ پنجشنبہ بود

۱۲۴۸ھ

قطعۂ تاریخ

الدین دار لنصف صفر پنجشنبہ — شدہ ہاے مرزا علی خان بجا

قطعۂ تاریخ

زجہان رفت بایام ز ساعت افسوس — قرة العین امیرا امرائے عادل

یافت مصرع تاریخ وفاتش تاریخ — شنبہ و بست دوم بود ربیع الاول

۱۲۴۳ھ

قطعۂ تاریخ

از وفات جناب شاہ زمن — گوئیا عالم ہلاک شدہ

دہر گردید بہر ما دوزخ — بہ بہشت آن جناب پاک شدہ

دیدہ باشد بہ ماتمش نمناک — سینہ با آہ دردناک شدہ

رفت دامان صبر از دستم — جیب صبر و شکیب چاک شدہ

گشت تاریخ مصرع استاد — اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

قطعهٔ تاریخ

[illegible] ... تاریخ وفات ... ۱۲۷۹

میرزا کاظم علی خان مقتدرا ... ارباب یقین اصحاب دین ... [illegible]

دیوان ... ۲۰۰

[illegible]

قطعهٔ تاریخ

[illegible] ... ۱۲۲۳

گل بپوشید لباس سوسن	گریه چون جوی کند هر شمشاد
جای بو خاک بسر ریخت نسیم	زلف سنبل بکف صرصر داد
نام او میرزا کاظم علیست	آنکه پا در چمن خلد نهاد
اندرین باغ برنگ نکهت	بود از قید تعلق آزاد
حامی مذهب اثنا عشری	نافی کفر و ضلال و الحاد
چشم بازار ره تحقیق نمود	در توفیق بو لها بگشاد
طبع مید اشت سراج و هاج	خانهٔ علم ازو بود آباد
وارث علم و عمل یافت بهم	صاحب رشد و رشاد و ارشاد
مشت خاک همه ارباب خلاف	داد از صرصر برهان برباد
علم معقول همه از برداشت	علم منقول همه بود بیاد

گفت تاریخ وفاتش ناسخ
گو تیا قائمه عرش افتاد
۱۲۷۹

قطعهٔ تاریخ

آن سالک منزل حقیقت	فرمود ازین جهان سفر حیف
آن عرش مشیر چون مسیحا	پنهان گردید از نظر حیف
از داغ سجود بے ریا بود	پیشانی غیرت قمر حیف
در ماتم آن گل سحر خیز	گوید هر بلبل سحر حیف

[illegible] ... قطعهٔ تاریخ ... [illegible]

ایضاً

محب قائم آلِ عبا بود | از و دین محمد بود قائم
به تسبیح و تحمید و به تهلیل | چو دلی بوده زبان مشغول دائم
براهِ حیدرِ کرار سیرفت | ضعیفان را همیشه بود خادم
نوشتم سالِ تاریخ وفاتش | باقلیم شریعت بود حاکم

قطعه تاریخ

هادے راہِ یقین حیف امروز | کوچ ازین دارِ فنا فرموده
زهد بنید که دستِ پاکش | نه بنعماے جهان آلوده
آرمیدی نه بشبے آن عابد | بعد رحلت به جنان آسوده
طاعت واجب و سنت که بود | همتش هیچ بر آن افزوده
عقدهٔ مطلب ما لا ینحل | به بیانِ قلمش بکشوده
آن محقق به براهین و حجج | فرق در باطل و حق فرموده

گفت تاریخ وفاتش ناسخ
حیف بے مثل محدث بوده
۱۲۳۷ھ

قطعه تاریخ

ناظمِ اقلیم دین و شرع بود | میرزا کاظم علیخان ہائے حیف
هست تاریخِ وفاتِ آنجناب | عارف اکمل برفت ای وا حیف

ایضاً

قطعه تاریخ

گفت سال فوتش عقل عجیب
معین مذہب حق وای افسوس

ایضاً

[illegible]

ہست بحر کرم تہور جنگ	باد یارب مدام ثروت او
جاہ و اقبال او فزون باشد	ہم شکوہ و جلال و شوکت او
دوست دارد ورا حبیبِ خدا	شاہِ مردان کند حمایت او
حُسن خلقش گل ہمیشہ بہار	شاخ پر میوہ دست ہمت او
زندہ چون خضر باد آب بقا	می برد بہر غسل صحت او
بہر اعدای دین ست سیلِ فنا	موجۂ قلزمِ شجاعت او
مرضیِ بارگاہِ معبود ست	ورع و طاعت و عبادت او
چہ محب نبی و آلِ نبی ست	فرض شد بر ہمہ محبت او
یا الٰہی فزون بود ہر دم	عمر و اقبال و زور طاقت او

گفت تاریخ حشمتش ناسخ
صد و سی سالہ باد عشرت او

قطعۂ تاریخ

جنابِ میرزا کاظم علیخان	جہان را قبلہ برحق وای افسوس
مجرد از تعلق ہای صد حیف	ز تقییدات مطلق وای افسوس
گو چاک لحد شد در عزائش	زمین را سینہ شد وای افسوس
شدہ روزگار اندر غم او	شدہ مشکی دا ابلق وای افسوس

قطعۂ تاریخ

[illegible]

قطعۂ تاریخ

[illegible]

قطعهٔ تاریخ

[illegible]

قطعهٔ تاریخ

[illegible]

آن شبے کاندران امام زمان
لیلة الاربعا و پانزدهم
به شبِ پنجشنبهٔ محمود
صد و سی سال هر دو عیش کنند
دهد اولاد نیکبخت خدا
باد خنده والدینش را

متولد شده به لطیفِ حمید
صیغه خواندند عالمان رسید
نو عروسش بخانه اش برسید
هردم اقبال و جاه و باد فزید
بهر آلِ رسولِ پاک مجید
این عروسی و این خوشی این عید

گفت تاریخ این فرح تاریخ
جشن عیش و نشاط باد سعید

قطعهٔ تاریخ

بفردوس اعلیٰ زر تخج و پایی
خرد گفت سال سنین وفاتش

شده بارے مرزا ملیخان بهادر
که اے وای مرزا ملیخان بهادر

قطعهٔ تاریخ

شود سعد عقدِ نکاحِ سعید
بروے زمین حکم رانی کند
به هر بزم و هر رزم و هر روز و شب

درخشان بود روے چون ماهِ او
کند آسمان در دلِ خواه او
بود حامی و ناصر الله او

قطعهٔ تاریخ

[illegible]

[illegible]

۲۰۴

سال مسعود گفت پیر خرد
صحتِ نورِ چشم سعد بود

قطعهٔ تاریخ

علامهٔ عصر زین جهان رفت
مرزا قاسم علی ست اسمش
او عاشقِ یک مصطفٰے بود
جان از تن او لطوس رفته
علم فقه و حدیث و قرآن
تاریخ وفات آن محقق
آواز آمد ز چرخ اطلس

زین دشت به گلشن جنان رفت
چون روح لطیف بود جسمش
او عاشق صادق رضا بود
یعنی پے پاے بوس رفته
شد ختم بر آن معلق ایمان
جستم از طبیعتِ مدقق
وے رفت به مشهدِ مقدس

قطعهٔ تاریخ

ساقیا باده کشم وجد کنان
رخت از خانه بمیخانه کشم
زبدهٔ صدق و صفا یافت شفا
یا الٰہی به نبی عز و علی
شادمان باد حسام الدوله

عید من آمده پیش رمضان
خُم لبریز چو پیمانه کشم
قدوهٔ اهل وفا یافت شفا
به محبان حبیبان نبیؑ
حکم ران باد حسام الدوله

تاریخ دروازه امام بارهٔ شاهی

تاریخ امام باڑہ شاہ جمجاہ

جناب محمد علی بادشاہ	پسندیدہ بارگاہِ الٰہ
بصدق و صفا تعزیہ خانہ ساخت	بلند از سما تعزیہ خانہ ساخت
جنابِ ابو الفتح نوشیروان	بود در رکاب امام زمان
حبیبِ خدا یا در و یار اوست	علی شاہ مردان مددگار اوست
باقبال باشند احبای او	باد بادر زفتند اعدای او
دعاہای او جملہ مقبول باد	پیے عمر او چون خضر طول باد
خرد سال جای عزای حسین	بگفتا مزارِ شہِ مشرقین
	١٢٥٣

ایضاً

خدیوِ عصر محمد علی شہِ والا	کہ ذات وا از ازل قابل جہانبانی ست
بزیر سایۂ لطفِ نبی بے سایہ	ہمیشہ حضرتِ سلطان ظلِ سبحانی ست
بود جناب ابو الفتح فتح باب مدام	کہ در حمایتِ عون علی عمرانی ست
معین دین حبیبِ خدا معین الدین	بامر و نہی خدا حکمران لاثانی ست
بعدل و حکم جو نوشیروان و اسکندر	عیان ز جبہۂ او صولتِ سلیمانی ست
اگرچہ ہست بظاہر شہنشہ دوران	گر بباطن او بوذری و سلمانی ست

یہی تاریخ مسعودِ بنا ہے — جلیل پاک ہے تسبیح خانہ ۱۲۰۲ھ

تاریخ سبیل واقع حسین آباد

نوشیروانِ عدل بوالفتح شاہِ ہند — مقبول بارگاہِ شہِ مشرقین ہے
رکھوائی ہے سبیل تو تاریخ یہ ہوئی — آبِ سبیل نذرِ جنابِ حسین ہے

ایضاً

این سبیل شاہِ شاہانست و آبِ حیات — تشنۂ دیدارِ این پیوستہ جوی سبیل
تحمۂ ادعا فنا این اہلِ جہان گر شنوند — کس نخ بندد جانبِ تسنیم و سوی سلسبیل
ہر طرف ظرفِ وضو اند کولاب خیاب — حلۂ آب ظرف ہا آبِ نکوی سلسبیل
سن کنم وصفِ سبیل خسروِ ذیشان کنم — وصفِ این تسنیم گوید رو بروی سلسبیل
ہست این تاریخ جاری کہ بہارِ خلد — این سبیل آبروئے آبروئے سلسبیل ۱۲۵۴ھ

تاریخ چاہ

اب این چاہ ز شیر سے خود — شربت قند و نبات پاک ست
ہاتف ترمصرعِ تاریخ رسید — چشمۂ آبِ حیات پاک ست

ایضاً

سلطانِ جہان خدیو باذل — کسرائے زمانہ شاہِ عادل

ایضاً

۲۰۶ دیوان ناسخ جلد دوم

تاریخ نہر

اس مصرعِ تاریخ میں اغراق نہیں — ہے نہرِ جنان یہ حوضِ پاک طینت

تاریخ تبرک

خسروِ ہند ابو الفتح معین الدین است
تعزیہ دار جگر بند جناب زہرا
سالکِ راہِ یقین خضرِ رہِ دین متین
ہست خورشید جہان تاب زر افشانی
چون تبرک ساخت بنا مصرعِ تاریخ بگفت

رشکِ شاہانِ جہان بادشہِ ہندوستان
حامیِ شرعِ نبی عاشقِ شاہِ مردان
پیروِ چار دہ معصوم قبول یزدان
دستِ دربارِ جنابش چو سحابِ نیسان
ہست این نوعِ تبرک جادۂ آدمیان

ایضاً

جناب محمد علی بادشاه
بگلشن چه تحفه تبرک شدہ است
کند سلطنت تا صد و بیست سال
رسولِ خدا در دو عالم بود
خرد مصرعِ سالِ تاریخ گفت

که باشد همه عالم او را مطیع
که از کهکشان ست قدرش رفیع
بعونِ خدای بصیر و سمیع
برای جنابش معین و شفیع
برآمد رهِ مستقیم و وسیع

تاریخ مخلع شدن حسین علی خان بہادر

حسین علی خان ...

۲۰۷

تاریخ تولد فرزند مرزا ... بیگ

تاریخ مجروح شدن ...

فیض محمد خان بہادر

تاریخ تولد

[illegible] دوران زمان
[illegible] باهای مبارک بود
[illegible] محمد تقی خان پسر
[illegible] الهی مبارک جشن چنین بود
[illegible] و طرب بهای مبارک بود
ایوان شاهی مبارک
نیره خداوند اقبال و جاه بود
[illegible] پناهی مبارک
خرد سال مسعود مولود گفت

[illegible] زمان رد [illegible] هفت اقلیم [illegible]
[illegible] این مصرع انجذای کریم [illegible]
سال تاریخ جشن سعد جاوید [illegible]
[illegible] یا [illegible] مردعا مقبول
[illegible] فرزند [illegible]

سرو دستان ز تیسان چو سید زخم از تیغ
چه گلی که زر بخشد به کوه و زمانه
چه گلی بعدل وداد که بباغ آفرینش
گل بوستان احمد که به نکهت دمیدش
سر خود بجیب بردم چو به فکر سال صحت

بعیادت وی آمد گل بوستان ایجاد
در بی بها چو شبنم به هر دم ده و داد
سمتی بعندلیبی زرسد ز دست صیاد
شده برگ گل زبانم چکنم زیاده انشاد
دل من بگفت تاریخ اثر قدم شفا باد

تاریخ جشن بادشاه عالی جاه محمد علی شاه

حضرت بادشاه شاهنشاه
آسمان جهان سلطانی
دست پر نور او زر افشان است
نخل قد سی ثمر بار است
کنیت شاه چون ابوالفتح است
لقبش می سزد معین الدین
از ان نو شیروان عادل هست
حامی او محمد ست و علی
صد و سی سال حکم ران بادا
تندرستی بود سراپایش

حامی دین و هست ظل آله
تیر طائر جهان [illegible]
لب جان بخش گوهر افشان است
تیغ او بر عدو شرر بار است
بهر جنود عدو ور افتح است
هست بی شک معین دین متین
بادشاه کریم و عادل هست
که محمد علی است اسم جلی
حکم او در همه جهان بادا
چست و چالاک باد اعضایش

[illegible] الهی مبارک بود

تاریخ تولد

[illegible] جلیل الشان [illegible]
[illegible] عظیم الشان خلاق [illegible]
[illegible] از الطاف [illegible] غایب
[illegible] جهان زین جشن [illegible]
[illegible] نام اندر خاص و عام
[illegible] شد [illegible] زبان
[illegible] سال الکلام [illegible]

[illegible]

مددگار او و سید انبیاست
کف جود او گوہرافشان سحاب
جہان کرد آباد از عدل و داد
گدا را غنی میکند بے سوال
بجود از سوابق سبق بردہ است
حکومت کند تا صد و بست سال
تن و جاہ او باد یارب صحیح
گرا خلعت فاخرہ یافتہ
زبس عزت خویش انگاشتہ
شدہ سال او خام خلعت چنان

نگہدار او و سرور او صیاست
رخ روشنش غیرت آفتاب
بناے جفا و ستم شد بباد
کند خار را از ابیار سے نہال
دل حاتم طائی افسردہ است
زیادہ شود عز و جاہ و جلال
بود عمر او ہمچو خضر و مسیح
بدستار شمیتہ دریافتہ
علم از تفاخر برافراشتہ
سلامت چون نوشیروان زمان

قطعہ دُعائیہ

ظل سبحان غیرت نوشیروان
حسن مین یوسف سلطان جمیل
ہے سواری کا ہوادار اسطرح
تخت رستم ہین پیادے بیحساب
ہے عمارت مین عیان اوج فلک

بادشاہ بادشاہان جہان
خوان نعمت عام مانند خلیل
باد پر تخت سلیمان جسطرح
اک افواس سب افراسیاب
پاسبانی کے لیے فوج ملک

جشن شاہی صد و سی سال مبارک باشد

تاج زرین بسر پاک ہمایون بادا	شد بدانش تو مال مبارک باشد

مبارک باد

عید اضحے بہ شہنشاہ مبارک باشد	بلکہ صد عید بہر ماہ مبارک باشد
مدد احمد مختار ہمایون بادا	التفاتِ اسد اللہ مبارک باشد
صد و سی سال باقبال بدولت یارب	حشمت و مرتبہ و جاہ مبارک باشد
قوت در روح لطیف بدن پاک لطیف	بہما نبانی ول خواہ مبارک باشد
فیل ورنگ ہوادار و سواری سعید	اے شہ ہند بہر راہ مبارک باشد
ہر مرادِ تو بود سیر ہمہ سیارات	روز خورشید شود ماہ مبارک باشد

تہنیت

بہ شہنشاہِ زمان تاجور کشور ہند	رشک دارا و فریدون جم اسکندرِ ہند
ہفت سیارہ بفرمان تو با ہفت فلک	ہفت اقلیم بحکمت بود اے داورِ ہند
حالتِ ہند تبہ بود بجورِ ظلمت	للہ الحمد کہ شد معدلتت یاورِ ہند
بسترِ اعدائے تو پامال سپاہِ تو بود	تا ابد تہ پائے مبارک سرِ ہند
کہکشانِ ست نشانِ تو فلک نقارہ	کثرتِ ثابت و سیارہ ہمہ لشکرِ ہند
سکہ بر سیم و زر و مہر و مہ ای شاہِ بزن	اے فدائے قدم تو ہمہ سیم و زرِ ہند
ہست عالم بدم رشک مسیحت زندہ	روح خاکِ قدمِ تست پے پیکرِ ہند

قطعہ و رباعیہ

دُعا وہ اُسکے لیے مانگتا ہے کعبے مین بسانِ ثانیٔ قربان بحق ابراہیم	جو ہے تو پنجتن پاک دل سے مائل ہے اسی کی تیغ سے اِسکا حسود بسمل ہے

تاریخ ضریح

عرشِ بریں سے بھی کہین اعلیٰ مقام ہے یارب یہ ہے ضریح مقدس کہ قصر نور اوج بارہ ہے مانند آسمان غم مین امام باڑہ سیہ پوش ہوگیا رُوتا تمام کعبہ پرستون کو چاہیے زمزم غم حسین مین رہتا ہے چشم تر بانی ہے اس ضریح مقدس کا وہ جناب نوشیروانِ عدل ابو الفتح فتحیاب دیدار امام عصر کا اُسکو نصیب ہو تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوئی	یہ روضہ حسین علیہ السلام ہے ہے یہ امام باڑہ کہ بیت الحرام ہے اوس مین ضریح غیرتِ ماہِ تمام ہے یہ جائے اشک باری خیر الانام ہے روتا یہان خلیل ہے یہ وہ مقام ہے پُر آب چشم چشمۂ کوثر مدام ہے جو تاجدار ہند شہ خاص و عام ہے دریائے فیض و ابر و کرم لاکلام ہے مومن جو ہے یہ ورد کا صبح و شام ہے بولے ملک ضریح قبولِ امام ہے

طرح

دراے ابو الفتح سلطانِ غازی	فدائے ابو الفتح سلطان غازی

211

تاریخ مولد همایون فرزند ارجمند جناب اسد علی خان

[illegible]

شد بادشاهی باین عدل و بخشش بسان خلیل ست بر خوانِ نعمت نصیبِ سرِ حاسدان باد یارب	سوای ابو الفتح سلطان غازی صلاے ابو الفتح سلطان غازی بلاے ابو الفتح سلطان غازی

تاریخ جلوس میمنت مانوس ابو المظفر معز الدین
غازی الدین حیدر شاه زمن بادشاه غازی

بحمد اللہ کہ با اقبال و دولت زمین و آسمان یکسر عیش است مبارک باد اے آفاقِ عالم ترا آمد بگو چشم زد و دیارب	تختِ زر جلوسِ شاه گردید زماہی خرمی تا ماه گردید طلوعِ آفتاب جاه گردید کہ شاه امروز شاہنشاه گردید

پے سال همایونِ جلوسش
بگو تاریخ کہ ظل اللہ گردید

تاریخ جلوس نمودن شاهِ زمن نصیر الدین حیدر
بادشاه و وزیر اعظم شدن معتمد الدوله بهادر

چون شاهِ زمن صاحبِ جود و انصاف گردید وزیرِ اعظمش ضیغمِ جنگ	شد بر سرِ اورنگ مرصع جالس کو هست بمظهار فراست فارس

[illegible]

تاریخ غسل صحت مصنف

نوشتم سال تاریخ شفایت | آلہی باد دائم تندرستی

تاریخ کدخدائی مرزائی بیگ

کدخدا شد چو بروز مسعود | پاک دین و دل پاکیزہ است
سال تاریخ عروسی ناسخ | کدخدا شد مرزا یم نبوست

ایضاً

چو گردید مرزای من کدخدا | ببالید جسمم دلم گشت شاد
دلا سال تاریخ جشنش بگو | کہ این کتخدائے ہمایون شود

تاریخ تولد فرزند ارجمند مرزائی بیگ

شدامروز مولود مرزا احمدؑ | بکن طول عمرش عطا یا آلہی
پے سال مولود او گفت ناسخ | بہ ثروت بود دائما یا آلہی

تاریخ ختنہ

امیدم ہست کز فضل تو باشد | مدا یا ختنہ مہدی ہمایون
رقم کردیم ناسخ سال تاریخ | کہ باد ا ختنہ مہدی ہمایون

٢١٣

تاریخ فتح یابی

نواب آصف الدولہ بہادر

تاریخ تولد فرزند جناب حافظ وارث علی صاحب

تاریخ مسجد

سال بنای این مسجد

تاریخ لقب نواب محسن الدوله بهادر

رو زو شب ... قائم سلیمان باد
سال ... خطاب ... باد
وبیوم ... عز و ... او وو چنزوان باد
... بحق صاحب عصر
... غیرت گلستان باد
... چشم اعدا ... باد
... آسمان ... تابان باد
... نواب ... حشمت و جاه
... محسن الدوله ... فرمان باد

تاریخ

همایون خلعت از شاه زمن یافت برائے سال تاریخ مبارک	جناب با شکوه و حشمت و جود نوشتم باد این تشریف مسعود

تاریخ خسوف شدن ماه

از خسوف این شب چاردهم سال تاریخ خامۂ ناسخ	در نظر سیاه شد شب تیره زور قم وائے شد شب تیره ۱۲۳۰ھ

تاریخ

زہے چاہ ہے لطیفے بحر فیضے پے تاریخ خضر فکر ناسخ	کہ اپش شربت قند و نبات ست بگفتا چشمۂ آب حیات ست

تاریخ کدخدائی خواجه وزیر صاحب

للہ الحمد کہ حسند اگر دید گفت سال عروسیش ناسخ	مونس دلپذیر من امروز شد نوشته وزیر من امروز

تاریخ خطاب مهر نواب محسن الدوله بهادر

محسن الدوله بهادر ذی کرم
صاحب اقبال و اجلال و حشم
از خدا فرزند ... انعام یافت
کامرانان در فق بود و کام یافت
... صد و سی سال بود
چون سکندر صاحب اقبال بود

دیوان ناسخ ... ۲۱۴

تاریخ جلوس نواب سعادت علی خان بهادر

... از ... سلطان
... تاریخ ...
... سلطان ...

کامت ... صد و سی سال ...
... مسند و اقبال ...
... ۱۲۱۲ھ

تاریخ وفات شاه عالم بادشاه

... سلطنت حضرت ...
... سال تاریخ ...
... شاه ...

تاریخ

تاریخ وفات خواجہ حسن تخلص بہ سودا

تاریخ وفات استاد الاساتذہ مولوی غلام مخدوم مرحوم

تاریخ وفات مرشد دوران مجتہد کربلائی شاہ شہیدان

تاریخ وفات نواب آصف الدولہ بہادر

اے آصف الدولہ بہادر نوشتم سالِ تاریخِ وفاتش	بحق نائب نوباد مغفور بُوَد با حیدرِ کرار محشور ۱۲۱۲ھ

تاریخ وفات نواب سعادت علی خان بہادر

افسوس کہ نواب یمین الدولہ بر سینہ و سر دست زمان میزنند با نالہ و گریہ برلب ہر کس بُوَد از معدلتش بہسم ببر سے گردد تاریخ وفات او نوشتم ناسخ	از ملک فنا رفت بحکم تقدیر پیش تابوت او چہ برنا و چہ پیر نواب وزیر ہائے نواب وزیر زاغ و تلخ و گزک زر و زر بہ شیر افسوس وزیر بُوَد آصف تدبیر

تاریخ وفات والد مصنف

والدِ من زین جہان رحلت نمود گشت ناسخ سالِ تاریخ وفات	یا الٰہ العالمین مغفور باد بار سولِ ہاشمے محشور باد

تاریخ وفات مرزا رفیع تخلص سودا

تاریخ وفات مرزا علی ... گرامی

زین جہان چون میرزا گرامی رفت
سال تاریخ گفت دل ای وای
... میرا الشہدا ... ۱۲۳۱

ہست سیّد علیش اسم شریف	از سمک شہرہ تا سما گردید
دست ماتم شکست بر سر دل	سینہ ہا تعزیہ سرا گردید
تا خدا سفینہ ایمان	خرقہ لحبہ فنا گردید
گفت سال وفات او تاسخ	جسم وے خاک کربلا گردید

تاریخ وفات علی فرزند مرزائی بیگ

روان ست اشک آہ از دیدہ من	چو طفلِ شیر خوارہ رفتم از دست
برائے سال فوتش فکر ناسخ	بگفتا سہر طفلی طفل الشکست

تاریخ وفات امیر الدولہ بہادر نائب آصف الدولہ بہادر

زین جہان نواب حیدر بیگ خان	عازم ملکِ عدم گردید ہے
سالِ تاریخ وفاتش پیر عقل	گفت رحلت کرد امیر الدولہ وای

تاریخ فوت پسر مرزا جعفر فصیح

ز گلگشتہ بجنت رفت کاظم	قرار و صبر باہم بردِ ای کاش
چنین سال وفاتش کلک ناسخ	رقم غبود کاظم مُرد ای وای

تاریخ وفات قلندر بخش جرأت تخلص

تاریخ وفات میر محمد تقی تخلص میر

شد ز جہان میر محمد تقی
... تاریخ وفاتش اہل جہان
واویلا مرد شاعران نوشت

تاریخ فوت میر حیدر علی

تاریخ وفات انور علی

تاریخ وفات ... حسن الدولہ بہادر

بہر سال وفات آن مرحوم
بگفت او فاضل محدث مرحوم

تاریخ وفات مفتی علامہ حضرت

مفتی علامہ اخوند حسرت ما کہ ز آن افسوس
سال تاریخ بود او فاضل مرحوم

تاریخ

تاریخ تاریخ وداد افسوس
سال اوج افسوس

تاریخ وفات میر یعقوب علی
صاحب عباس شن لکھنؤ

۱۷ اپریل

افسوس افسوس میر یعقوب افسوس
از مردن خود مرا رسانید الم
تاریخ وفات او نوشتم یارب
عباس بفردوس کند عیش مدام

تاریخ وفات برادر بزرگوار
جناب سید علی اوسط

از دنیا رفت سید عالی مناقب
بہشت تاریخ
سال تاریخ وفاتش سید علی ازفت
ہمراز افسوس از جہان سید علی رفت

تاریخ وفات مجتہد کربلائی معلیٰ

چون زین جہان حضرت مجتہد
رفت بہشت داشت و فغان
قائم مقام آن
از بس و غم دل ما رفت
تاریخ

انور علی از فیل نیفتاد و بمرد تاریخ وفات او نوشتم ناسخ		ہر کس کہ شنید گفت بہم افسوس افسوس اے ہفتم محرم افسوس

تاریخ موت صابر بخش

شد مسجد امام بارہ تنہا نہ خراب تاریخ وفات آن عزیز دلہا		از فقد تو وائے وائے صابر بخش دل گفت کہ ہائے ہائے صابر بخش

تاریخ وفات مولوی انوار الحق

زین جہان رفت مولوی انوار سال تاریخ رحلتش ناسخ		بہر گلگشت روضۂ رضوان گفت دل بود آخر شعبان

تاریخ وفات مولوی نور الحق

علامۂ عصر مولوی نور الحق تاریخ وفات او نمودم مرقوم		جان را باجل سپرد ہیہات اے وائے نور الانوار مرد ہیہات اے وائے

تاریخ وفات مولوی مخدوم

زین جہان رفت مولوی مخدوم		عامل و عالم و حدیث نبی ﷺ

تاریخ وفات مرزا مغل بیگ

تاریخ وفات خواجه باقی

ناسخ تاریخ وفاتش نوشت	رهبر دین آه ز دنیا برفت

تاریخ وفات فرزند قبلتی و کعبتی مرزا کاظم علی خان

رفت چون مرزا محمد باقر آه گفت تاریخ سال تاریخ وفات	بست دو سالہ بفردوس برین حشر بادا با امامِ المتقین

تاریخ وفات مرزا محمد علی بیگ کاملِ خطِ نسخ و نستعلیق

چون مرزای ذیقدر صناعِ دوران پے سال تاریخ این رنج ناسخ	ز ناسوت شد سوی لاهوت صد حیف بگفتا خرد در شگ یاقوت صد حیف

تاریخ وفات مرزا حسین ولد مرزا حسن که نوجوان کشته شد

بست ساله ز جهان رحلت کرد سال تاریخ خرد گفت که ہاے	سوخت داغ دلِ جانکاه حسین هست این ماتمِ جانکاه حسین ۱۲۳۱ھ

تاریخ وفات والدهٔ مقیم بیگ

رفت از دنیا سوی فردوس آن عفت مآب سال تاریخ وفاتش هاتفِ غیبی بگفت	باد زیر سایهٔ آلِ عبا روزِ جزا گفت آلهی باد با خیرالنسا روز جزا ۱۲۳۲ھ

تاریخ وفات مرزا محسن بیگ

تاریخ وفات نجابت علی ... مجذوب

تاریخ

دیوان تاریخ

دیوان تاریخ ست

۲۱۵

دیوان تاریخ

دوستہ ند و دی وان

ن ا س ی خ

تاریخ وفات مرزا حسین علی محنت

در لینا کہ مرزا محمد ! ابن	بصد غم ندیم ست بی فاطمہ
شدہ سال این غم چہ گفت این عمین	حسینم یتیم ست بے فاطمہ

تاریخ وفات میر تراب علی

دلا تلمیذ من محنت تخلص	ز دنیا کرد رحلت وای افسوس
نوشتم سال تاریخ رحیلش	کہ شد برباد محنت وای افسوس

میر تراب علی در مسقط	جان بخدا ایش سپرد اے وای
تاریخ سال وفاتش گفتم	میر تراب علی مُرد ای وای

تاریخ

خبر مرگ ہمدم برسید	بر فلک چون نرود افغانم
سال این ہر مصیبت یکجا	گفت تاریخ غم و یکجانم

تاریخ وفات میر گھسیٹا

جب میر گھسیٹا مر گئے ہائے	ہر ایک نے اپنے منھ کو پیٹا

تاریخ وفات شیخ ناسخ نیچر

قطعۂ تاریخ وفات امام بخش ناسخ

تاریخ وفات ناسخ مرحوم

تاریخ وفات شیخ صاحب از رشک

مقتدای سخن و استاد سخن قبلۂ من	حیف گر دید تہ خاک نہان واویلا
رشک تاریخ پے لوح فراش گفتم	مرقد ناسخ اعجاز بیان واویلا

تاریخ دیگر لبسن عیسوی

در کانپور بودم این واقعہ شنیدم	زین دم متصل شد از خلد جای ناسخ
سال وفات جستم تاریخ شد مسیحی	صد حیف کہے ناسخ صد حیف ناسخ ١٨٣٨ء

تاریخ در دائرۂ مولفہ کہ بجر ہزج و رمل و رجز خواندہ میشود

رگ و پے داغ و خستہ تا ابد کردی	پیاپے ظلم بے پایان و حد کردی
نوشتم سال مرگ ناسخ این ع	چہ ہے ہے عشرۂ میشود مہ بد کردی

دیگر دائرۂ متفقہ کہ در دو بجر متقارب و متدارک خواندہ میشود

اوٹھا مرگ ناسخ کا غل چار سوے	گیا لطف تحقیق کا گفتگو سے
کہا رشک نے مصرع سال رحلت	ولا شعر گوئی اوٹھی لکھنؤ سے ١٢٥٤ھ

دیوان ناسخ

تمت